سوال عوام کے

جواب بنتِ رسولؐ اسلام کے

لوگوں کے سوالات اور بنتِ رسولؐ اسلام
کے جوابات

حصہ سوم

تالف: حجۃ الاسلام علامہ احمد قاضی زاہدی گلپایگانی

سوال عوام کے

جواب بنتِ رسولؐ اسلام کے

(حصہ سوم)

مؤلف

حجۃ الاسلام علامہ احمد قاضی زاہدی گلپائیگانی

مترجم

محترمہ شبانہ ضمیر

نظر ثانی

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ لاہور۔ فون : 5425372

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

کتاب : سوال عوام کے جواب بنتِ رسولِ اسلام کے (حصہ سوم)

مؤلف : حجۃ الاسلام علامہ احمد قاضی زاہدی گلپایگانی

مترجم : محترمہ شبانہ ضمیر

نظر ثانی : حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

پروف ریڈنگ : شیر محمد عابد مولائی، چودھری محمد عمران حیدر جعفری

فنی معاونت : زہراء بتول جعفری، محدثہ بتول جعفری

اشاعت : اپریل 2011ء

ہدیہ : [redacted] روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین ۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

فون: 042-7225252 ، 0301-4575120

فہرست

فصل اوّل

اقامت وولایت کے بارے میں
ما یبکیك یا فاطمة 8
اے میری دختر نیک اختر! آپ کیوں رو رہی ہیں؟ 12
اسماء من هؤلاء؟ 17
یہ کن لوگوں کے نام ہیں؟ 18
حبیبتی فاطمة اما الّذی یبکیك؟ 19
اے میری نور چشم! آپ کیوں رو رہی ہیں؟ 22
یا سیدة النسوان! ممّ بکاؤكِ؟ 25
اے خاتونِ جنت! رونے کا سبب کیا ہے؟ 26
ما یبکیك یا بنیة؟ 28
جانِ پدر! کیوں روتی ہو؟ 31
سألت فاطمة عن الأئمة 35
میں نے فاطمہؑ سے پوچھا کہ امام کتنے ہوں گے؟ 36
هل نص رسول الله قبل وفاته علی علی بالامامة؟ 37
کیا رسول خداؐ نے وفات سے قبل امامت علیؑ پر نص فرمائی تھی؟ 40

فصل دوم 44

فضائل ومناقب زہراء علیہا السلام کے بارے میں 44
یا فاطمة! هل عندك شیء تغذینیه؟ 45
اے فاطمہؑ! کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کے لیے ہے؟ 49

أدخل ومن معی 53
کیا مجھے اور جو میرے ساتھ ہے داخل ہونے کی اجازت ہے؟ 55
یا فاطمة! قوی فاخرجی تلك الصحفة 57
اے فاطمہؑ! اٹھیں اور جو کچھ برتن میں ہے، اُسے باہر نکالیں 59
حبیبی أ أجفاکم؟الا أعلمتنی فا.تیتکم بشیء؟ 61
اے دختر پیغمبرؐ! کیا میں آپؑ پر خفا کر سکتا ہوں؟ 67
یا بنیّة هل عندك شیء اکله فإنّی جائع؟ 72
جانِ پدر! کیا آپ مجھے کچھ کھلا سکتی ہیں؟ 74
یا فاطمة! إنّ علیّ بن أبی طالب من قد عرفت قرابته وفضله...؟ 76
اے نور چشم اتم علیؑ کی قرابت وفضیلت سے واقف ہو؟ 78
ما یبکیك؟ 81
اے نور چشم! آپ گریہ کیوں کر رہی ہیں؟ 88
أفزعت یا سیّدة النساء؟ 95
اے سیدۃ النساء! کیا آپ گھبرا گئیں؟ 96
ما یبکیك لا أبکی الله عینیك یا حوریة 97
اے حور بہشتی! آپ کیوں رو رہی ہیں؟ 100
ما حزنك یا بنیة؟ 103
اے میری پیاری دختر! آپ غمگین کیوں ہیں؟ 107
ما یبکیك 113
آپؑ کے رونے کا سبب کیا ہے؟ 116
احکمی بیننا 119
ہم میں سے خط کس کا اچھا ہے؟ 121
یا فاطمة ! أین إبنای؟ 123
اے زہراء! میرے فرزند کہاں ہیں؟ 125
یا فاطمة إنّ أباك الیوم ضیفك! 127

جانِ پدر! آج تمہارا والد تمہارا مہمان ہے کیا مہمان کو کھانا کھلائیں گی؟ 130
ما عندك يا بنت رسول الله؟ 133
اے دخترِ رسولؐ! کیا آپؑ کے پاس کوئی چیز موجود ہے؟ 135
لو أتيت أباك فسألتيه خادماً 137
آپؑ اپنے والد کے پاس جائیں اور خادمہ کا مطالبہ کریں 139
يا فاطمة! قومي! فوالدك يريد القضيب الممشوق! 141
فاطمہؑ! اٹھیں، آپؑ کے والد ماجد عصائے مشوق مانگ رہے ہیں 148
يا بنيّة! ما الّذي أراه من صفار وجهك وتغيّر حدقتيك؟ 156
بیٹی! آپ کا چہرہ زرد کیوں ہو گیا ہے؟ اور آنکھیں اندر کو کیوں دھنسی ہوئی ہیں؟ 164
أفلا تخيطين لنا ثياباً للعيد يا أماه؟ 174
مادر جان! کیا آپؑ ہمارے عید کے کپڑے نہیں سیئں گی؟ 175
أيما أحبّ إليك: إنّ شئت كفيتك ابنك، وان شئت كفيتك الرحى! 176
حکم فرمائیں کہیں تو میں چکی پیسوں، کہیں تو حسنؑ کو بہلاؤں؟ 177
أي بنيّة! أنّى لك هذا؟ 178
اے نورِ نظر! یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ 180
إنّ لي والدة ضعيفة وقد لبس عليها في أمر صلاتها شيء! 182
میری ضعیفہ ماں ہمیشہ شکیات نماز میں مبتلا رہتی ہیں 184
بأبي أنت وأمّي! ما وراءك يا فاطمة؟ 186
زہراؑ! جان کیا خبر ہے؟ 188
أيّ شيء خير للنساء؟ 190
عورتوں کے لیے بہترین چیز کیا ہے؟ 191
لم حجبتيه وهو لا يراك؟ 193
اے فاطمہؑ! آپؑ نے خود کو کیوں چھپا لیا؟ 194
يا فاطمة! ألا أعلّمك دعاءً....؟ 195
اے فاطمہؑ! کیا تم چاہتی ہو کہ میں تمہیں دعا تعلیم کروں؟ 197

فصل سوم	199
مصائب زہراء علیہا السلام کے متعلق	199
كيف أصبحت عن ليلتك يا بنت رسول الله ﷺ!	201
اے دختر پیغمبرؐ! آپؑ نے کس حال میں صبح کی؟	202
أمنفذ أنت وصيّتي وعهدي؟	203
کیا میری وصیت پوری کریں گے؟ یا بنت رسول اللہ!	205
كيف أصبحت عن علّتك؟	206
آپؑ کا کیا حال ہے؟	226
أوصيني بما أحببت يا بنت رسول الله!	230
اے بنت پیغمبرؐ! آپؑ جو چاہیں مجھے وصیت کریں	233
كيف أصبحت يا ابنة المصطفى؟!	237
اے بنت مصطفیٰؐ! آپؑ نے کیسے صبح کی؟	238
ما الذي أسرّ إليك رسول الله ﷺ؟	239
رسول اکرمؐ نے آپؑ سے کیا رازدارانہ باتیں کیں؟	248

اقامت و ولایت کے بارے میں

maablib.org

ما يبكيك يا فاطمة

۞ ابن الوليد عن الصفار، عن ابن يزيد عن حمّاد بن عيسى، عن ابن اذينة عن ابان بن ابى عياش وإبراهيم بن عمر اليمانى، عن سليم بن قيس الهلالى قال: سمعت سلمان الفارسى رض قال:

كنت جالساً بين يدى رسول اللهؐ فى مرضة التى قبض فيها، فدخلت فاطمة فلمّا رأت ما بأبيها صلوات الله عليه وآله من الضعف بكت حتّى جرت دموعها على خدّيها فقال لها رسول اللهؐ: ما يبكيك يا فاطمة؟

قالت: يا رسول الله! أخشى الضيعة على نفسى وولدى بعدك.

فاغرورقت عينا رسول اللهؐ بالبكاء، ثم قال: يا فاطمة! أما علمت إنّا أهل بيت اختار الله لنا الآخرة على الدنيا وإنه ختم الفناء على جميع خلقه، وأنّ الله تبارك و تعالى اطلع إلى الارض[اطّلاعة] فاختارنى منهم وجعلنى نبياً واطّلع إلى الأرض اطّلاعةثانية، فاختار منها زوجك، فأوحى الله إلى أنّ أزوجك إيّاه، وأن أتّخذه وليّاً ووزيراً وأن أجعله خليفتى فى أمّتى، فابوك خير انبياء الله ورسله، وبعلك خير الأوصياء، وأنت أوّل من يلحق بى من اهلى.

ثمّ اطّلع إلى الأرض اطّلاعة ثالثة فاختارك (1) وولدك وأنت

(1) فى كتاب سليم: قال فاختارك واحد عشر رجلا من ولدك.

سيّدة نساء أهل الجنّة وابناك حسن و حسن سيّدا شباب أهل الجنّة، أبناء بعلك اوصيائى إلى يوم القيامة، كلّهم هادون مهديّون، والاوصياء بعدى اخى على ثم حسن وحسين ثم تسعة من ولد الحسين فى درجتى وليس فى الجنّة درجة أقرب إلى الله عزوجل من درجتى، ودرجة أوصيائى وأبى إبراهيم.

أما تعلمين يا بنيّة أن من كرامة الله عزوجل إيّاك أنّ زوجك خير أمّتى، وخير أهل بيتى أقدمهم سلماً وأعظمهم حلماً وأكثرهم علماً.

فاستبشرت فاطمة عليها السلام و فرحت بما قال لها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم.

ثم قال لها: يا بنيّة! إنّ لبعلك (١) مناقب: إيمانه بالله ورسوله قبل كلّ أحدلم يسبقه إلى ذلك أحد من امّتى.

وعلمه بكتاب الله عزّوجلّ وسنّتى وليس أحد من أمّتى يعلم جميع علمى غير على عليه السلام إن الله عزّوجلّ علّمنى علماً لا يعلمه غيرى، وعلم ملائكته ورسله علماً، وكلّما علمه ملائكته ورسله فأنا أعلم به، وأمرنى الله عزّوجلّ أعلمه إيّاه، ففعلت، فليس أحد أمّتى يعلم جميع علمى فهى وحكمى غيره

وانّك يابنيّه! زوجته.

وابناه سبطاى حسن و حسين، وهما سبطا أمّتى.

وأمره بالمعروف ونهيه عن المنكر.

وانّ الله عزّوجلّ آتاه الحكمة و فصل الخطاب.

(١) فى كتاب سليم: إنّ لعلى بن أبى طالب ثمانية أضراس ثواقب نوافذ: مناقب....

يا بنيّة! إنّا أهل بيت أعطانا الله عزّوجلّ سبع خصال لم يعطها أحداً من الاوّلين كان قبلكم، ولا يعطيها أحداً من الآخرين غيرنا: نبيّنا سيّد المرسلين وهو أبوك. ووصيّنا سيّدنا الأوصياء وهو بعلك، وشهيدنا سيّد الشهداء وهو حمزة بن عبدالمطّلب، وهو عمّ أبيك.

قالت: يا رسول الله! وهو سيّد الشهداء الّذين قتلوا معك؟

قال: لا، بل، سيّد شهداء الأوّلين والآخرين ما خلا الأنبياء والأوصياء، وجعفر ابن أبي طالب ذوالجناحين (١) الطيّار فى الجنّة مع الملائكة، وابناك حسن و حسين سبطا أمّتى وسيّد أهل الجنّة، ومنّا والّذى نفسى بيده! مهدى هذه الأمّة.

الّذى يملأ الأرض قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً.

قالت: فأىّ هؤلاء الّذين سميّت أفضل؟

قال: علىّ بعدى أفضل أمّتى

وحمزة وجعفر أفضل أهل بيتى بعد علىّ و بعدك و بعد إبنى وسبطى حسن و حسين وبعد الأوصياء من ولد ابنى هذا۔ وأشار إلى الحسين عليه السلام. ومنهم المهدى، إنّا أهل البيت اختار الله عزّوجلّ لنا الآخرة على الدنيا.

ثمّ نظر رسول الله إلى بعلها و إلى ابنيها فقال: يا سلمان! أشهد الله أنّى سلم لمن سالمهم، وحرب لمن حاربهم، أما إنّهم معى فى الجنة.

ثم أقبل على علىّ فقال: يا أخى! إنك ستبقى بعدى، وستلقى

(١) فى كتاب سليم: ذوالهجرتين وذوالجناحين.

من قريش شدّة من تظاهرهم عليك وظلمهم لك، فان وجدت عليهم أعواناً فقاتل من خالفك بمن وافقك وإن لم تجد أعواناً فاصبر، وكف يدك، ولا تلق بها إلى التهلكة، فانّك منّي بمنزلة هارون من موسى ولك بهارون أسوة حسنة، اذا استضعفه قومه وكادوا يقتلونه فاصبر لظلم قريش إيّاك، وتظاهر هم عليك ، فانّك منّي بمنزلة هارون من موسى ومن اتبعه، وهم بمنزلة العجل ومن اتبعه.

يا علي! إنّ الله تبارك و تعالى قد قضى الفرقة والاختلاف على هذه الأمّة، ولو شاء لجمعهم على الهدى حتّى لا يختلف اثنان من هذه الأمّة، ولا ينازع في شيء من أمره، ولا يجحد المفضول ذا الفضل فضله، ولو شاء لعجل النقمة والتغيير حتّى يكذب الظالم، ويعلم الحق أين مصيره، ولكنه جعل الدنيا دارالأعمال، وجعل الآخرة دار القرار

لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ۝

فقال علي عليه السلام: الحمد لله شكراً على نعمائه وصبراً على بلائه.[1]

(١) كمال الدين:٢٦٣.٢٦٤، بحارالأنوار: ٥٢/٢٨ الحديث:٢١.

اے میری دختر نیک اختر!
آپؑ کیوں رو رہی ہیں؟

بحذف اسناد سلیم بن قیس ہلالی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ: پیغمبر خدا بستر بیماری پر تھے۔ (اس بیماری کے اثر سے آپؐ کی وفات ہوئی تھی) اور میں حضرت رسول اکرمؐ کے پاس موجود تھا اور آپؐ کے بستر کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت زہراؑ وہاں پر تشریف لائیں۔ جب اُنھوں نے پیغمبر اکرمؐ کو ضعف و ناتوانی کی حالت میں دیکھا تو آپؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

پیغمبر خداؐ نے فرمایا: اے میری بیٹی فاطمہؑ! کیوں رو رہی ہو؟

آپؑ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپؐ کے بعد لوگ مجھ سے اور میرے بیٹوں سے بے اعتنائی برتیں گے اور ہمارے حقوق ضائع کریں گے، اس بات نے مجھے غم زدہ کر رکھا ہے۔

پیغمبر خدا نے آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے اپنی لاڈلی پارہ جگر کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

''اے فاطمہؑ! کیا آپ نہیں جانتیں کہ ہمارے خاندان کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے عوض آخرت کو ترجیح دی ہے اور بے شک ساری مخلوق نے فنا ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اور تمام مخلوق پر نظر ڈالی اور مجھے ان میں سے چن لیا اور اپنا پیغمبر منتخب کیا۔

پھر دوسری بار نگاہ کی تو تیرے شوہر کو منتخب کیا اور مجھے حکم دیا کہ تمہاری شادی اُن سے کر دوں اور اُنھیں اپنا ولی اور سرپرست اور وزیر مقرر کر دوں اور اپنی امت کے

لیے وصی اور اپنا جانشین قرار دوں۔

پس تیرا باپ بہترین پیغمبر و رسول خدا ہے اور تیرا شوہر بہترین وصی و جانشین ہے، اور آپ میرے گھر کے پہلا فرد ہیں، جو سب سے پہلے مجھ سے آملیں گے۔

تب اللہ تعالیٰ نے تیسری بار زمین پر نگاہ کی اور تجھے اور تیرے فرزندوں کو چن لیا۔

پس آپؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور آپؑ کے دو بیٹے حسنؑ وحسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ اور آپؑ کے فرزند اور شوہر سب ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے ہیں۔ اور آخرت کے دن تک میرے جانشین ہیں۔

میرے بھائی علیؑ اور پھر حسنؑ وحسینؑ پھر حسینؑ کی نسل میں سے نو افراد میرے وصی اور جانشین ہوں گے۔ یہ سب بہشت میں میرے ہم مرتبہ ہوں گے۔ اور خدا کے نزدیک میرا اور میرے جانشین اوصیاء کا رتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے زیادہ برتر ہوگا۔

اے میری بیٹی! کیا آپ نہیں جانتیں کہ یہ اللہ کا آپؑ پر خاص کرم ہے کہ آپ کا شوہر بہترین امتی اور بہترین رشتہ دار ہیں، جو اسلام قبول کرنے میں اولین، حلم و بردباری میں بلندتر اور علم و دانش میں سب سے آگے ہیں۔

حضرت فاطمہؑ نے جب اپنے والد بزرگوار سے یہ نورانی و دلنشین باتیں سنیں تو ان کے غمگین دل کو تسکین و فرحت ملی اور وہ خوش ہوگئیں۔ تب رسول خداؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اے بیٹی! تیرا شوہر بہت بڑی فضیلت والا ہے کہ وہ اللہ اور
رسولؐ پر سب سے پہلے ایمان لایا اور امت میں سے کوئی بھی
ایمان لانے میں ان سے سبقت حاصل نہیں کرسکا۔"

آپؑ کے شوہر کے علاوہ میری امت کا کوئی بھی فرد کتاب اللہ اور میری سنت کا

مکمل علم نہیں رکھتا۔

اللہ تعالیٰ نے جو علم مجھے عطا کیا وہ میرے علاوہ کسی دوسرے کو عطا نہیں کیا، لیکن جو علم اپنے دوسرے پیغمبروں اور فرشتوں کو عطا کیا میں وہ سب جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں یہ تمام علوم علیؑ کو سکھاؤں اور میں نے یہ فریضہ انجام دیا۔ چنانچہ میری امت کا کوئی بھی فرد علم، فہم وحکمت میں ان کا ہم پلہ نہیں۔

اے میری بیٹی! تیرا شوہر اور تیرے بیٹے حسنؑ وحسینؑ جو کہ میرے نواسے ہیں یہ وہ ہستیاں ہیں، جو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

اے فاطمہؑ!

ہمارا خاندان وہ ہے جسے خدا نے پانچ صفتوں سے نوازا ہے جو کہ ہم سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو عطا کی جائیں گی:

① ہمارے پیغمبر پیغمبروں کے سردار ہیں اور وہ تیرے والد ہیں۔

② ہمارے جانشین بہترین جانشین ہیں اور وہ تیرا شوہر ہیں۔

③ ہمارے شہید، شہیدوں کے سردار ہیں اور وہ حمزہؓ ہیں جو کہ آپؐ کے چچا ہیں۔

حضرت زہراؑ نے پوچھا: اے رسولِ خدا! کیا شہیدوں کا سردار صرف وہی ہے جو آپؐ کا ہم رکاب ہو کر شہید ہوا؟

آپؐ نے فرمایا: نہیں بلکہ اوّلین و آخرین میں سید الشہداء پیغمبروں اور اوصیاء کے علاوہ جعفر ابن ابی طالبؑ ہیں، جن کا لقب طیار ہے۔ جنھیں جنت میں دو پَر عطا کیے گئے ہیں اور وہ فرشتوں کے ہمراہ پرواز کیا کرتے ہیں (اور وہ آپ کے چچا کے بیٹے ہیں)۔

④ میری امت کے دو سبط اور آپ کے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔

مجھے اپنی جان کی قسم، اس امت کے مہدیؑ ہمارے خاندان میں سے ہیں۔ خدا

ان کے ذریعہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جو کہ ظلم وستم سے پُر ہو چکی ہوگی۔

جب گفتگو یہاں پہنچی تو حضرت زہراؑ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! جن افراد کے ابھی آپؐ نے نام بتلائے ہیں ان سب میں افضل کون ہے؟

رسولؐ اکرم نے فرمایا:

علیؑ میرے بعد سب سے افضل ترین شخصیت ہیں۔ علیؑ کے بعد حمزہؑ وجعفرؑ افضل ہیں۔ ان کے بعد آپؑ کے بیٹے اور میرے نواسے حسنؑ وحسینؑ اور ان کے بعد میرے اس بیٹے کے جانشین فرزند (آپ نے انگلی سے حضرت امام حسینؑ کی طرف اشارہ کیا)۔

میرے خاندان کے بہترین افراد ہیں اور مہدیؑ انہی میں سے ایک ہیں۔ ہمارا خاندان وہ خاندان ہے جس کے لیے اللہ نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی ہے۔

تب حضرت رسولِ اکرمؐ نے حضرت فاطمہؑ اُن کے مظلوم شوہر علیؑ اور دو معصوم فرزندوں کی طرف نگاہ کی اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

"اے سلمانؓ! میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ جو ان سے صلح کرے گا، میں بھی اس سے صلح کروں گا اور جو اِن سے جنگ کرے گا تو میں بھی اِس سے جنگ کروں گا، کیونکہ یہ جنت میں میرے ساتھ ہوں گے۔"

تب آپؐ نے دنیائے اسلام کے سب سے پہلے مظلوم، امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: اے میرے بھائی! تم میرے بعد بہت جلد تنہا اور بے یار و مددگار ہو جاؤ گے اور قریش تمہارے مقابلے میں متحد ہو کر تمہاری مخالفت کریں گے اور تم پر ظلم کریں گے۔

اگر ان کے مقابلے کے لیے کوئی تمہاری مدد کرے تو ان سے اپنے دوستوں کے ہمراہ جنگ کرنا اور اگر کوئی مدد نہ کرے تو صبر کرنا اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھنا اور

خود کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالنا، کیونکہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے، جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی اور تم بھی ہارونؑ کی پیروی کرنا، کیونکہ اُس کی قوم نے بھی اسے کمزور کر دیا تھا اور قریب تھا کہ وہ اُسے قتل کر دیتے۔

پس تم قریش کے ظلم پر صبر کرنا، کیونکہ تم میرے لیے بمنزلہ ہارونؑ ہو، جو کہ موسیٰؑ کے پیرو تھے اور ان کی قوم گوسالہ (سامری) کی پیرو تھی۔

یا علیؑ!

اللہ نے اس امت میں اختلاف وافتراق کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اگر اس کی حیثیت ہوتی تو سب کو ہدایت پر جمع کر سکتا تھا اور اس امت میں سے دو آدمی بھی آپس میں اختلاف نہ کرتے اور خدا کے کسی حکم پر نہ جھگڑتے اور کوئی مفضول کسی صاحب فضیلت کی فضیلت کا انکار نہ کرتا۔ اگر خدا چاہتا تو ستم گروں پر فوراً اپنا عذاب نازل کر دیتا اور یوں ہر شخص ظالم کو پہچان کر اس کی تکذیب کرتا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اعمال و کردار کی سرائے قرار دیا ہے اور آخرت کو ابدی سرائے قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى ۝ (النجم: ۳۱)

"تاکہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور جنھوں نے نیک کام کیے انھیں بھلائی سے بدلہ دے سکے۔"

جب امام مظلوم حضرت علیؑ نے پیغمبر خداؐ سے یہ جملہ سنا تو آپؑ نے فرمایا:

"تمام نعمات کے لیے میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور مصیبت اور امتحان پر صبر کرتا ہوں۔"(۱)

(۱) کمال الدین: ۲۶۲۔ ۲۶۳، بحار الانوار: ۲۸۔ ۵۲، الحدیث: ۲۱

اسماء من هؤلاء؟

﴿۲﴾ ابن شاذويه والفامى معاً، عن محمّد الحميرى، عن أبيه، عن الفرارى عن مالك السلولى، عن درست، عن عبدالحميد، عن عبدالله بن قاسم عن عبدالله بن جبلة عن أبي السفاتج، عن جابر الجعفى، عن أبي جعفر محمّد بن على الباقر، عن جابر بن عبدالله الأنصارى قال:

دخلت على فاطمة بنت رسول اللهؐ وقدّامها لوح يكاد ضوؤه يغشى الأبصار، فيه اثنا عشر اسماً: ثلاثة فى ظاهره و ثلاثة فى باطنه وثلاثة فى آخره (۱) و ثلاثة أسماء فى طرفه، فعددتها فاذا هى اثنا عشر (۲)، فقلت: أسماء من هؤلاء؟

قالت: هذه أسماء الأوصياء، أوّلهم ابن عمّى وأحد عشر من ولدى آخرهم القائم.

قال جابر: فرأيت فيها (۳): محمّداً محمّداً، محمّدًا، فى ثلاثة مواضع، وعليّاً عليّاً عليّاً عَليًّا، فى أربعة مواضع. (۴)

(۱) فى المصدرين: وثلاثة أسماء فى آخره.

(۲) فى العيون: فاذاهى اثناعشر اسما.

(۳) فى العيون: فرأيت فيه.

(۴) كمال الدين : ۱۸۱، عيون الأخبار: ۲۸، وأورده الطبرسى أيضاً فى إعلام الورى: ۳۸۳/۳۸۳، بحار الانوار: ۲۰۱/۳۶، حديث: ۴

یہ کن لوگوں کے نام ہیں؟

بحذف اسناد۔

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت فاطمہ زہراؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ ان کے سامنے ایک نورانی تختی رکھی ہوئی ہے، جس کی روشنی آنکھوں کو چندھیا رہی تھی۔ اس تختی پر بارہ نام نظر آ رہے تھے۔ تین نام تختی کے سامنے والے حصے پر، تین نیچے والے حصے پر تین پیچھے والے حصے پر اور تین اس کے کنارے پر تھے۔

مَیں نے ان ناموں کو گنا تو یہ پورے بارہ نام تھے۔

میں نے عرض کیا: اے بنت رسولؐ خدا! یہ کن لوگوں کے نام ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: یہ پیغمبرِ خدا کے اوصیاء اور جانشینوں کے نام ہیں۔ جن میں پہلے میرے پسر عم وشوہر ہیں اور باقی گیارہ میرے بیٹے ہیں کہ جن کے آخری قائمؑ آلِ محمدؑ ہوں گے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس تختی پر تین جگہ محمدؐ، محمدؐ، محمدؐ، اور چار جگہ علیؑ، علیؑ، علیؑ، علیؑ لکھا ہوا دیکھا۔ (۱)

(۱) کمال الدین: ۱۸۱ عیون الاخبار: ۲۸، بحار الانوار، ۳۶/ ۲۰۱ الحدیث: ۳

حبيبتى فاطمة!ما الّذى يبكيك؟

﴿٤﴾ أبو المفضّل الشيبانى، عن عبدالرزاق بن سليمان بن غالب الأزدى عن الحسن بن على،(١) عن عبدالوهّاب بن همام الحميرى، عن ابن أبى شيبة، عن شريك، عن الركين بن الربيع، عن القاسم بن حسان، عن جابر بن عبدالله الأنصارى قال:

كان رسول الله فى الشكاة (٢) الّتى قبض فيها فاذا فاطمةؑ عند رأسه.

قال: فبكت حتّى ارتفعت صوتها، فرفع رسول اللهﷺ طرفه اليها فقال: حبيبتى فاطمة! ما الّذى يبكيك؟

قالت: أخشى الضيعة من بعدك.

قال: يا حبيبتى! لا تبكين فنحن أهل بيت قد أعطانا الله سبع خصال لم يعطها أحداً قبلنا ولا يعطيها أحداً بعدنا:

منّا خاتم النبيين وأحبّ المخلوقين إلى الله عزّوجلّ وهو أنا أبوك، ووصيّنا (٣) خير الأوصياء وأحبّهم إلى الله وهو بعلك.

(١) فى للصدر: عن الحسن السمعانى. وفى هامش (ك): معافى خ ل.

(٢) الشكاة: للرض.

(٣) فى للصدر: ووصيّى.

وشهيدنا خير الشهداء وأحبّهم إلى الله وعمّك.

ومنّا من له جناحان فى الجنّة يطير بهما مع الملائكة وهو ابن عمك.

ومنّا سبطا هذه الأمّة وهما ابناك الحسن والحسين، سوف يخرج الله من صلب الحسين تسعة من الأئمّة أمناء معصومون.[1]

ومنّا مهدى هذه الأمّة إذا صارت الدنيا هرجاً و مرجاً وتظاهرت الفتن وتقطعت السبل وأغار بعضهم على بعض فلا كبير يرحم صغيراً ولا صغير يوقّر كبيراً، فيبعث الله عزّوجلّ عند ذلك مهدينا التاسع من صلب الحسين، يفتح حصون الضلالة وقلوبنا غفلاء.[2] يقوم بالدين فى آخر الزمان كما قمت به فى أوّل الزمان ويملا الأرض عدلا كما ملئت جوراً.

يا فاطمة! لا تحزنى ولا تبكى، فان الله أرحم منى بك وأرأف عليك منّى وذلك لمكانك منّى وموضعك من قلبى وزوّجك الله زوجاً هو أشرف أهل بيتك حسباً، وأكرمهم مضباً، وأرحمهم بالرعيّة وأعدلهم بالسويّة، وأبصرهم بالقضيّة، وقد سألت ربّى عزّوجلّ أن تكوينى أوّل من يلحقنى[3] من أهل بيتى، ألا إنّك بضعة منّى، فمن آذاك فقد آذانى.

قال جابر: فلمّا قبض رسول اللهؐ دخل إليها رجلان من

(۱) كذا فى (ك) وفى غيره من النسخ وكذا للصدر: وهما ابناك الحسن والحسين، وتسعة من الائمة معصومون.

(۲) فى للصدر: يفتح حصون الضلالة وقلاعها.

(۳) فى للصدر: أوّل من يلحق بى.

الصحابة فقالا لها: كيف أصبحت يا بنت رسول الله؟

قالت: اصدقاني[1] هل سمعتما من رسول الله: ((فاطمة بضعة منّي فمن آذاها فقد آذاني؟))

قالا: نعم والله لقد سمعنا ذلك منه.

فرفعت يديها الى السماء قالت:

اللّهم إنّي اشهدك أنّهما قد اذياني وغضبا حقّي.

ثمّ أعرضت عنهما فلم تكلّمهما بعد ذلك وعاشت بعد أبيها خمسة وسبعين يوماً حتّى ألحقها الله به.[2]

قال العلاّمة المجلسيّ الرجلان الاوّل والثاني.[3]

(۱) صدقة بالحديث: أنباه بالصدق.

(۲) كفاية الأثر: ۹.

(۳) بحار الانوار: ۵۱/۷۸، ۳۰۷/۲۳ الحديث: ۱۳۶

اے میری نورِ چشم!
آپؑ کیوں رو رہی ہیں؟

بحذف اسناد۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ کی زندگی کے آخری لمحات میں، جب آپؐ بیمار تھے، مَیں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ کی بیٹی فاطمہؑ آپؐ کے بستر کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں اور اپنے والد کی حالت دیکھ کر رو رہی تھیں۔ اچانک ان کے رونے کی آواز بلند ہوگئی۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھیں کھولیں اور اپنی مظلوم بیٹی کی طرف دیکھا اور کہا: اے میری پیاری فاطمہؑ! کیوں رو رہی ہو؟

حضرت زہراءؑ نے عرض کیا: بابا جان! آپؐ کے بعد ہمارے حقوق ضائع کر دیے جائیں گے۔ اس بات نے مجھے غمزدہ کر دیا ہے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے میری حبیبہؑ! گریہ مت کر۔

ہمارا خاندان وہ خاندان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی پانچ خصوصیات سے نوازا ہے جو نہ ہم سے پہلے کسی کو عطا کی گئیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو عطا کی جائیں گی۔ آپؐ نے فرمایا:

> ''ہم میں خاتم پیغمبران اور اللہ کی محبوب ترین شخصیت موجود ہے، جو آپ کا والد ہے، میرا وصی اوصیا میں بہترین ہے اور اللہ کے ہاں محبوب ترین شخصیت ہے اور وہ آپ کے شوہر ہیں۔ ہمارے شہید بہترین شہید ہیں اور اللہ کے نزدیک پسندیدہ ترین ہستی ہیں اور وہ آپ کے چچا ہیں۔ ہمارے

خاندان میں وہ شخصیت ہے کہ جنھیں جنت میں دو پَر عطا کیے جائیں گے اور وہ فرشتوں کے ہمراہ پرواز کیا کریں گے اور وہ شخصیت آپ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ اس امت کے دو سبط ہمارے خاندان سے ہیں۔ وہ آپ کے دو فرزند حسنؑ و حسینؑ ہیں اور آئندہ اللہ تعالیٰ حسینؑ کی نسل سے نُو امام پیدا کرے گا اور اس امت کا مہدیؑ بھی ہمارے خاندان سے ہے۔ جب دنیا ظلم و جور سے بھر جائے گی اور فتنوں کا شکار ہو جائے گی، بڑے لوگوں کو رشک کی نظر سے دیکھا جائے گا نہ بڑے چھوٹوں پر رحم کریں گے اور نہ چھوٹے بڑوں کی عزت کریں گے تو اللہ تعالیٰ (امام) حسینؑ کی نویں نسل سے ایک مہدیؑ پیدا کرے گا۔ وہ کفر، شرک اور گمراہی کے قلعوں کو فتح کرے گا اور غفلت میں پڑے ہوئے دلوں کو تسخیر کرے گا۔ جس طرح میں نے زمانہ اوّل میں احیائے دین کے لیے قیام کیا ہے، اسی طرح وہ بھی آخری زمانے میں قیام کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جو کہ ظلم و جور سے بھری ہوئی گی۔"

اے فاطمہؑ! غمگین نہ ہو اور گریہ نہ کر، کیونکہ اللہ تعالیٰ آپؑ پر میری نسبت زیادہ رؤف و مہربان ہے۔ اور آپ کی جگہ میرے دل میں ہے۔ اور اللہ نے آپؑ کی شادی ایسے شخص سے کی ہے، جو شریف ترین اور خاندانی ہے اور بلند ترین مرتبہ رکھتا ہے۔ اور رعایا کے ساتھ مہربان ترین ہے۔ ان کے لیے عادل ترین اور ان کے فیصلوں کے لیے بہترین شخص ہے اور ان کا مددگار ہے۔

میں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی ہے کہ آپ کو
میرے خاندان میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملائے۔
"آگاہ رہو تم میرے جگر کا ٹکڑا ہو۔ جس نے تمہیں تکلیف
دی اس نے مجھے تکلیف دی۔"

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسولِ خداؐ دنیا سے چلے گئے اور "دو افراد" (اپنی تمام تر گستاخی کے ساتھ) حضرت فاطمہؑ سے ملاقات کے لیے آئے اور کہا:

"اے دخترِ رسولؐ خدا! آپؑ کا کیا حال ہے؟ آپؑ کس
حالت میں ہیں؟

حضرت فاطمہؑ نے ان سے کہا: کیا تم میری ایک بات کی تصدیق کرتے ہو؟

انہوں نے پوچھا: کون سی بات؟

آپؑ نے فرمایا: کیا رسولِ خداؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ فاطمہؑ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی؟

اُنھوں نے کہا: ہاں، ہم تصدیق کرتے ہیں کہ رسولِ خداؐ نے ایسے ہی فرمایا تھا۔

تب اس ستم رسیدہ خاتون نے اپنے ہاتھ جو کہ ان دونوں کے ظلم کی وجہ سے متورم تھے، آسمانوں کی طرف بلند کیے اور کہا:

اے خدا! میں تجھے گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ ان دو افراد نے مجھے اذیت دی ہے اور میرا حق غصب کیا ہے۔

جابرؓ کہتے ہیں کہ تب حضرت زہراؑ نے ان سے رُخ پھیر لیا اور اس کے بعد ان دو افراد سے کبھی بات نہ کی۔

آپؑ رسولِ خداؐ کے بعد ۷۲ دن زندہ رہیں، یہاں تک کہ اللہ نے آپؑ کو اپنے والد سے ملا دیا۔ (۱)

(۱) بحار الانوار: ۵۱/ ۲۳،۷۸ / ح ۳۰۷ الحدیث ۱۳۶

يا سيدة النسوان! ممّ بكاؤك؟

علىّ بن الحسن بن محمّد، عن هارون بن موسىٰ، عن محمّد بن علىّ بن معمر، عن عبدالله بن معبد، عن موسى بن ابراهيم، عن عبدالكريم بن هلال، عن أسلم، عن أبى الطفيل، عن عمّار قال:

لمّا حضر رسول اللهؐ الوفاة دعا بعلىّ فسارّه (١) طويلاً، ثم قال: يا علىّ! أنت وصيّي وارثى قد أعطاك الله علمى وفهمى فاذا متّ ظهرت لك ضغائن فى صدور قوم و غصبت على حقّك.

فبكت فاطمة، وبكى الحسنؑ والحسينؑ.

فقال لفاطمةؑ: يا سيّده النسوان! ممّ بكاؤك؟

قالت: يا أبت! أخشى الضيعة بعدك.

قال: أبشرى يا فاطمة فانّك اوّل من تلحقنى من أهل بيتى، فلا تبكى ولا تحزنى، فانّك سيّدة نساء أهل الجنّة، وأباك سيّد الأنبياء، وابن عمّك خير الأوصياء (٢)، وابناك سيدا شباب أهل الجنّة، من صلب الحسينؑ يخرج الله الائمة التسعة، مطهّرون معصومون، ومنّا مهدى هذه الأمة.... (٣)

---

(١) اى کلمہ بسر. (٢) فى للصدر: سيّد الأوصياء.

(٣) كفاية الاثر: ٦١، ٦١، ٧١، وفيه: كانّك تنحو نحوهم بدليل، بحارالأنوار: ٣٦/٣٢٨ الحديث: ١٨٣.

اے خاتونِ جنت!

رونے کا سبب کیا ہے؟

بحذف اسناد۔

حضرت عمار یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا اپنی زندگی کے آخری لمحات گذار رہے تھے۔ میں اس وقت ان کے پاس حاضر تھا۔ آپؐ نے اپنے بھائی، جانشین حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کو اپنے بستر کے قریب بلایا اور کافی وقت ان سے کچھ نہ کہا۔

کافی توقف کے بعد آپؐ نے ان سے فرمایا:

"اے علیؑ! آپؑ میرے وصی اور وارث ہیں، بے شک اللہ نے آپؑ کو میرا علم و دانش عطا کیا ہے۔ جب میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا تو لوگ اپنے دِلوں میں تیرے لیے پوشیدہ دشمنی کو ظاہر کریں گے اور تجھ سے تیرا حق غصب کر لیں گے۔"

جب حضرت زہراؑ نے اپنے والد کی زبانی یہ باتیں سنیں تو آپؑ رونے لگیں اور امام حسنؑ و حسینؑ بھی آپؑ کے ساتھ رونے لگے۔

رسولِ خدا اپنی بیٹی اور نواسوں کا رونا برداشت نہ کر سکے اور حضرت زہراؑ کی طرف رُخ کر کے فرمایا: اے سیدۃ النساء! کیوں رو رہی ہو؟

انھوں نے عرض کیا: اے بابا جان! مجھے ڈر ہے کہ آپؐ کے بعد ہمارے حقوق ضائع کر دیے جائیں گے اور ہمیں ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جائے گا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے فاطمہؑ! تمہارے لیے خوشخبری ہے کہ اپنے خاندان میں آپؑ سب سے پہلے مجھے آملیں گی۔ پس غمگین مت ہو اور رؤمت کہ آپؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور آپؑ کے والد پیغمبروں کے سردار ہیں اور آپؑ کے پسرِ عم بہترین وصی ہیں اور آپؑ کے دو فرزند جوانانِ جنت کے سردار ہیں اور اللہ نسل (امام) حسینؑ سے نو امام پیدا کرے گا اور مہدیؑ انہی میں سے ہوں گے۔"(۱)

(۱) بحارالانوار:۳۶/۳۲۸ حدیث ۱۸۴

ما يبكيك يا بنية؟

(١) جماعةعن أبي المفضل، عن محمّد بن فيروز بن غياث الجلاب بباب الأبواب، عن محمّد بن الفضل بن مختار البابى، عن أبيه، عن الحكم بن ظهير، عن الثمالى، عن القاسم بن عوف، عن أبي الطفيل، عن سلمان الفارسی قال:

دخلت على رسول الله ﷺ فى مرضه الّذى قبض فيه، فجلست بين يديه وسألته عما يجد وقمت لا خرج فقال لى:اجلس يا سلمان! فيشهدك الله عزّوجلّ أمراً، إنّه لمن خير الأمور.

فجلست فبينا أنا كذلك إذ دخل رجال من أهل بيته ورجال من أصحابه، ودخلت فاطمة ابنته فيمن دخل، فلما رأت ما برسول الله ﷺ من الضعف خنقتها العبرة حتّى فاض دمعها على خدها.

فأبصر ذلك رسول الله ﷺ فقال: ما يبكيك يا بنية؟ أقر الله عينك ولا أبكاها.

قالت: وكيف لا أبكى وأنا أرى ما بك م الضعف؟

قال لها: يا فاطمة! توكلى على الله، واصبرى كما صبر آباؤك من الأنبياء، وأمّهاتك أزواجهم، ألا أبشرك يا فاطمة؟

قالت: بلى يا نبي الله ـ أو قالت ـ يا أبت ـ

قال: أما علمت أن الله تعالى اختار أباك فجعله نبياً وبعثه إلى كافة الخلق رسولاً، ثمّ اختار علياً، فأمرني فزوجتك إياه واتخذته بأمر ربّي وزيراً و وصياً.

يا فاطمة! إنّ عليًا أعظم المسلمين على المسلمين بعدي حقًا وأقدمهم سلماً، وأعلمهم علماً، وأحلمهم حلماً، وأثبتهم في الميزان قدراً.

فاستبشرت فاطمة، فأقبل عليها رسول الله فقال: هل سررتك يا فاطمة؟

قالت: نعم يا أبت!

قال: أفلا أزيدك في بعلك وابن عمك من مزيد الخير وفواضله؟

قالت: بلى يا نبي الله!

قال: إنّ علياً أوّل من آمن بالله عزّوجلّ ورسوله من هذه الأمّة، هو و خديجة أمّك، واوّل من وَ ازرني على ماجئت به يا فاطمة إنّ عليًا أخي وصفيّ و أبو ولدي، إنّ علياً اعطى خصالاً من الخير لم يعطها أحد قبلها، ولا بعطاها أحد بعده، فأحسني عزاك، واعلمي أنّ أباك لاحق بالله عزّوجلّ.

قالت: يا أبت! قد سررتني وأحزنتني.

قال: كذلك يا بنية أمور الدنيا يشوب سرورها حزنها، وصفوها كدرها. أفلا أزيدك يا بنية؟

قالت: بلى يا رسول الله!

قال: إنّ الله تعالى خلق الخلق فجعلهم قسمين، فجعلني وعليّاً في خيرهما قسماً وذلك قوله عزّوجلّ:

وَأَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ أَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ (۱)

ثم جعل القسمين قبائل فجعلنا في خيرها قبيلة، وذلك قوله عزّوجلّ:

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ ۚ (۲)

ثم جعل القبائل بيوتاً فجعلنا في خيرها بيتا في قوله سبحانه:

إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (۳)

ثمّ إنّ الله تعالى اختارني من أهل بيتي، واختار عليّاً والحسن والحسين. واختارك فأنا سيّد ولد آدم، عليّ سيد العرب، وأنت سيّدة النساء والحسن والحسين سيّدا شباب أهل الجنّة، ومن ذرّيّتك المهدي يملأ الله عزّوجلّ به الأرض عدلاً كما ملئت بمن قبله جوراً (۴)

(۱) الواقعة:۲۷.

(۲) الحجرات:۱۳.

(۳) الأحزاب:۳۳.

(۴) أمالي الشيخ:۳۲، ۳۳، بحار الأنوار:۲۲/۵۰۲، ۵۰۳/ الحديث:۴۸.

جانِ پدر!
کیوں روتی ہو؟

بحذف اسناد۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرض الموت میں مبتلا تھے۔ آپؐ بسترِ بیماری پر تھے جب میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور آپؐ سے چند مسائل دریافت کیے۔

جب میں ان کے حضور سے رخصت ہونا چاہتا تھا تو رسولِ خداؐ نے مجھ سے انتہائی محبت سے فرمایا کہ خدا جلد ہی تمھیں بہترین اُمور اور واقعات کا گواہ بنانا چاہتا ہے۔ میں نے رسولِ اکرمؐ کے فرمان کی اطاعت کی اور وہیں بیٹھ گیا۔

اس اثناء میں خاندانِ پیغمبر اور اصحاب میں سے چند افراد وہاں آ گئے۔ ان شخصیات میں آپؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہراؑ بھی موجود تھیں۔ جب حضرت فاطمہؑ نے آپؐ کو بیماری کی حالت میں دیکھا تو آپؑ رونے لگیں، یہاں تک کہ شدت گریہ سے آپؑ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور رُخساروں پر نشان پڑ گئے۔

رسولِ خداؐ نے جب اپنی بیٹی کو غمگین دیکھا تو فرمایا:

"اے میری بیٹی! کیوں رو رہی ہو؟ خدا تمھاری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا کرے، مت روؤ۔"

انھوں نے عرض کیا: بابا جان! میں کیونکر نہ روؤں جبکہ میں آپؐ کو بیماری اور کمزوری کی حالت میں دیکھ رہی ہوں؟

رسولِ خداؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! خدا پر بھروسہ رکھو اور صبر اور بردباری سے کام لو جیسے تمہارے ساتھ بزرگ انبیاء اور ان کے خاندان والوں نے کیا تھا۔

اے فاطمہؑ! کیا میں تمہیں ایک خوشخبری دوں؟

انہوں (حضرت فاطمہؑ) نے عرض کیا: جی ہاں، اے بابا جان! اے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

رسولِ خداؐ نے فرمایا:

''کیا تم جانتی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کو منتخب کیا اور اسے اپنی تمام مخلوق کے لیے اپنا پیغمبر بنا دیا، اور پھر علیؑ کو منتخب کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں تمہارا نکاح علیؑ سے کردوں اور اسے اپنا وصی وجانشین قرار دوں۔''

اے فاطمہؑ! میرے بعد مسلمانوں پر سب سے زیادہ فضیلت علیؑ کو حاصل ہے۔ وہ سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔ سب سے بڑے عالم۔ سب سے زیادہ حلیم وبردبار اور سب سے زیادہ انصاف کرنے والے ہیں۔

اس وقت حضرت فاطمہؑ کا چہرہ چمک اُٹھا۔ رسولِ خداؐ نے ان کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: کیا اب خوش ہو، اے فاطمہؑ!

حضرت فاطمہؑ نے جواب دیا: جی ہاں، اے بابا جان!

پیغمبر خداؐ نے فرمایا: کیا تم چاہتی ہو کہ میں تمہارے پسرِ عم اور شوہر کے کچھ اور فضائل بیان کروں؟

اُنھوں نے عرض کیا: جی ہاں! اے پیغمبر خداؐ!

رسولِ اکرمؐ نے فرمایا:

''بے شک اس امت کے اوّلین مرد جو مجھ پر ایمان لائے وہ علیؑ اور تمہاری والدہ خدیجۃ الکبریٰؑ تھیں۔ یہ

دونوں وہ پہلے اشخاص تھے، جنھوں نے خدا کا پیغام پہنچانے
میں میری مدد کی تھی۔"

اے فاطمہؑ! علیؑ میرا بھائی اور جانشین ہے۔ وہ میرے دو بیٹوں کا باپ بھی ہے۔ بے شک علیؑ کو بہت سی ایسی فضیلتوں سے نوازا گیا، جو نہ اس سے پہلے کسی کو نصیب ہوئیں اور نہ ان کے بعد کسی کو ملیں گی۔ پس اس مصیبت میں خود کو تسلی دو اور جان لو کہ تمہارا باپ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو رہا ہے۔

جس وقت حضرت زہراؑ نے اپنے والد سے یہ باتیں سنیں تو آپؑ نے عرض کیا: بابا جان! آپؐ کی یہ باتیں سن کر میں خوش ہوں لیکن میرا غم اب بھی کم نہیں ہوتا۔

پیغمبر خداؐ نے فرمایا: یہ حقیقت ہے اے میری بیٹی! یہ دنیا خوشی وغمی اور صفاو تیرگی کا باہم امتزاج ہے۔ بیٹی! کیا میں آگے کچھ بیان کروں؟

انھوں نے عرض کیا: جی ہاں، اے رسولِ خداؐ!

پیغمبر خداؐ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق کو خلق کیا اور انھیں دو حصوں میں تقسیم کیا، مجھے اور علیؑ کو بہترین حصے میں قرار دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَأَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ أَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ﴿۲۷﴾ [الواقعہ:۲۷]

اصحابِ یمین، اصحابِ یمین کیا ہیں؟"

پھر ان دو حصوں کو قبیلوں میں تقسیم کر دیا اور ہمارے قبیلے کو سب سے بڑھ کر بہترین قبیلہ قرار دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ
عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ ۚ [الحجرات:۱۳]

"ہم نے تمہارے قوم قبیلے بنائے تاکہ تمہاری پہچان ہو سکے، تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے، جو زیادہ پرہیزگار ہے۔"

پھر ان قبیلوں کو گھروں میں تقسیم کیا اور ہمارے گھر کو بہترین گھر قرار دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اس کی تعریف بیان کی ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

"اے اہلِ بیتؑ! خدا کا بس ارادہ یہی ہے کہ وہ تم سے ہر طرح کی ناپاکی کو دور رکھے اور تمہیں وہ طہارت عطا کرے جو کہ طہارت کا حق ہے۔"

تب اللہ نے میرا، علیؑ، حسنؑ و حسینؑ اور تمہارا انتخاب کیا۔ میں سرورِ فرزندانِ آدمؑ ہوں، علیؑ سردارِ عرب ہیں، آپؑ تمام عورتوں کی سردار ہیں اور حسنؑ و حسینؑ دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

اور مہدیؑ آپؑ کے بیٹوں کی اولاد میں سے ہوگا کہ خدا جس کے ذریعے ظلم و جور سے بھری زمین کو عدل و انصاف سے پُر کردے گا۔ (۱)

(۱) امالی شیخ ص ۳۲۔ ۳۳، بحارالانوار جلد ۲۲ / ۵۰۲۔ ۵۰۳ حدیث ۴۸

سألت فاطمةؑ عن الأئمّةؑ

۞ محمّد بن عبدالله بن عبدالمطلب، عن عبيد الله بن الحسين النصيبي، عن أبي العيناء عن يعقوب بن محمّد بن عليّ بن عبدالمهيمن، عن عبّاس بن سهل الساعدي، عن أبيه قال: سألت فاطمةؑ عن الأئمةؑ.

فقالت: سمعت رسول اللهؐ [يقول:] الأئمة بعدي عدد نقباء بني إسرائيل.[1]

(۱) كفاية الاثر: ۲۶. وفيه: سمعت رسول الله يقول ا ه د: بحارالأنوار: ۳۵۲/۳۶ الحديث:۲۲۳

میں نے فاطمہؑ سے پوچھا کہ امام کتنے ہوں گے؟

بحذف اسناد۔

سہل ساعدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ علیہا السلام سے ائمہ معصومین علیہم السلام کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

"میں نے پیغمبرِ خدا سے سنا ہے کہ میرے بعد آئمہ کی تعداد نقیبانِ بنی اسرائیل کے برابر ہے۔"(۱)

(۱) کفایۃ الاثر، ص:۱۹۶۔ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نے رسولِ خداؐ سے سنا تھا۔ بحارالانوار، جلد:۳۶/ ۳۵۲۔ حدیث: ۲۲۳۔

maablib.org

هل نص رسول اللهؐ قبل وفاته على على بالامامة؟

علىّ بن الحسن، عن محمّد بن الحسين الكوفى، عن محمّد بن علىّ بن زكريا، عن عبدالله بن الضحاك، عن هشام بن محمّد، عن عبدالرحمان عن عاصم بن عمرو، عن محمودبن لبيد قال:

لمّا قبض رسول اللهؐ كانت فاطمةؑ تأتى قبور الشهداء وتأتى قبر حمزة و تبكى هناك، فلمّا كان فى بعض الأيام أتيت قبر حمزة فوجدتها تبكى هناك فأمهلتها حتّى سكنت، فأتيتها وسلّمت عليها وقلت: يا سيّدة النسوان! قدوالله قطعت نياط (١) قلبى من بكائك. فقالت: يا أبا عمرو! الحقّ لى البكاء، فلقد أصبت بخير الآباء رسول اللهؐ واشوقاه إلى رسول الله.

ثم أنشأتؑ تقول:

اذا مات يوماً ميت قلّ ذكره
وذكر أبى مذمات والله أكثر

قلت: يا سيّدتى! إنّى سائلك عن مسألة تتلجلج فى صدرى.

(١) النياط: عرق غليظ متصل بالقلب فاذا قطع مدت صاحبه.

قالت: سل.

قلت: هل نص رسول الله ﷺ قبل وفاته على علي بالامامة؟

قالت: واعجباً! أنسيتم يوم غدير خم؟

قلت: قد كان ذلك ولكن أخبريني بما اشير إليك.

قالت: أشهد الله تعالى لقد سمعته يقول:

علي خير من اخلفه فيكم، وهو الامام والخليفة بعدي، وسبطاي وتسعة من صلب الحسين أئمّة أبرار، لئن اتبعتموهم وجدتموهم هادين مهديين، ولئن خالفتموهم ليكون الاختلاف فيكم إلى يوم القيامة؟

قلت: يا سيّدتي! فما باله قعد عن حقّه؟

قالت: يا أبا عمرو! لقد قال رسول الله ﷺ: مثل الامام مثل الكعبة إذ تؤتى ولا تأتي.

أو قالت: مثل علي.

ثم قالت: أما والله لو تركوا الحقّ على أهله واتبعوا عترة نبيّة (١) لما اختلف في الله اثنان، ولورثها سلف عن سلف وخلف بعد خلف حتّى يقوم قائمنا التاسع من ولد الحسين،

ولكن قدّموا من أخره الله وأخروا من قدّمه الله، حتّى إذا ألحدوا المبعوث وأودعوه الجدث المجدوث (٢) اختاروا بشهوتهم وعملوا بآرائهم.

تبّاً لهم (٣) أولم يسمعوا الله يقول:

(١) في المصدر: واتبعوا عترة نبيهم.

(٢) في المصدر: حتى إذا ألحد المبعوث وأودعه الجدث المجدوث.

(٣) أي ألزمهم الله خسراناً وهلاكاً.

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ [1]

بل سمعوا ولكنّهم كما قال الله سبحانه:

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ۝ [2]

هيهات بسطوا في الدنيا آمالهم ونسوا آجالهم. فتعساً لهم وأضلّ أعمالهم، أعوذبك يا ربّ من الحور بعد الكور. [3]

قال العلّامة المجلسيّ:

الجدث: القبر، والمجدوث: المحفور. قال الجزري: فيه ((نعوذ بالله من الحور بعد الكور)) أي من النقصان بعد الزيادة.

وقيل: من فساد أمورنا بعد صلاحها، وقيل: من الرجوع عن الجماعة بعد أن كنّا منهم، وأصله من نقض العمامة بعد لفّها. [4]

---

(۱) القصص:۶۸

(۲) الحج:۴۶

(۳) كفاية الأثر:۲۶،۲۷

(۴) النهاية:۱/۲۶۹ بحار الأنوار:۳۶/۳۵۲ الحديث:۲۲۳.

کیا رسولِ خدا نے وفات سے قبل امامتِ علیؑ پر نص فرمائی تھی؟

محمود بن لبید بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا شہدائے اُحد کے مزارات پر آتی تھیں اور قبرِ حمزہؓ پر بیٹھ کر روتی تھیں۔

ایک دن میں وہاں گیا تو حضرت سیدہؑ کو میں نے وہاں اشک فشانی کرتے ہوئے پایا۔

میں خاموش کھڑا رہا۔ جب آپؑ رو چکیں تو میں آگے بڑھا اور بی بی پر سلام کر کے عرض کیا: اے سیدۃ النساء! آپؑ پر سلام، آپؑ کے رونے کی وجہ سے میرے دل کی شریان پھٹ گئی ہے۔

حضرت سیدہؑ نے فرمایا: میرا حق ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ گریہ کروں۔ میرے والد رسول اللہؐ کی موت کی مجھ پر مصیبت ٹوٹی ہے۔ ہائے مجھے ان سے ملنے کا کتنا اشتیاق ہے!!

پھر حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا نے یہ شعر پڑھا

اذا مات یوماً میت قلّ ذکرہ
وذکر ابی مذمات واللہ أکثر

''جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کا ذکر بھی کم ہو جاتا ہے، جب کہ میرے والد کی جب سے وفات ہوئی ہے ان کے ذکر میں اضافہ ہوا ہے۔''

پھر میں (راوی) نے عرض کیا: اے سیدہ! میں آپؑ سے وہ سوال کرنا چاہتا ہوں، جس نے میرے سینے میں کچھ عرصہ سے اضطراب پیدا کیا ہوا ہے۔

حضرت سیدہؑ نے سوال کی اجازت دی تو میں نے عرض کیا: کیا رسولِ خداؐ نے اپنی وفات سے پہلے حضرت علیؑ کی امامت پر نص فرمائی تھی۔

حضرت سیدہؑ نے فرمایا: انتہائی مقامِ تعجب ہے کیا تم نے غدیر خم کے دن کو بھلا دیا ہے؟

میں (راوی) نے عرض کیا: ہمیں حدیث غدیر یاد ہے، میرے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا رسولِ خداؐ نے آپؑ حضرات کو مخصوص کر کے بھی کچھ کہا تھا؟

حضرت سیدہؑ نے فرمایا: جی ہاں، میں خدا کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں نے اپنے والد سے یہ الفاظ سنے تھے:

> ''علیؑ وہ بہترین انسان ہے، جسے میں تمہارے درمیان اپنا جانشین بنا کر جا رہا ہوں اور وہ میرے بعد امام اور خلیفہ ہے۔ اور پھر میرے دو نواسے اور اس کے بعد صلب حسینؑ میں سے نو امام ہوں گے۔ اگر تم نے ان کی اتباع کی تو تم اُنھیں ہدایت دہندہ اور ہدایت یافتہ پاؤ گے اور اگر تم نے ان کی مخالفت کی تو قیامت تک تمہاری صفوں میں اختلاف رہے گا۔''

میں (راوی) نے عرض کیا: سیدہؑ! پھر کیا وجہ ہے کہ خاموش ہو کر علیؑ کیوں بیٹھ گئے ہیں؟

حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا نے جواب دیا: اے ابو عمرو! رسولِ خداؐ کا فرمان ہے:

مثل الامام مثل الكعبة اذ تؤتي و لا تأتي.

''امام کعبہ کی مانند ہوتا ہے، اس کے پاس جانا پڑتا ہے کعبہ
کسی کے پاس چل کر نہیں آتا۔''

راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت سیدہ نے یہ جملہ فرمایا کہ رسول خداؐ کا فرمان ہے: ''علیؑ کعبہ کی مانند ہے۔ کعبہ کے پاس جانا پڑتا ہے۔ کعبہ کسی کے پاس چل کر نہیں جاتا۔''

یا حضرتؑ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا: ''کعبہ علیؑ کی مانند ہے۔''

بعد از اں حضرت سیدہؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اگر لوگ حق کو اس کے محور پر باقی رہنے دیتے اور عترت رسولؐ کی پیروی کرتے تو خدا کے متعلق دو افراد کے درمیان بھی اختلاف پیدا نہ ہوتا اور امت کا یہ اتفاق حسینؑ کے نویں فرزند کے ظہور تک قائم رہتا۔

اس کی بجائے لوگوں نے اُسے آگے کیا ہے، جسے خدا نے پیچھے رکھا تھا اور جسے خدا نے آگے رکھا تھا، اُسے پیچھے کر دیا۔ ان لوگوں نے جیسے ہی آنحضرتؐ کو سپرد خاک کیا تو اپنی ذاتی خواہشات اور اپنی آراء پر عمل کیا۔

ان کے لیے ہلاکت ہے۔ کیا ان لوگوں نے خدا کے اس فرمان کو نہیں سنا:

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ
[القصص:٦٨]

''تیرا رب جسے چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے اور چن لیتا ہے۔
انھیں چناؤ کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔''

جی ہاں، یقیناً انھوں نے خدا کے اس فرمان کو سنا ہے، لیکن ان کی حالت وہی ہے، جسے خدا نے یوں بیان کیا ہے:

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ۝ [الحج]

''آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ وہ دل اندھے ہو جاتے
ہیں جو سینوں میں ہیں۔''

ہیہات! اُنھوں نے دنیا میں اپنی آرزوؤں کو دراز کر دیا ہے اور اپنی موت کو فراموش کر دیا ہے۔ ان کے لیے ہلاکت ہے۔ خدا نے ان کے اعمال ضائع کر دیے ہیں۔ خدایا! میں اضافہ کے بعد نقصان سے تیری پناہ چاہتی ہوں۔

maablib.org

فضائل ومناقب
زہراء علیہا السلام کے بارے میں

تكشفني عن حالي.

فقال له: يا أخي! إنه يسعك أن تكتمني حالك.

فقال: يا أبا الحسن! أما إذ أبيت فوالذي أكرم محمّداً بالنبوّة وأكرمك بالوصيّة! ما أزعجني من رحلي إلّا الجهد وقد تركت عيالي يتضاغون جوعاً، فلمّا سمعت بكاء العيال لم تحملني الأرض فخرجت مهموماً راكب رأسي، هذه حالي وقصّتي.

فانهملت عينا علي بالبكاء حتي بلّت دمعته لحيته، فقال له: أحلف بالّذي حلفت ما أزعجني إلّا الّذي أزعجك من رحلك فقد استقرضت ديناراً فقد آثرتك على نفسي.

فدفع الدينار إليه ورجع حتّي دخل مسجد النبي فصلّي فيه الظهر والعصر والمغرب، فلمّا قضي رسول الله المغرب مرّ بعلي بن أبي طالب وهو في الصف الأوّل فغمزه برجله.

فقام علي متعقباً خلف رسول الله حتّي لحقه على باب من أبواب المسجد فسلّم عليه، فردّ رسول الله [السلام] فقال: يا أبا الحسن! هل عندك شيء نتعشّاه فنميل معك؟!

فمكث مطرقاً لا يحير جواباً حياء من رسول الله وهو يعلم ما كان من أمر الدينار ومن أين أخذه وأين وجهه، وقد كان أوحى الله تعالى إلى نبيّه محمّد أن يتعشّى الليلة عند علي بن أبي طالب.

فلما نظر رسول الله إلى سكوته فقال: يا أبا الحسن! مالك لا تقول: لا، فانصرف، أو تقول:نعم فأمضي معك؟

فقال حياء وتكرّماً: فاذهب بنا.

فأخذ رسول الله يد [ي] علي بن أبي طالب فانطلقا حتى دخلا

یا فاطمة! هل عندك شیء تغذینیه؟

عبید بن کثیر معنعناً عن أبی سعید الخدری
قال: أصبح علی ابن أبی طالبؑ ذات یوم ساغباً،
فقال: یا فاطمة! هل عندك شیء تغذینیه؟

قالت: لا والّذی أکرم أبی بالنبوّة وأکرمك بالوصیّة! ما أصبح الغداة عندی شیء، وما کان شیء أطعمناه مذیومین إلّا شیء کنت أؤثرك به علی نفسی وعلی ابنی هذین الحسن والحسین.

فقال علی: یا فاطمة! ألا کنت أعلمتینی فأبغیکم شیئاً

فقالت: یا أبا الحسن! إنّی لا ستحیي من إلهی أن أکلف نفسك مالا تقدر علیه.

فخرج علیّ بن ابی طالبؑ من عند فاطمةؑ واثقاً بالله بحسن الظن فاستقرض دیناراً، فبینا الدینار فی ید علیّ بن أبی طالبؑ یرید أن یبتاع لعیاله ما یصلحهم.

فتعرض له المقداد بن الأسود فی یوم شدید الحرّ قد لوحته الشمس من فوقه وآذته من تحته، فلمّا رآه علیّ بن أبی طالبؑ أنکر شأنه فقال: یا مقداد! ما أزعجك هذه الساعة من رحلك؟

قال: یا أبا الحسن! خلّ سبیلی ولا تسألنی عمّا ورائی.

فقال: یا أخی! إنّه لا یسعنی تجاوزنی حتّی أعلم علمك.

فقال: یا أبا الحسن! رغبة إلی الله والیك، تخلی سبیلی ولا

على فاطمة الزهراءؑ وهى فى مصلاّها قد قضت صلاتها وخلفها جفتنة تفور دخاناً. فلمّا سمعت كلام رسول اللهؐ رحلها خرجت من مصلاّها فسلّمت عليه. وكانت أعز الناس عليه، فردَّ ومسح بيده على رأسها وقال لها: يا بنتاه! كيف أمسيت رحمك الله تعالى؟

[قالت: بخير.

قال:] (۱) عشينا غفر الله لك وقد فعل.

فأخذت الجفنة فوضعتها بين يدى النبيؐ وعلىّ بن أبى طالبؑ، فلمّا نظر علىّ بن أبى طالبؑ إلى طعام و شمّ ريحه بن فاطمةؑ ببصره مياً شحيحاً.

قالت له فاطمةؑ: سبحان الله! ما أشحّ نظرك وأشدّه؟ هل أذنبت فيما بينى و بينك ذنباً استوجبت به السخطة؟

قال: وأىّ ذنب أعظم من ذنب أصبتيه؟ أليس عهدى اليك اليوم الماضى وأنت تحلفين بالله مجتهدة ما طعمت طعاماً مذيومين؟

قال: فنظرت إلى السماء فقالت: إلهى يعلم فى سمائه ويعلم فى أرضه أنّى لم أقل إلاّ حقّاً.

فقال لها: يا فاطمة! أنّى لك هذا الطعام الّذى لم أنظر إلى مثل لونه قطّ ولم أشمّ مثل ريحه قطّ وما آكل أطيب منه؟

قال: فوضع رسول اللهؐ كفّه الطيبة المباركة بين كتفى علىّ بن أبى طالبؑ فغمزها، ثم قال: يا علىّ! هذا بدل دينارك وهذا جزاء دينارك من عند الله:

إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۲)

(۱) ما بين المعقوفين أثبتناه من كشف الغمة.
(۲) آل عمران: ۳۷

ثمّ استعبر النبیؐ باکیاً ثم قال: الحمد لله الّذی أبی لکم أن تخرجا من الدنیا حتّی یجزیکما ویجزیك (۱) یا علی! مجری زکریّا ویجری فاطمة مجری مریم بنت عمران

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ (۲)

وروی الاربلیؒ فی ((کشف الغمّة)): عن ابی سعید مثله. (۳)

قال العلّامہ مجلسیؒ:

قال الجوهری: لوحت الشیء بالنار أحمیته۔

وقال فی النهایة: فیہ إن شئت دعوت الله أن یسمعك تضاغیهم فی النار، أی صیاحهم وبکاءهم یقال: ضغا یضغو ضغوا وضغاء إذا صاح، ومنہ الحدیث: وصبیتی یتضاغون حولی.

قولہ: رمیاً شحیحاً، الشحّ: البخل مع حرص وهو لا یناسب المقام إلّا بتکلّف. ویحتمل أن یکون أصلہ سحیحاً بالسین المهملة من السح بمعنی السیلان، کنایة عن المبالغة فی النظر والتحدیق بالصبر، وعلی ما فی النسخ یحتمل أن یکون من الحرص کنایة عن المبالغة فی النظر أو البخل کنایة عن النظر بطرف البصر علی وجہ الغیظ. (۴)

(۱) کذا فی النسخ وفی المصدر: حتی یجزیکما هدایا، یا علی! فی المنازل الّذی جزی فیها زکریا ویجزیك یا فاطمة فی الّذی جزیت فیه مریم.... وفی کشف الغمة: الحمد لله الّذی أبی لکما أن تخرجا من الدنیا حتی یجزیك....

(۲) آل عمران:۳۷ (۳) راجع! کشف الغمة:۲/۲۹۔۲۶.

(۴) بحار الأنوار:۴۳/۵۹ الحدیث:۵۱.

اے فاطمہؑ!
کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کے لیے ہے؟

ابو سعید خدری سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ ایک دن صبح میرے اُٹھے تو آپؑ کو بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ آپؑ نے حضرت فاطمہؑ زہراء سے کہا: کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کے لیے ہے؟

اُنھوں نے جواب دیا: نہیں، اُس ذات کی قسم جس نے میرے پدرِ بزرگوار کو نبوت اور آپؑ کو وصایت سے مشرّف فرمایا، دو دن سے میرے گھر میں کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ میں اپنے آپ پر اور اپنے بچوں پر ایثار کر کے آپؑ کے سامنے کھانا پیش کرتی رہی ہوں اور آج تو وہ بھی ناممکن ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: آپؑ نے مجھے پہلے کیوں نہیں آگاہ کیا؟

جناب فاطمہؑ زہراء نے عرض کیا: اے ابوالحسنؑ! مجھے شرم آتی ہے کہ میں آپ کو کسی ایسی چیز کی زحمت دوں جو بظاہر آپؑ کے اختیار میں نہ ہو۔

یہ سُن کر حضرت علی علیہ السلام نے اللہ پر بھروسہ کیا اور تلاشِ معاش میں گھر سے چلے۔ کسی سے ایک دینار قرض لیا، پھر بازار گئے، تاکہ اپنے اہل خانہ کے لیے کھانے کا کچھ سامان خرید کر لے جائیں۔ اتنے میں مقداد بن اسود سے ملاقات ہو گئی۔ گرمیوں کے دن تھے۔ دھوپ کی وجہ سے مقدادؓ کا چہرہ تمتما رہا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے مقدادؓ سے پوچھا: تم اس شدید گرمی میں گھر سے کس لیے نکلے ہو؟

مقدادؓ نے عرض کیا: اے ابوالحسنؑ! میرا حال نہ پوچھیں تو بہتر ہے۔

آپؑ نے فرمایا: یہ ناممکن ہے، جب تک میں تمہارا حال نہ پوچھ لوں تمہیں یہاں سے جانے نہ دوں گا۔

مقدادؓ نے کہا: خدا کے لیے مجھے جانے دیجئے، میرا حال ناگفتہ بہ ہے۔

آپؑ نے فرمایا: بھائی یہ بات تمہارے لیے مناسب نہیں ہے کہ تم مجھ سے اپنا حال پوشیدہ رکھو۔

مقدادؓ نے عرض کیا: اچھا اگر آپؑ کا اصرار ہے تو سن لیں، اُس ذات کی قسم جس نے آپؑ کے بھائی کو نبوت اور آپؑ کو وصایت سے نوازا ہے۔ اس وقت میرے گھر والے فاقہ سے ہیں، یہی وجہ ہے کہ میں اس وقت گھر سے نکلا ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام یہ سن کر رونے لگے حتی کہ آپؑ کی ریش مبارک تر ہو گئی۔

پھر آپؑ نے فرمایا: میں بھی اُسی ذات کی قسم کھاتا ہوں، جس کی قسم آپ نے کھائی میں بھی اسی فکر میں گھر سے چلا ہوں اور اس کے لیے ایک شخص سے ایک دینار قرض لیا ہے۔ خیر اب تم اسے لے کر اپنی حاجت پوری کرو۔

یہ کہہ کر آپؑ نے وہ دینار مقدادؓ بن اسود کے حوالے کیا اور خود مسجد نبوی تشریف لائے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر، عصر اور مغرب ادا کی۔

نماز مغرب سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرت حضرت علی علیہ السلام کے پاس تشریف لائے، جو صفِ اوّل میں تھے اور فرمایا: اے علیؑ! آج شب میں تمہارا مہمان ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام حیران ہوئے کہ اب آپؐ کو کیا جواب دیں۔ اُدھر آنحضرتؐ بذریعہ وحی اس بات پر مامور تھے کہ رات کا کھانا حضرت علیؑ کے ساتھ کھائیں۔

آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو خاموش دیکھ کر فرمایا: اے علیؑ! تم خاموش کیوں ہو

گئے ہو؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! میں دل و جان سے حاضر ہوں، تشریف لے چلیے۔

یہ سن کر آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اسی حالت میں جناب سیدہ کے گھر پہنچے۔ دیکھا کہ آپ مصلائے عبادت پر مشغول مناجات ہیں اور آپ نے مصلے کے پیچھے ایک طبق رکھا ہوا ہے جس میں سے کھانے کی خوشبو آ رہی ہے۔

بنت رسولؐ نے جیسے ہی اپنے پدر بزرگوار کی آواز سُنی تو آپؑ اپنے مصلے سے اُٹھیں، بابا کو سلام کیا۔ آپؐ نے جواب سلام دیا اور محبت سے سر پر ہاتھ پھیرا اور پوچھا: بیٹی! کیسا مزاج ہے؟

آپؑ نے عرض کیا: بابا! بفضلِ خدا اچھی ہوں۔

اس کے بعد وہ طبق لا کر آپؐ کے اور حضرت علیؑ کے سامنے رکھ دیا۔

حضرت علیؑ نے آپ کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا۔ جناب فاطمہؑ زہراءؑ نے عرض کیا: اے ابوالحسنؑ! کیا بات ہے، آپؑ مجھے غور سے دیکھ رہے ہیں، کیا مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: مگر آپ نے تو قسم کھا کر کہا تھا کہ میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔

جناب فاطمہؑ زہراء نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ بھی میرے اُس قول و قسم کی صداقت پر شاہد ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: پھر یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ ایسا خوشبودار کہ آج تک کسی کھانے میں ایسی خوشبو محسوس نہیں ہوئی۔

یہ سن کر آنحضرتؐ نے اپنا دست مبارک حضرت علیؑ کے کاندھے پر رکھا اور ارشاد فرمایا: اے علیؑ! یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے اُس دینار کا بدلہ ہے (جو تم

نے مقدادؓ بن اسود کو دے کر ایثار سے کام لیا تھا)۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ [آلِ عمران]

''اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔''

اس کے بعد حضرت رسولِ خدا آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا:

''اے علیؑ! اس خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں اس وقت تک نہ اُٹھانے کا ارادہ فرمایا ہے جب تک تمہیں حضرت زکریاؑ کا رُتبہ اور فاطمہؑ زہراء کو مریمؑ کا مرتبہ نہ عطا فرما دے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا [آلِ عمران:۳۷]

''جب بھی زکریاؑ (مریمؑ) کے پاس محراب میں داخل ہوتے تو اُن کے پاس رزق پاتے (کھانا وغیرہ)۔''

دیکھیے: (۱)، (۲)

(۱) کشف الغمہ ۲/۲۹-۳۳

(۲) بحار الانوار ۴۳/۵۹-ح:۵۱

maablib.org

أدخل ومن معى

﴿1﴾ العدّة، عن البرق، عن إسماعيل بن مهران، عن عبيد بن معاوية، عن معاوية بن شريح، عن سيف بن عميرة، عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن أبي جعفرؑ، عن جابر بن عبدالله الأنصاري قال:

خرج رسول الله يريد فاطمة وأنا معه، فلمّا انتهينا إلى الباب وضع يده عليه فدفعه ثم قال: السلام عليكم.

فقالت فاطمةؑ: عليك السلام يا رسول الله!

قال: أدخل؟

قالت: أدخل يا رسول الله!

قال: أدخل أنا ومن معى؟

فقالت: يا رسول الله! ليس علي قناع.

فقال: يا فاطمة! خذى فضل ملحفتك فقنعى به رأسك.

ففعلت، ثم قال: السلام عليكم.

فقالت: وعليك السلام يا رسول الله!

قال: أدخل؟

قالت: نعم أدخل يا رسول الله!

قال: أنا ومن معى؟

قالت: أنا ومن معك.

قال جابر: فدخل رسول اللهؐ ودخلت أنا وإذا وجه فاطمةؑ أصفر كأنه بطن جرادة.

فقال رسول اللهؐ: مالی أرى وجهك أصفر؟

قالت: يا رسول الله! الجوع.

فقال: اللهمّ مشبع الجوعة ورافع الضيعة أشبع فاطمة بنت محمد.

فقال جابر: فوالله فنظرت إلى الدم ينحدر من قصاصها حتّى عاد وجهها أحمر فما جاعت بعد ذلك اليوم. (۱)

(۱) بحار الانوار: ۴۳/ ۶۲ الحدیث: ۵۳

کیا مجھے اور جو میرے ساتھ ہے داخل ہونے کی اجازت ہے؟

حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک مرتبہ رسولِ خداؐ اپنے گھر سے حضرت فاطمہؑ زہراء سے ملاقات کی غرض سے روانہ ہوئے۔ میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھا۔ جب حضرت فاطمہؑ کے دروازے پر پہنچے تو آپؐ دروازے پر رُک گئے اور دستک دی، پھر کہا: السلام علیکم!

جواب میں حضرت فاطمہؑ نے بھی سلام کہا۔

رسولِ خداؐ نے فرمایا: کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟

فاطمہؑ نے عرض کیا: رسولِ خداؐ آپؐ اندر آ جائیں۔

پھر پیغمبر خداؐ نے فرمایا: کیا میں اور جو میرے ساتھ ہے، ہم دونوں اندر آ سکتے ہیں؟

فاطمہؑ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! میرے پاس مقنعہ اور روپوش نہیں ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: اپنی چادر کے پلو سے اپنے سر کو ڈھانپ لو۔

فاطمہ زہراءؑ نے چادر کے پلو سے اپنے سر کو ڈھانپا۔ پھر رسولِ خداؐ نے انھیں سلام کیا اور فاطمہ زہراءؑ نے سلام کا جواب دیا۔ پیغمبر اکرمؐ نے داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو حضرت فاطمہؑ نے کہا: جی ہاں، یارسول اللہ! اب آپؐ چلے آیئے۔

پیغمبر خداؐ نے فرمایا: تو کیا میں اور میرا ساتھی دونوں چلے آئیں؟

فاطمہ زہراءؑ نے کہا: جی ہاں، آپؐ دونوں آ جائیں۔

جابرؓ کہتے ہیں: رسولِ خدا گھر میں داخل ہوئے اور میں بھی اُن کے پیچھے گھر

میں داخل ہوا۔ اچانک میں نے محسوس کیا کہ فاطمہ زہراءؑ کا چہرہ زرد ہے۔

پیغمبر اکرمؐ نے اُن سے اِس کی وجہ دریافت کی۔ فاطمہ زہراءؑ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! بھوک کی سختی سے یہ حالت ہو گئی ہے۔ اس وقت رسولِ خدا نے دعا مانگی کہ اے وہ ذات جو بھوکوں کو سیر کرتی ہے اور کمی کی تلافی کرتی ہے فاطمہؑ دخترِ پیغمبرؐ کو سیر فرما۔

جابرؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم، اُس وقت فاطمہؑ کے چہرے پر خون کی سرخی نمودار ہو گئی اور وہ پہلے کی طرح ہشاش بشاش ہو گئیں۔ (۱)

(۱) بحار الانوار ۴۳ / ۶۲، ح: ۵۳

maablib.org

يا فاطمة! قومى فاخرجى تلك الصحفة

﴿٥﴾ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن محمّد بن إسماعيل، عن صالح بن عقبة، عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن أبي جعفرؑ قال: قال النبيؐ لفاطمة: يا فاطمة! قومى فاخرجى تلك الصفحة.

فقامت فأخرجت صحفة فيها ثريد و عراق يفور، فأكل النبيؐ وعلى وفاطمة والحسن والحسينؑ ثلاثة عشر يوماً. ثمّ إنّ أمّ أيمن رأت الحسينؑ معه شيء فقالت له: من أين لك هذا؟

قال: إنّا لنأكله منذ أيّام.

فأتت أمّ أيمن فاطمةؑ فقالت: يا فاطمة! إذا كان عند أمّ أيمن شيء فإنّما هو لفاطمة ولولدها، وإذا كان عند فاطمة شيء فليس لأمّ أيمن منه شيء؟

فأخرجت لها منه، فأكلت منه أمّ أيمن ونفدت الصحفة.

فقال لها النبيؐ: أما لولا أنّك اطعمتها لأكلت منها أنت وذرّيتك إلى أن تقوم الساعة. قال أبو جعفرؑ: والصحفة عندنا يخرج بها قائمنا فى زمانه.

قال العلاّمة المجلسيؒ:

قال الجوهرى: الغرق: العظم الّذى أخذ عنه اللحم والجمع

عراق بالضم انتهى

والمرادهنا العظم مع اللحكم كما ورد فى اللغة أيضاً.

قال الفيروز آبادى: العرق وكغراب العظم أكل لحمه والجمع ككتاب و غراب نادر، أو العرق: العظم بلحمه فاذا أكل لحمه فعراق، أو كلاهما لكليهما. [1]

maablib.org

(۱) بحارالانوار:۴۳/۲۳ الحديث:۵۵.

اے فاطمہؑ!

اُٹھیں اور جو کچھ برتن میں ہے، اُسے باہر نکالیں

حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا: ایک دن جناب رسولِ خداؐ نے جنابِ فاطمہؑ سے ارشاد فرمایا کہ بیٹی اُٹھو! وہ کاسہ نکال لاؤ۔ جناب فاطمہؑ زہراء اُٹھیں اور وہ کاسہ اُٹھا لائیں، جس میں ثرید تھا اور اُس میں سے خوشبو مہک رہی تھی۔ اور اُس کاسے (پیالے) سے جنابِ رسول اللہؐ، حضرت علیؑ ابن ابی طالب، جناب فاطمہ زہراءؑ، حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ نے تیرہ دن تک مسلسل کھایا۔ ایک دن اُمِّ ایمنؓ نے حضرت امام حسینؑ کے ہاتھ میں اس کھانے کو دیکھ لیا تو پوچھا: شہزادے! یہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: یہ کھانا ہم کئی دنوں سے کھا رہے ہیں؟

یہ سن کر اُمِّ ایمنؓ جنابِ فاطمہؑ زہراء کے پاس آئیں اور بولیں، اے بنتِ رسولِ خداؐ! جب میرے پاس کوئی چیز ہوتی ہے تو میں آپؑ سے اور آپؑ کے بچوں کے کھلانے سے دریغ نہیں کرتی۔ پھر اس کھانے کے کھلانے میں آپؑ نے مجھ سے کیوں دریغ کیا ہے؟

جنابِ فاطمہؑ زہراءؑ نے مروّت میں آ کر اُس کھانے میں سے تھوڑا سا اُمِّ ایمن کو بھی دیا۔ جس کے بعد اُس پیالے کا کھانا ختم ہو گیا۔

جنابِ رسول اللہؐ نے فرمایا: بیٹی! اگر تم نے اس میں سے اُمِّ ایمنؓ کو نہ کھلایا ہوتا تو، تم اور تمہاری ذرّیت تا قیامت اس میں سے کھاتی رہتی اور ختم نہ ہوتا، مگر وہ پیالہ

اب بھی ہمارے قائمؑ کے پاس موجود ہے۔ اور قائم آل محمدؑ اسے لے کر اپنے زمانے میں ظہور کریں گے۔(۱)

---

(۱) بحارالانوار: ۳۳/ ۲۷۔ ح: ۵۵

حبيبي أأجفاكم؟

(۱) عن الشيخ علیّ بن محمّد بن علیّ بن عبدالصمد، عن جدّه، عن الفقيه، أبي الحسن، عن أبي البركات علیّ بن الحسين الجوزی، عن الصدوق، عن الحسن ابن محمّد بن سعيد، عن فرات بن إبراهيم، عن جعفربن محمّد بن بشرويه، عن محمّد بن إدريس بن سعيد الأنصاری، عن داود بن رشيد والوليد بن شجاع بن مروان، عن عاصم، عن عبدالله بن سلمان الفارسی، عن أبيه قال:

خرجت من منزلی يوماً بعد وفاة رسول اللهؐ بعشرة أيّام فلقيني علیّ بن أبي طالبؑ ابن عمّ الرسول محمدؐ فقال لی: يا سلمان! جفوتنا بعد رسول اللهؐ.

فقلت: حبيبي أبا الحسن! مثلكم لا يجفی غير أنّ حزنی على رسول اللهؐ طال فهو الّذی منعنی من زيارتكم.

فقالؑ: يا سلمان! أئت منزل فاطمة بنت رسول اللهؐ فإنّها إليك مشتاقة تريد أن تتحفك بتحفة قد اتحفت بها من الجنّة.

قلت لعلیؑ: قد اتحفت فاطمهؑ بشیء من الجنّة بعد وفاة

رسول اللهﷺ؟

قال: نعم بالأمس.

قال سلمان الفارسی: فهرولت إلی منزل فاطمةؑ بنت محمّدﷺ، فاذا هی جالسة وعليها قطعة عباء إذا خمرت رأسها انجلی ساقها وإذا غطت ساقها انكشف رأسها، فلمّا نظرت إلی اعتجرت ثم قالت: يا سلمان! جفوتنی بعد وفاة أبیﷺ.

قلت: حبيبتی أأجفاكم؟

قالت: فمه اجلس واعقل ما أقول لك. إنّی كنت جالسة بالأمس فی هذا المجلس وباب الدار مغلق وأنا أتفكّر فی انقطاع الوحی عنّا وانصراف الملائكة عن منزلنا، فاذا انفتح الباب من غير أن يفتحه أحد، فدخل علی ثلاث جوارلم ير الراؤون بحسنهنّ ولا كهيئتهنّ ولا نصارة وجوههنّ ولا أزكی من ريحهنّ، فلما رأيتهنّ قمت إليهنّ متنكرة لهنّ فقلت: بأبی أنتنّ من أهل مكّة أم من أهل المدينة؟

فقلن: يا بنت محمّد! لسنا من أهل مكّة ولا من أهل المدينة ولا من أهل الأرض جميعاً غير أنّنا جوار من الحوار العين من دار السلام أرسلنا ربّ العزّة إليك يا بنت محمّد! إنّا إليك مشتاقات.

فقلت للتی أظن أنّها أكبر سنّاً: ما اسمك؟

قالت: اسمی مقدودة.

قلت: ولم سميّت مقدودة؟

قالت: خلقت للمقداد بن الأسود اكندی صاحب رسول اللهﷺ.

فقلت: للثانية: ما اسمك؟

قالت: ذرة.

قلت: ولم سمّيت ذرّة وأنت فى عينى نبيلة؟

قالت: خلقت لأبى ذر الغفارى صاحب رسول اللهؐ.

فقلت للثالثة: ما اسمك؟

قالت: سلمى.

قلت: ولم سمّيت سلمى؟

قالت: أنا لسلمان الفارسى مولى أبيك رسول اللهؐ.

قالت فاطمةؑ ثمّ أخرجن لى رطباً أزرق كأمثال الخشكنانج (١) الكبار أبيض من الثلج وأزكى ريحاً من المسك الأذفر، [فأحضرته] (٢) فقالت لى: يا سلمان! أفطر عليه عشيتك فاذا كان غدا فجئنى بنواه أو قالت: عجمه.

قال سلمان: فأخذت الرطب فما مررت بجمع من أصحاب رسول الله إلّا قالوا: يا سلمان! أمعك مسك؟

قلت: نعم.

فلمّا كان وقت الافطار أفطرت عليه فلم أجد له عجماً ولا نوى، فمضيت إلى بنت رسول اللهؐ فى اليوم الثانى فقلت لها: إنّى أفطرت على ما أتحفتينى به فما وجدت له عجماً ولا نوى.

قالت: يا سلمان! ولن يكون له عجم نوى و إنّما هو نخل غرسه الله فى دار السلام بكلام علّمنيه أبى محمدؐ كنت أقوله

(١) خشكنانج: معرب خشكنانه وهو الخبز السكرى الّذى يختبز مع الفستق واللوز.

(٢) مابين العلامتين أثبتناه من للصدر: ٨

غدوة وعشية.

قال سلمان: قلت علّمني الكلام يا سيّدتي!

فقالت: إن سرّك أنّ لا يمسك أذى الحمى ما عشت في دار الدنيا فواظب عليه.

ثمّ قال سلمان: علّمتني هذا الحرز، فقالت:

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله النور، بسم الله نور النور، بسم الله نور على نور، بسم الله الّذي هو مدبر الأمور، بسم الله الّذي خلق النور من النور، الحمد لله الّذي خلق النور من النور، وأنزل النور على الطّور، في كتاب مسطور، في رقّ منشور، بقدر مقدور على نبي محبور، الحمد لله الّذي هو بالعزّ مذكور وبالفخر مشهور، وعلى السرّاء والضرّاء مشكور، وصلّى الله على سيدنا محمّد وآله الطاهرين.

قال سلمان: فتعلمتهن فوالله، لقد علمتهن أكثر من ألف نفس من أهل المدينة ومكّة ممّن بهم الحمى فكلّ برئ من مرضه باذن الله تعالى.

قال العلاّمة المجلسيؒ:

الاعتجار: لفّ العمامة على الرأس، قولها: فمه. أي فما السبب في ترك زيارتنا أو اسكت؟

والتنكّر: التغيّر على وجه الاستيحاش والكراهة، ولمّا كانت

الذرّة موضوعة للصغيرة من النملة قالت: أنت مع نبلك و شرفك لم سمّيت باسم يدلّ على الحقارة، والخشكنانج: لعلّة معرّب أى الخبز اليابس. (١)

الا أعلمتنى فا.تيتكم بشيء؟

روت الخاصّة والعامّة منهم ابن شاهين المروزى، و [ابن] شيرويه الديلمى عن الخدرى وا.بى هريرة:

أنّ عليّاً أصبح ساغباً، فسأل فاطمةَ طعاماً.

فقالت: ما كانت إلّا ما أطعمتك منذ يومين، آثرت به على نفسى وعلى الحسن والحسين. فقال: ألا أعلمتنى فأتيتكم بشيء؟

فقالت: يا أبا الحسن! إنّى لا ستحيي من إلهى أنّ أكلّفك مالا تقدر عليه.

فخرج واستقرض عن النبيّ ديناراً، فخرج يشترى به شيئاً، فاستقبله المقداد قائلاً ما شاء الله.

فناوله علىّ الدينار، ثمّ دخل المسجد فوضع رأسه فنام، فخرج النبيّ فاذا هو به، فحرّه وقال: ما صنعت؟

فأخبره، فقام و صلى معه، فلمّا قضى النبيّ صلاته قال: يا أبا الحسن! هل عندك شيء نفطر عليه فنميل معك؟

فأطرق لا يحير جواباً (٢) حياء منه، وكان الله أوحى اليه أنّ يتعشّى تلك الليلة عند على.

(١) بحار الأنوار:٢٦/٤٣ الحديث:٥٩.

(٢) فى للصدر: لا يجيب جواباً.

اے دخترِ پیغمبرؐ!
کیا میں آپؑ پر جفا کر سکتا ہوں؟

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، اُن کا بیان ہے کہ جناب رسول اللہؐ کی وفات کے دس دن بعد میں اپنے گھر سے نکلا تو اتفاقاً سرِ راہ حضرت علیؑ سے ملاقات ہوگئی۔ جب اُن کی نگاہ مجھ پر پڑی تو فرمایا: سلمانؓ! تم نے بھی بعد وفاتِ رسول اللہ مجھ پر ظلم کیا۔

میں نے عرض کیا: یا مولاؑ! یا ابا الحسنؑ! یہ ممکن ہی نہیں کہ میں آپؑ پر ظلم کروں، بات صرف اتنی ہے کہ مجھ پر رسولؐ اللہ کی وفات کا اثر اور حزن وملال طویل ہو گیا اور اس لیے آپؑ حضرات کی زیارت سے محروم رہا اور حاضرِ خدمت نہ ہو سکا۔

آپؑ نے فرمایا: سلمانؓ اچھا اب میرے ہمراہ گھر چلو۔ دخترِ رسول اللہؐ آپ کو یاد کرتی ہیں اور تمہیں جنت کا ایک تحفہ دینا چاہتی ہیں۔

میں نے عرض کیا: کیا بعد وفاتِ رسول خدا بھی بنتِ رسول اللہؐ کے پاس جنت سے تحفے آتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، ہاں، ابھی گزشتہ شب ہی تحفہ آیا ہے۔ سلمانؓ کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں بڑی تیزی سے بنتِ رسول اللہؐ کے در دولت پر گیا۔ اور بعد اجازت اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ آپ تشریف فرما ہیں اور ایک ایسی چادر اوڑھے ہوئے ہیں کہ اگر سر ڈھانپتی ہیں تو پیر کھل جاتے ہیں اور اگر پیر ڈھانپتی ہیں تو سر کھل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

بہر حال، مجھے دیکھ کر دخترِ رسول خدا نے اپنے سر کو اچھی طرح ڈھانپا اور مشفقانہ

انداز میں شکایت کرتے ہوئے کہا: سلمانؓ! تم نے بھی بابا کی وفات کے بعد ہم پر ظلم کیا۔

میں نے عرض کیا: شہزادیؑ بھلا میں اور آپؑ پر ظلم کروں، یہ کیسے ممکن ہے؟

آپؑ نے فرمایا: پھر ہمارے پاس آنے میں اتنی تاخیر کیوں کی؟ اچھا بیٹھو اور جو واقعہ میں بیان کرتی ہوں اسے غور سے سنو۔

کل شب کو میں اسی مقام پر بیٹھی ہوئی تھی۔ گھر کا دروازہ بالکل بند تھا اور سوچ رہی تھی کہ اب تو ہم سے وحی کا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا اور فرشتوں کی آمدورفت بھی بالکل بند ہو جائے گی۔ یہ خیال دل میں آتے ہی گھر کا دروازہ کھلا اور تین خوبرو لڑکیاں اندر داخل ہوئیں۔ ایسی خوبصورت کہ ایسے حسن و جمال کی لڑکیاں میں نے پہلے نہ دیکھیں تھیں۔ اُن کے جسم سے خوشبو کی مہک آ رہی تھی۔ انھیں دیکھ کر میں کھڑی ہو گئی اور اُن سے پوچھا: تم سب مکہ کی رہنے والی ہو یا مدینہ کی؟

انھوں نے جواب دیا، نہ ہم مکہ کی رہنے والی ہیں، نہ مدینہ کی، بلکہ ہم تو جنت کی حوریں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں دارالسلام سے آپؑ کے پاس بھیجا ہے۔

اے دخترِ محمدؐ! ہمیں آپؑ کی زیارت کا بہت اشتیاق تھا۔

میں نے اُن میں سے (جو ذرا سِن رسیدہ معلوم ہوتی تھیں) ایک سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟

اُس نے کہا: مقدودہ ہے۔

میں نے پوچھا: تمہارا نام مقدودہ کیوں رکھا گیا؟

اُس نے کہا: اس لیے کہ میں مقداد بن اسود کندی صحابی رسول اللہؐ کے لیے پیدا کی گئی ہوں۔

میں نے دوسری سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟

فانطلقا حتیٰ دخلا علی فاطمةؑ وهی فی مصلّاها وخلفها جفنة تفور دخاناً، فأخرجت فاطمةؑ الجفنة فوضعتها بين أيديهما. فسأل علیؑ: أنّی لك هذا؟

قالت: هو من فضل الله ورزقه

إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۞ [آل عمران:]

قال: فوضع النبیؐ كفّه المبارك بين كتفی علیؑ ثم قال: يا علیؑ! هذا بدل دينارك. ثم استعبر النبیؐ باكياً وقال: الحمد لله الّذی لم يمتنی حتیٰ رأيت فی ابنتی ما رأی زكريّا لمريم. (۱)

(۱) بحار الأنوار: ۳۰/۴۱.

اس نے جواب دیا: میرا نام ذرہ ہے۔

میں نے پوچھا: تمہارا نام ذرہ کیوں رکھا گیا؟

اس نے جواب دیا کہ میں حضرت ابوذر غفاری صحابی رسول اللہؐ کے لیے خلق کی گئی ہوں۔

میں نے تیسری سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟

اُس نے جواب دیا: مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد کے غلام سلمان فارسیؓ کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے میرے سامنے کچھ خرمے تحفے کے طور پر رکھے جو بڑے بڑے، برف سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھے۔

پھر سلمانؓ کہتے ہیں: بنت رسول خداؐ نے چند خرمے اُن میں سے مجھے عطا کیے اور فرمایا: اے سلمانؓ! تم شام کو اِن خرموں سے افطار کرنا اور کل جب آؤ تو ان کی گٹھلیاں بھی لیتے آنا۔

سلمانؓ کا بیان ہے کہ میں نے وہ رطب آپؑ سے لیے اور گھر واپس جانے لگا۔

راہ میں جن اصحابِ رسولؐ سے ملاقات ہوتی، انہوں نے پوچھا: اے سلمانؓ! کیا تمہارے پاس مشک ہے؟

میں کہہ دیتا، ہاں۔

الغرض میں نے اُن ہی خرموں سے افطار کیا، مگر اُن میں کوئی گٹھلی نہ تھی۔

دوسرے روز جب میں بنت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا: آپؑ نے جو تحفہ مجھے دیا تھا، میں نے اُسی سے افطار کیا، مگر اُن میں گٹھلیاں نہ تھیں۔

آپؑ نے فرمایا: اے سلمانؓ! اس رطب میں گٹھلی نہیں ہوتی۔ یہ اُس درخت کے پھل ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے دارالسلام (جنت) میں اپنے ایک کلام کے ساتھ نصب کیا ہے۔ اور اس کلام کی میرے پدر بزرگوار نے مجھے بھی تعلیم دی ہے۔

سلمانؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد آپؐ نے وہ دعا مجھے بھی تعلیم فرمائی جو یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم الله النور، بسم الله نور النور، بسم الله نور على نور، بسم الله الّذى هو مدبر الأمور، بسم الله الّذى خلق النور من النور، الحمد لله الّذى خلق النور من النور، وأنزل النور على الطور، فى كتاب مسطور، فى رقّ منشور، بقدر مقدور على نبي محبور، الحمد لله الّذى هو بالعزّ مذكور وبالفخر مشهور، وعلى السرّاء والضرّاء مشكور، وصلّى الله على سيدنا محمّد وآله الطاهرين.

دعائے نور

"اسم اللہ کے سہارے جو رحمن اور رحیم ہے۔ (ہم اپنے مقاصد کو) اس اللہ کے نام سے (طلب) کرتے ہیں، جو نور محض ہے، اس اللہ کے نام سے جو نور کو نور بنانے والا ہے۔ اس اللہ کے نام سے جو چہرہ پُرنور کی جلا کرنے والا ہے۔ اس اللہ کے نام سے، جو تمام اُمور کا دُرست کرنے والا ہے۔ اس اللہ کے نام سے، جس نے نور کو نور ہی سے پیدا کیا۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے نور کو نور ہی سے پیدا کیا۔ اور کوہ طور بیت المعمور جو کہ (کعبہ کے سامنے فرشتوں کا قبلہ ہے) اور اُس اونچی چھت (آسمان) پر جو کتاب (لوح محفوظ) کے کشادہ اوراق پر مذکورہ مرکوز ہے، اپنے ہی پُرنور

کو نازل فرمایا۔ تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے، جو عزت اور
بزرگی میں زبان زدِ عام ہے اور فخر میں مشہورِ زمانہ ہے اور
تمام بندوں پر خوشی وغم نازل کرنے پر قابلِ شکریہ ہے۔
خدایا! محمدؐ اور اُن کی پاک و پاکیزہ اولاد پر صلوٰۃ بھیج اور انہی
کے صدقے میں ہماری تمام حاجتیں برلا۔"

سلمانؓ کا بیان ہے۔ مندرجہ بالا دعا اُن معظمہ نے مجھے تعلیم دی اور بخدا میں نے اہلِ مکہ و مدینہ میں سے تقریباً ایک ہزار اُن لوگوں کو تعلیم دی، جن کو بخار آرہا تھا، وہ سب بحکمِ خدا صحت یاب ہوگئے۔ (۱)

(۱) بحارالانوار: ۷۷ / ۳۳، ح: ۵۹

يا بنيّة هل عندك شيء اكله فإنّي جائع؟

۞ عن أحمد بن محمّد الثعلبي، عن عبدالله بن حامد، عن أبي محمّد المزني، عن أبي يعلى الموصلي، عن سهل بن زنجلة الرازي، عن عبدالله بن صالح عن ابن لهيعة، عن محمّد بن المنكدر، عن جابر بن عبدالله:

أنّ النبيّ أقام أيّاماً لم يطعم طعاماً حتّى شقّ ذلك عليه، وطاف في منازل أزواجه فلم يصب عند واحدة منهنّ شيئاً، فأتى فاطمةؑ فقال: يا بنيّة! هل عندك شيء آكله فانّي جائع؟

فقالت: لا والله بأبي أنت وأمّي!

فلمّا خرج من عندها بعث إليها جارة لها برغيفين وقطعة لحم، فأخذته منها فوضعته في جفنة لها وغطت عليها وقالت: لاؤثرن بها رسول اللّهؐ على نفسي ومن عندي، وكانوا جميعاً محتاجين إلى شعبة طعام. فبعثت حسناً أو حسيناً إلى رسول اللّهؐ فرجع إليها.

فقالت: بأبي أنت وأمّي! قد أتانا الله بشيء فخبأته.

قال: هلمّي.

فأتته فكشفت عن الجفنة فاذا هي مملوءة خبزاً ولحماً فلمّا نظرت إليه بهتت معرفت أنها كرامة من الله عزّوجلّ فحمدت

الله وصلّت على نبيّه.

فقالً: من أين لك هذا يا بنيّة؟

فقالت: هو من عندالله إنّ الله يرزق من يشاء بغير حساب.

فحمد الله عزّوجلّ وقال: الحمد لله الّذى جعلك شبيهة بسيّدة نساء العالمين فى نساء بنى اسرائيل فى وقتهم فانّها كانت إذا رزقها الله تعالى فسئلت عنه قالت: هومن عند الله إنّ الله يرزق من يشاء بغير حساب.

فبعث رسول اللهً إلى علىّ، ثم أكل رسول اللهً وعلى وفاطمة والحسنً والحسينً وجميع أزواج النبيً وأهل بيته جميعاً وشبعوا وبقيت الجفنة كما هى.

قالت: فاطمةً: فأوسعت منها على جميع جيرانى وجعل الله فيها البركة والخير كما فعل الله بمريمً.[1]

(١) بحارالأنوار:٦٨/٤٣.

جانِ پدر!
کیا آپ مجھے کچھ کھلا سکتی ہیں؟

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے: چند دنوں سے رسولِؐ خدا مسلسل افاقہ کر رہے تھے۔ آپؐ نے اپنی ازواج سے غذا طلب کی تو کسی بھی زوجہ کے گھر میں خوراک موجود نہ تھی۔ پھر آپ حضرت فاطمہؑ زہراء کے گھر تشریف لے گئے اور اُن سے فرمایا: میں کئی روز سے بھوکا ہوں اگر تمہارے پاس کوئی طعام ہے تو مجھے کھلاؤ۔

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا: میں آپؐ پر قربان جاؤں! میرے گھر میں بھی افاقہ ہے۔ اور ہمارے پاس کسی قسم کی خوراک موجود نہیں ہے۔ یہ جواب سن کر رسول اللہؐ واپس تشریف لے گئے۔ اسی اثناء میں کسی ہمسائے نے دو روٹیاں اور گوشت کی تھوڑی سی مقدار بطور ہدیہ حضرت سیدہؑ کے گھر بھیجی۔ حضرت فاطمہؑ نے اس غذا کو قبول کیا اور ایک برتن میں وہ غذا رکھ کر اُس کے اوپر کپڑا ڈال دیا اور فرمایا: میں رسولِ خدا کو اپنی ذات سے مقدم رکھتی ہوں۔ پھر حضرت سیدہؑ نے حسینؑ کو رسولِ خداؐ کے پاس بھیجا اور انھیں دعوت دی۔ رسولِ خدا تشریف لائے اور جنابِ سیدہؑ نے سارا واقعہ گوش گزار کیا۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: وہ برتن میرے قریب لاؤ۔ جب وہ برتن آپؐ کے سامنے رکھا گیا تو آپؐ نے اس کے اوپر سے کپڑا اُٹھایا تو وہ برتن روٹیوں اور گوشت سے لبریز دکھائی دیا۔

جابرؓ کہتے ہیں: جب میں نے کھانے پر نظر کی تو مجھے تعجب ہوا۔ اور میں نے

جان لیا کہ یہ آنحضرتؐ کی نبوت کا معجزہ ہے۔ میں نے خدا کی حمد و ثناء کی اور آنحضرتؐ پر درود بھیجا۔

رسول خداؐ نے بیٹی سے پوچھا: یہ غذا کہاں سے آئی ہے؟

سیدہؑ نے عرض کیا: اللہ کی طرف سے یہ آئی ہے۔ یقیناً "اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔"

رسول خداؐ نے ایک شخص کو حضرت علیؑ کے بلانے کے لیے روانہ کیا۔ پھر رسول خداؐ، علی مرتضیٰؑ، فاطمہ زہراؑ، امام حسنؑ، اور حضرت امام حسینؑ نے وہ غذا کھائی۔ پھر آپؐ نے اپنی تمام ازواج کے گھر میں وہ غذا بھیجی۔ سب نے سیر ہو کر کھایا، لیکن وہ برتن بدستور بھرا رہا۔

حضرت فاطمہؑ نے کہا: میں نے وہ غذا اپنے ہمسائیوں کے گھروں میں بھیجی۔ خداوند عالم نے اُس غذا میں "برکت" ڈال دی تھی جیسا کہ مریمؑ کے لیے برکت نازل فرمائی تھی۔ (۱)

(۱) بحار الانوار: ۴۳/ ۲۸

يا فاطمة! إنّ عليّ بن أبي طالب من قد عرفت قرابته وفضله....؟

(٢) المفيد، عن محمّد بن الحسين، عن الحسين بن محمّد الأسدي، عن جعفرين عبدالله العلوي، عن يحی بن هاشم الغساني، عن محمّد بن مروان، عن جوير بن سعد، عن الضحّاك بن مزاحم قال:

سمعت عليّ بن أبي طالبؑ يقول: أتاني أبوبكر و عمر فقالا: لو أتيت رسول اللهؐ فذكرت له فاطمة.

قال: فا.تيته، فلمّا رآني رسول اللهؐ ضحك ثم قال: ما جاء بك يا أبا الحسن! حاجتك؟

قال: فذكرت له قرابتي وقدمي في الاسلام ونصرتي له وجهادي فقال: يا عليّؑ! صدقت فأنت أفضل ممّا تذكر.

فقلت: يا رسول الله! فاطمة تزوّجنيها.

فقال: يا علي! إنّه قد ذكرها قبلك رجال فذكرت ذلك لها فرأيت الكراهة في وجهها، ولكن على رسلك حتّى أخرج إليك.

فدخل عليها، فقامت فأخذت رداءه و نزعت نعليه وأتته بالوضوء فوضأته بيدها و غسلت رجليه، ثم قعدت، فقال لها: يا فاطمة!

فقالت: لبيك لبيك حاجتك يا رسول الله؟

قال: إنّ عليّ بن أبي طالب من قد عرفت قرابته فضله وإسلامه وإنّي فقد سألت ربّي أنّ يزوّجك خير خلقه وأحبّهم إليه، وقد ذكر من أمرك شيئاً فما ترين؟

فسكت ولم تولّ وجهها ولم يرفيه رسول الله ﷺ كراهة، فقام وهو يقول: الله أكبر! سكوتها إقرارها.

فأتاه جبرئيلؑ فقال: يا محمّد! زوّجها عليّ بن أبي طالب، فانّ الله قد رضيها ورضيه لها.

قال عليّؑ: فزوّجني رسول الله. ثم أتاني فأخذ بيدي فقال: قم بسم الله وقل: على بركة الله وماشاء الله لا قوّة إلّا بالله توكّلت على الله.

ثمّ جاء بي حتّي أقعدني عندهاؑ، ثمّ قال:

اللهمّ إنّهما أحبّ خلقك إليّ فأحبّهما وبارك في ذرّيتهما، واجعل عليها منك حافظاً، وإنّي أعيذهما بك وذرّيتهما من الشيطان الرجيم. قال العلّامة المجلسيؒ: الرسل بالكسر: التأنّي والرفق.[1]

((على بركة الله وماشاء الله لاقوة إلّا بالله توكّلت على الله!))

(۱) بحارالانوارف:۴۳/۹۳الحديث:۴

اے نورِ چشم!

تم علیؑ کی قرابت وفضیلت سے واقف ہو؟

ضحاک بن مزاحم سے روایت ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے پاس ابوبکر اور عمرؓ آئے اور انھوں نے کہا: کیا اچھا ہوتا کہ تم بھی جناب رسول خداؐ کے پاس جا کر فاطمہ زہراء علیہا السلام کے لیے پیغام دے کر دیکھ لیتے۔

حضرت علیؑ کا بیان ہے: میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا:

اے علیؑ! کیا بات ہے؟ کیوں آئے ہو؟

میں نے آپؐ سے اپنی قرابت (تقدم فی الاسلام) اپنی بصیرت اور جہاد کا ذکر کیا۔

آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! تم درست کہتے ہو؟ بلکہ جو کچھ آپؑ نے کہا آپؑ اس سے بھی بالاتر ہیں۔

پھر میں نے فاطمہ زہراء علیہا السلام کی خواستگاری کی۔

آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! آپ سے پہلے بھی کچھ لوگ فاطمہؑ کی خواستگاری کے لیے آئے تھے، مگر جب میں نے فاطمہ زہراء علیہا السلام کے سامنے ان کا ذکر کیا تو اُس کے چہرے پر کراہت کے آثار دیکھے۔

یہ فرما کر آپ اندر داخل ہونے لگے اور حضرت علیؑ سے کہا کہ تم ٹھہرو میں آتا ہوں۔

پھر آپؐ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے پاس تشریف لائے۔ وہ آپؐ کو دیکھ کر تعظیم کے لیے کھڑی ہوگئیں۔ آپؐ کے دوش سے چادر لے کر رکھی۔ پائے مبارک سے نعلیں اُتاریں، وضو کے لیے پانی لے کر آئیں۔ آپؐ کے پاؤں دھلائے، پھر نہایت ادب سے بیٹھ گئیں۔

آنحضرتؐ نے آواز دی: اے فاطمہ علیہا السلام!

انھوں نے جواب دیا: جی ہاں یا رسول اللہؐ! کیا حکم ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: علی ابن ابی طالبؑ سے تم اچھی طرح واقف ہو کہ میری اُن سے قرابت ہے۔ اور اُن کے فضل و شرف اور اُن کا اسلام اور خدمات تم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اور میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ وہ تمہاری شادی ایسے شخص سے کرادے جو اُس کی نظر میں سب سے زیادہ بہتر اور اُس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو۔ اب انھوں نے آکر مجھ سے تمہاری خواستگاری کی ہے۔ بیٹی بتاؤ! تمہاری کیا رائے ہے؟

جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام یہ سن کر خاموش رہیں۔ نہ اپنا منہ موڑا، نہ ہی اُن کی چہرے پر کراہت کے آثار ظاہر ہوئے۔ آنحضرتؐ یہ فرماتے ہوئے اُٹھے کہ اللہ اکبر اس کی خاموشی ہی اس کا اقرار ہے۔

پھر جبرائیلؑ امین نازل ہوئے اور عرض کیا: اے محمدؐ! آپ فاطمہ زہراء علیہا السلام کی شادی علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کردیں، اس لیے اللہ تعالیٰ فاطمہ علیہا السلام کو علی علیہ السلام کے لیے اور علی علیہ السلام کو فاطمہ علیہا السلام کے لیے پسند فرماتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے: اس کے بعد آنحضرت نے حضرت فاطمہ کا عقد مجھ سے کردیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: بسم اللہ اُٹھو اور کہو:

علی برکۃ اللہ وما شاء اللہ لا قوۃ إلّا باللہ

توکلت علی اللّٰہ

اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے فاطمہ زہراؑ کے پاس لا کر بٹھا دیا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

"پروردگار! یہ دونوں تیری مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں، تو بھی اِن سے محبت کر، ان کی نسل و ذریت میں برکت ڈال، اِن دونوں کی حفاظت فرما۔ میں ان دونوں اور ان کی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"(۱)

(۱) بحارالانوار: ۴۳/ ۹۳ ـ ح: ۴

maablib.org

ما يبكيك؟

﴿٢﴾ جماعة عن أبي غالب أحمد بن محمّد الزراري، عن خاله عن الاشعري عن البرق، عن ابن أسباط، عن داود، عن يعقوب بن شعيب، عن أبي عبدالله قال:

لمّا زوج رسول اللهؐ علياً فاطمةؑ دخل عليها وهي تبكي فقال لها: ما يبكيك؟ فوالله لو كان في أهل بيتي خير منه زوّجتك، وما أنا زوجتك ولكن الله زوّجك وأصدق عنك الخمس ما دامت السماوات والأرض.

قال عليؑ: قال رسو اللهؐ: قم فبع الدرع.

فقمت فبعته وأخذت الثمن، ودخلت على رسول اللهؐ، فسكبت الدراهم في حجره، فلم يسألني كم هي ولا أنا أخبرته، ثمّ قبض قبضة ودعا بلالاً فأعطاه فقال؛ ابتع لفاطمة طيباً.

ثمّ قبض رسول اللهؐ من الدراهم بكلتا يديه فأعطاه أبا بكر وقال: ابتع لفاطمة ما يصلحها من ثياب وأثاث البيت وأردفه بعمّار بن ياسر وبعدّة من أصحابه.

فحضروا السوق فكانوا يعترضون الشيء ممّا يصلح، فلا يشترونه حتّى يعرضوه على أبي بكر فإن استصلحه اشتروه.

فكان ممّا اشتروه:

قميص بسبعة دراهم.

وخمار بأربعة دراهم.

وقطيفة سوداء خيبرية.

وسرير مزمل بشريط.

وفراشين من خيش مصر حشو أحدهما ليف وحشو الآخر من جز الغنم.

وأربع مرافق من أدم الطائف، حشوها أدخر.

وستر من صوف.

وحصير هجري.(1)

ورحى لليد.

ومخضب من نحاس.

وسقاء من أدم.

وقعب للبن وشن للماء.

ومطهرة مزفتة.(2)

وجرة خضراء.

وكيزان خزف.

حتّى إذا استكمل الشراء حمل أبوبكر بعض المتاع، وحمل أصحاب رسول الله ﷺ الّذين كانوا معه الباق، فلمّا عرض المتاع على

(1) قال الفيروز آبادى: هجر محركة بلدة باليمن بينه وبين عثر يوم وليلة مذكر مصروف وقد يؤنث ويمنع والنسبة هجريرى وهاجرى واسم لجميع أرض البحرين، وقرية كانت قرب المدينة.

(2) المزفت: المطلى بالزفت.

رسول اللهؐ جعل يقلبه بيده ويقول: بارك الله لأهل البيت. قال عليّ: فأقمت بعد ذلك شهراً أصلي مع رسول اللهؐ وأرجع إلى منزلي، ولا أذكر شيئاً من أمر فاطمةؑ،

ثم قلن أزواج رسول اللهؐ: ألا نطلب لك من رسول اللهؐ دخول فاطمة عليك؟

فقلت: افعلن، فدخلن عليه، فقالت: أمّ أيمن: يا رسول الله! لو أنّ خديجة باقية لقرّت عينها بزفاف فاطمةؑ وإنّ علياً يريد أهله، فقرّ عين فاطمة ببعلها واجمع شملها وقرّ عيوننا بذلك.

فقال: فما بال علي لا يطلب منّي زوجته؟ فقد كنّا نتوقّع ذلك منه.

قال عليٌّ: فقلت: الحياء يمنعني يا رسول الله!

فالتفت إلى النساء فقال: من هاهنا؟

فقالت: أمّ سلمة! أنا أمّ سلمة وهذه زينب، وهذه فلانة وفلانة.

فقال رسول اللهؐ: هيئوا لابنتي وابن عمّي في حجري بيتاً.

فقالت أم سلمة: في أيّ حجرة يا رسول الله؟

فقال رسول اللهؐ: في حجرتك وأمر نساءه أن يزيّن ويصلحن من شأنها.

قالت أمّ سلمة: فسألت فاطمة: هل عندك طيب ادّخرتيه لنفسك؟

قالت: نعم

فأتت بقارورة، فسكبت منها فى راحتى، فشممت منها رائحة ما شممت مثلها قط.

فقلت: ما هذا

فقالت: كان دحية الكلبي يدخل على رسول الله ﷺ فيقول لى: يا فاطمة! هات الوسادة فاطرحيها العمّك.

فأطرح له الوسادة فيجلس عليّاً، فإذا نهض سقط من ثيابه شيء فيأمرنى بجمعة.

فسأل علىٌ رسول الله ﷺ عن ذلك..

فقال: هو عنبر يسقط من أحجنحة جبرئيل.

قال علىٌ: ثم قال لى رسول الله ﷺ يا على! اصنع لأهلك طعاماً فاضلاً ثمّ قال: من عندنا اللحم والخبز وعليك التمر والسمن، فاشتريت تمراء وسمناً.

فحسر رسول الله ﷺ عن ذراعه وجعل يشدخ التمر فى السمن حتى اتّخذه حيساً وبعث إلينا كبشاً سميناً فذبح، وخبزلنا خبز كثير.

ثمّ قال لى رسول الله ﷺ: ادع من أحببت.

فأتيت المسجد وهو مشحن بالصحابة، فأحييت أن أشخص قوماً وأدع قوماً، ثمّ صعدت على ربوة هناك وناديت: أجيبوا إلى وليمة فاطمة.

فأقبل الناس أرسالاً، فاستحييت من كثرة الناس وقلّة الطعام.

فعلم رسول الله ﷺ ما تداخلنى فقال: يا على! إنّى سأدعو الله بالبركة.

قال عليٌ: فأكل القوم عن آخرهم طعامي وشربوا شرابي، ودعوا لي بالبركة وصدروا وهم أكثر من أربعة آلاف رجل، ولم ينقص من الطعام شيء.

ثمّ دعا رسول اللهؐ بالصحاف فملئت ووجه بها إلى منازل أزواجه، ثمّ أخذ صحفة وجعل فيها طعاماً وقال: هذا لفاطمة وبعلها، حتّى إذا انصرفت الشمس للغروب قال رسول اللهؐ: يا أمّ سلمة! هلمّي فاطمة.

فانطلقت فأتت بها وهي تسحب أذيالها، وقد تصببت عرقاً حياء من رسول اللهؐ، فعثرت.

فقال رسول اللهؐ: أقالك الله العثرة في الدنيا والآخرة.

فلمّا وقفت بين يديه كشف الرداء عن وجهها رآها عليٌ، ثمّ أخذيدها فوضعها في يدعليٍ وقال: بارك الله لك في ابنة رسول الله يا علي! نعم الزوجة فاطمة.

ويا فاطمة! نعم البعل علي، انطلقا إلى منزلكما ولا تحدثا أمراً حتّى آتيكما.

قال عليٌ: فأخذت بيد فاطمة وانطلقت بها حتّى جلست في جانب الصفة وجلست في جانبها وهي مطرقة إلى الأرض حياء منّي وأنا مطرق إلى الأرض حياء منها. ثمّ جاء رسول اللهؐ فقال: من هاهنا؟

فقلنا: ادخل يا رسول الله! مرحباً بك زائراً وداخلاً.

فدخل، فأجلس فاطمةَ من جانبه ثمّ قال: يا فاطمة! إيتيني بماء.

فقامت إلى قعب فى البيت فملأته ماء ثم أتته به، فأخذ جرعة فتمضمض بها ثمّ مجّها فى القعب ثمّ صبّ منها على رأسها، ثمّ قال: اقبلى!

فلمّا أقبلت نضح منه بين ثدييها.

ثمّ قال: أدبرى، فأدبرت فنضح منه بين كتفيها.

ثمّ قال: اللهمّ هذه ابنتى وأحبّ الخلق إلىّ.

اللهمّ وهذا أخى وأحبّ الخلق إلىّ.

اللهمّ اجعله لك وليّاً وبك حفيّاً، وبارك له فى أهله.

ثمّ قال: يا علىّ! ادخل بأهلك بارك الله لك ورحمة الله وبركاته عليكم إنّه حميد مجيد.

قال العلامة المجلسىؒ:

مزمّل أى ملفوف، والشريط: خوص مفتول يشرط به السرير ونحوه وقال الفيروز آبادى: الخيش: ثياب فى نسجهارقة وخيوطها غلاظ من مشاقة الكتان أو من أغلظ العصب.

قوله:من جز الغنم بالكسر أى الصوف الّذى جز من الغنم والمخضب كمنبر: المركن.

قوله: فقرّ عين فاطمةؑ، ظاهره أنّه بصيغة الأمر بناء على أنّ مجرده يكون متعدياً أيضاً، لكنّه لم يرد فيما عندنا من كتب اللغة.

وقال الجوهرى: جمع الله شملهم، أى ما تشتت من أمرهم، وشتت الله شمله أى ما اجتمع من أمره، وقال: الشدخ كسر الشيء الأجوف.

وقال: الحيس هو تمر يخلط بسمن وأقط والسحب الجر.

والقعب قدح من خشب قوله: وبك حفياً. قال الجوهرى: تقول: حفيت به بالكسرى أى بالغت فى إكرامه والطافه ـ انتهى أى مطيعاً لك غاية الإطاعة أو مشفقاً على الخلق ناصحاً لهم بسبب إطاعة أمرك. (١)

(١) بحارالانوار:٤٣/٩٣الحديث:٥.

اے نورِ چشم!

آپؑ گریہ کیوں کر رہی ہیں؟

یعقوب بن شعیب سے روایت ہے کہ اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ کا بیان ہے: جب آنحضرتؐ نے جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام کی تزویج حضرت علی علیہ السلام سے کی۔ گھر کے اندر حضورؐ اپنی بیٹی کے پاس آئے تو دیکھا کہ آپؑ رو رہی ہیں۔

آپؐ نے پوچھا: بیٹی! کیوں رو رہی ہیں؟

خدا کی قسم، اگر میرے خاندان میں کوئی اس سے بہتر شخص ہوتا تو پھر تمہاری تزویج اُس سے کر دیتا، در حقیقت میں نے تمہاری تزویج علیؑ سے نہیں کی، بلکہ اللہ نے کی ہے اور تمہارے مہر میں خمس رکھا ہے، جب تک کہ زمین و آسمان قائم ہیں۔

حضرت علیؑ کا بیان ہے کہ رسولِ خداؐ نے مجھ سے فرمایا: اُٹھو اور اپنی زرہ فروخت کرو۔ میں اُٹھا اور میں نے اپنی زرہ فروخت کر دی، اس کی رقم لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ساری رقم میں نے آپؐ کے دامن میں رکھ دی۔ رسولِ خداؐ نے مجھ سے یہ نہ پوچھا، یہ رقم کتنی ہے اور نہ ہی میں نے رقم کی مقدار گوش گزار کی۔

پیغمبر اکرمؐ نے اس میں سے کچھ رقم اُٹھائی اور بلال حبشیؓ کے حوالے کر کے فرمایا: اس رقم سے فاطمہؑ کے لیے عطر اور خوشبو خرید کرو۔ پھر آپؐ نے اِس رقم میں سے دو مٹھیاں بھریں اور وہ ابوبکرؓ کے سپرد کیں اور فرمایا: اس رقم کے لیے فاطمہؑ کے لیے مناسب لباس اور خانہ داری کے لیے ضروری سامان خرید کرو۔

آنحضرتؐ نے مدد کے لیے عمار یاسرؓ اور کچھ صحابیوں کو بھی اُن کے ساتھ بھیجا۔ یہ لوگ بازار میں گئے اور جو چیز اُنھیں پسند آتی وہ ابوبکر کو اس کی نشاندہی کرتے اور اگر وہ مناسب سمجھتے تو خرید لیتے تھے۔ ان لوگوں نے بازار سے حسبِ ذیل اشیاء کی خریداری کی:

① ایک جوڑا لباس، سات درہم کا۔
② ایک دوپٹہ، چادر درہم کا۔
③ ایک سیاہ خیبری چادر (یا سیاہ عبا)۔
④ کھجور کی رسی سے بنی ہوئی ایک چارپائی۔
⑤ دو عدد لحاف مصری، جن میں سے ایک میں پشم اور دوسری میں لیف خرما بھری ہوئی تھی۔
⑥ طائف کے دباغت شدہ چمڑے سے بنے ہوئے چار عدد تکیے، جن میں خشک گھاس بھری ہوئی تھی۔
⑦ باریک اُونی پردہ۔
⑧ "ہجر" کے علاقہ کی بنی ہوئی چٹائی۔
⑨ ہاتھ سے چلنے والی چکی۔
⑩ ایک تانبے کا تھال۔
⑪ پانی کا ایک مشکیزہ۔
⑫ مٹی کا ایک پیالہ۔
⑬ پانی کو ٹھنڈا رکھنے والی مخصوص مشک۔
⑭ مٹی کا آفتابہ جس کے بیرونی حصہ پر رنگ ملا ہوا تھا۔
⑮ سبز رنگ کا ایک لوٹا (مٹی کا)۔
⑯ مٹی کے چند کوزے۔

جب ان اشیاء کی تکمیل ہو گئی تو ان میں سے کچھ چیزیں ابوبکر نے اور کچھ اشیاء اُن کے ساتھیوں نے اُٹھائیں اور یوں تمام سامان رسولؐ خدا کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپؐ نے تمام سامان کو الٹ پلٹ کر اچھی طرح سے دیکھا اور فرمایا:

بارک اللہ لا ھل البیت.

"اللہ تعالیٰ اسے اہل خانہ کے لیے مبارک کرے۔"

حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے کہ نکاح کو ایک ماہ کا عرصہ گزر گیا۔ میں روزانہ آنحضرتؐ کی اقتداء میں نماز پڑھتا اور گھر واپس چلا جاتا۔ اس پورے عرصے میں میں نے آنحضرت سے رخصتی کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

ایک ماہ گزرنے کے بعد ازواج پیغمبرؐ نے مجھ سے کہا: کیا تم یہ نہیں چاہو گے کہ ہم فاطمہؑ کی رخصتی کے لیے رسولِ خداؐ سے کچھ عرض کریں؟

میں نے کہا: آپ بات کریں۔

ازواج جمع ہو کر رسولِ خداؐ کے پاس گئیں اور اُمّ ایمنؓ (۱) نے عرض کیا:

"یارسول اللہؐ! ہم آپؐ کے پاس ایک ایسے کام کے سلسلے میں حاضر ہوئی ہیں کہ اگر آج خدیجہؓ زندہ ہوتی تو اس سے اُن کی آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس ہوتی۔ بات یہ ہے کہ علیؑ اپنی بیوی کی رخصتی چاہتے ہیں۔ آپؐ فاطمہ زہراؑ کی آنکھوں کو علیؑ کے دیدار جمال سے منور فرمائیں اور ہماری آنکھوں کو بھی ٹھ ے بخشیں۔"

رسولِ خداؐ نے فرمایا: علیؑ خود یہ تقاضا کیوں نہیں کرتے، جبکہ ہمیں تو توقع تھی کہ علیؑ خود ہی اس سلسلے میں اقدام کریں گے؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! مجھے یہ د۔۔ ست کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے، اس لیے میں کوئی درخواست نہ کر سکا۔

رسولِ خدا نے فرمایا: یہاں کون کون موجود ہے؟

اُمّ سلمہؓ نے عرض کیا: میں حاضر ہوں، زینت حاضر ہے اور فلاں فلاں حاضر ہیں۔

رسولِ خدا نے فرمایا: ہمارے گھر کے قریب ایک کمرہ کو حجلہ عروسی کے لیے تیار کرو۔

اُمّ سلمہ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! کون سے کمرے کو سجائیں؟

آپؐ نے فرمایا: تم اپنے کمرے کو سجاؤ۔

پھر آنحضرتؐ نے اپنی ازواج کو حکم دیا کہ وہ حضرت سیدہؑ کو دلہن بنانے کے لیے آراستہ کریں۔

اُمّ سلمہؓ نے حضرت سیدہؑ سے پوچھا: کیا آپؑ کے پاس کوئی مناسب خوشبو موجود ہے؟

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: جی ہاں! پھر حضرت فاطمہؑ ایک عطر کی شیشی لے کر اُٹھیں۔ اور اس میں سے کچھ عطر اُمّ سلمیٰؓ کی ہتھیلی پر ڈالا۔ حضرت اُمّ سلمہؓ کے بقول میں نے اتنا خوشبودار عطر کبھی نہیں دیکھا تھا۔

حضرت ام سلمہؓ نے جناب سیدہؑ سے پوچھا: اتنا اچھا عطر آپ نے کہاں سے حاصل کیا؟

حضرت سیدہؑ نے فرمایا: حضرت جبرئیلؑ دحیہ کلبی کی صورت میں میرے بابا جان کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ میرے والد مجھے فرماتے تھے کہ اپنے چچا کے لیے فرش لاؤ، میں فرش لاتی تھی اور بچھاتی تھی اور وہ اس پر بیٹھ جاتے تھے۔ جب وہ فرش سے اُٹھتے تھے تو اُن کے لباس کے اندرونی حصے سے ایک چیز گرتی تھی۔ میرے والد مجھ سے فرماتے تھے کہ میں اسے جمع کرتی جاؤں۔ اور یہ وہی خوشبو ہے۔

واضح رہے کہ ایک بار حضرت علیؑ نے بھی رسول خدا سے پوچھا: یہ کیا گرتا ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: جبرئیلؑ کے پَروں سے عنبر کے ٹکڑے گرتے ہیں۔

پھر رسولِ خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: اپنی شادی کے لیے اچھے سے ولیمہ کا انتظام کرو۔ ولیمہ کے لیے گوشت اور روٹی ہم فراہم کریں گے، اور خرما تمہارے ذمہ ہے۔

حضرت علیؑ کا بیان ہے کہ رسولِ خداؐ کا فرمان سن کر میں نے، گھی اور خرما خریدا اور حضرت رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر کیا۔ پیغمبر اکرمؐ نے اپنی آستین چڑھائی اور خرما اور گھی کو ملانے لگے، پھر آپؐ نے ایک موٹا تازہ گوسفند اور بہت سی روٹیاں ہمارے پاس بھیجیں۔

پھر آپؐ نے مجھ سے فرمایا: ولیمہ کے لیے جسے چاہو بلا لو۔ میں مسجد میں گیا، وہاں بہت سے اصحاب موجود تھے، مجھے شرم محسوس ہوتی تھی کہ کچھ کو دعوت دوں اور کچھ کو نہ دوں۔ بہر حال میں بلند جگہ پر کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے کہا:

"لوگو! فاطمہؑ کی شادی کی دعوت ولیمہ قبول کرو۔"

یہ آواز سن کر سب لوگ دعوت ولیمہ کے لیے چل پڑے۔ جب میں نے لوگوں کی کثرت اور کھانے کی قلت کو دیکھا تو شرمندہ ہوا۔

رسولِ خداؐ نے میری اس کیفیت کو بھانپ لیا اور فرمایا: میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے گا۔ چنانچہ آنحضرتؐ کی دعا کا یہ نتیجہ نکلا کہ تمام لوگوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور ہمارے حق میں دعا کی کہ خدا ہمیں برکت دے۔ شرکائے ولیمہ کی تعداد چار ہزار افراد سے زیادہ تھی۔ سب نے جی بھر کر کھانا کھایا مگر کھانے میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ پھر آنحضرتؐ نے اپنی ازواج کے لیے کاسے پُر کر کے بھیجے اور آخر میں آپؐ نے ایک کاسہ خوراک سے بھرا اور فرمایا: یہ فاطمہؑ اور اس کے شوہر کے لیے ہے۔ سورج ڈوب گیا تو پیغمبر اکرمؐ نے اُمّ سلمہ سے فرمایا: فاطمہؑ کو یہاں لاؤ۔ اُمِ سلمہؓ، حضرت فاطمہؑ کو دلہن بنا کر آنحضرتؐ کے پاس لے آئیں، اس

وقت سیدہؑ کی چادر کا پلو زمین پر خط کھینچ رہا تھا۔ انھیں شرم و حیا کے مارے پسینہ آرہا تھا اور اُن کے پاؤں لڑکھڑا رہے تھے۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تمھیں دنیا و آخرت کی لغزش سے محفوظ رکھے۔''

جب سیدہؑ رسولِ خدا کے سامنے کھڑی ہوئیں تو آپؐ نے اُن کے چہرہ اطہر سے نقاب ہٹائی۔ حضرت علیؑ نے اُن کے جمال کا دیدار کیا۔ پھر آپ نے سیدہؑ کا ہاتھ پکڑ کر حضرت علیؑ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا:

بارك الله لك في بنت رسول الله....

''دخترِ پیغمبر کو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے مبارک کرے۔

اے علیؑ! فاطمہؑ بہترین بیوی ہے اور اے فاطمہؑ! علیؑ بہترین شوہر ہے۔ اب تم اپنے گھر جاؤ اور میرا انتظار کرو۔''

حضرت علیؑ بیان کرتے ہیں: مَیں نے فاطمہؑ کو کمرے کے ایک کونے میں بٹھایا اور خود کمرے کے دوسرے کونے میں بیٹھ گیا۔ اور ہم دونوں شدتِ شرم سے سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد رسول اللہ گھر کے دروازے پر تشریف لائے اور فرمایا: یہاں کون ہے؟

میں نے کہا: یا رسول اللہؐ! آپ تشریف لائیں۔ آپ کی آمد کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

رسولِ خدا گھر میں تشریف لائے اور آپؐ نے ایک کونے میں بیٹھی ہوئی فاطمہ زہراؑ سے فرمایا: فاطمہؑ اٹھو اور تھوڑا سا پانی لاؤ۔

یہ سن کر فاطمہؑ اٹھیں اور پانی کا پیالہ بھر کر آنحضرتؐ کی خدمت میں لائیں۔

آنحضرتؐ نے اُس میں سے کچھ پانی ہاتھ میں لے کر منہ میں ڈالا اور کلی کر کے کلی والا پانی اس پیالے میں ڈالا اور اس کے بعد آپؐ نے اس میں سے کچھ پانی فاطمہؑ

کے سر پر ڈالا اور فرمایا: میری طرف منہ کرو۔ جب فاطمہ زہراؑ نے آنحضرت کی طرف منہ کیا تو آپؐ نے کچھ پانی اُن کے سینہ پر ڈالا اور کچھ پانی آپؐ نے اُن کے شانوں کے درمیان چھڑک دیا اور یہ دعا فرمائی:

> "پروردگار! یہ میری بیٹی ہے اور مجھے یہ تمام دنیا سے عزیز ہے۔ پروردگار! یہ علیؑ میرا بھائی اور تمام مخلوق میں سے مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ خدا اسے اپنا ولی اور مددگار بنا اور اس کے اہل کو اس کے لیے مبارک بنا۔"

پھر آپؐ نے حضرت علیؑ کی طرف رُخ کر کے فرمایا: علیؑ اب تم اپنے اہل کے قریب جاؤ اور خدا تمہارے لیے تمہاری بیوی بابرکت بنائے اور تم پر خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں کہ وہ لائق حمد و ستائش ہے۔ (۲)

---

(۱) اُمّ ایمنؓ ایک صاحب ایمان اور باعظمت خاتون تھیں۔ وہ رسول خدا کی آزاد کردہ کنیز تھیں۔ رسول خدا کی والدہ جناب آمنہؑ کی وفات کے بعد انھوں نے آپؐ کی سرپرستی کی تھی، اس لیے آنحضرت فرماتے تھے کہ میری ماں کے بعد اُمّ ایمنؓ میری ماں ہیں۔
بعض مؤرخین کے بیان کے مطابق ام ایمنؓ حضرت خدیجہؑ کی کنیز تھیں اور انھوں نے اسے رسول خداؐ کو ہبہ کیا تھا۔ (من المترجم)

(۲) بحارالانوار: ۴۳/ ۹۳۔ حدیث: ۵

أفزعت يا سيّدة النساء؟

۞ روى الحافظ محمّد بن محمود النجار، عن رجال ذكرهم قال: سمعت أسماء بنت عميس تقول: سمعت سيّدتى فاطمةَ تقول: ليلة دخل بى علىّ بن أبى طالبٍ أفزعنى فى فراشى، فقلت: أفزعت يا سيّدة النساء؟

قالت: سمعت الأرض تحدّثه ويحدّثها، فأصبحت وأنا فزعة. فأخبرت والدىَ فسجد سجدة طويلة ثمّ رفع رأسه وقال: يا فاطمة! أبشرى بطيب النسل، فانّ الله فضل بعلك على سائر خلقه، وأمر الارض أن تحدّثه بأخبارها وما يجرى على وجهها من شرق الأرض إلى غربها.(۱)

(۱) بحار الأنوار:۴۳/۱۱۸ الحديث:۲۶.

اے سیدۃ النساءؑ!
کیا آپؑ گھبرا گئیں؟

اسماء بنت عمیس سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہؑ نے مجھے بتایا کہ شادی کی پہلی رات حضرت علی ابن طالبؑ نے مجھے ڈرا دیا۔

میں نے عرض کیا: اے سیدہ عالمؑ! کیا آپ ڈر گئیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں میں نے سنا کہ زمین علیؑ سے گفتگو کر رہی ہے اور وہ بھی زمین سے محوِ گفتگو ہیں (یہ دیکھ کر مجھے خوف محسوس ہوا)۔ صبح کو میں نے یہ واقعہ اپنے پدر بزرگوار سے بیان کیا تو آپؐ نے فوراً سجدۂ شکر ادا کیا اور تا دیر سجدے کے بعد مجھ سے فرمایا:

> ''اے فاطمہؑ! مبارک ہو تمہاری نسل پاک ہوگی، اللہ نے تمہارے شوہر کو تمام مخلوقات سے افضل بنایا ہے اور زمین کو حکم دیا ہے کہ روئے زمین پر مشرق سے مغرب تک جو کچھ رونما ہو، اس سے علیؑ کو مطلع کرتی رہے۔''(۱)

---

(۱) بحارالانوار: ۴۳/ ۱۱۸۔ حدیث: ۲۶

ما يبكيك لا أبكى الله عينيك يا حورية

عن ابن عباس يرفعه إلى سلمان الفارسى
قال:

كنت واقفاً بين يدى رسول اللهؐ أسكب الماء على يديه إذا دخلت فاطمةؑ وهى تبكى، فوضع النبىؐ يده على رأسها وقال: ما يبكيك لا أبكى الله عينيك يا حوريّة؟

قالت: مررت على ملاء من نساء قريش وهنّ مخضبات فلمّا نظرن إلى وقعوا فى وفى ابن عمّى. فقال لها: وما سمعتى منّهن؟

قالت: قلن: كان قد عزّ على محمّد أن يزوّج إبنته من رجل فقير قريش وأقلّهم مالاً.

فقال لها: والله يا بنيّة! ما زوّجتك، ولكن الله زوّجك من على فكان بدوه منه. وذلك أنّه خطبك فلان و فلان، فعند ذلك جعلت أمرك إلى الله تعالى وأمسكت عن الناس، فبينا صلّيت يوم الجمعة صلاة الفجر إذ سمعت حفيف الملائكة، وإذا بحبيبى جبرئيل ومعه سبعون صفاً من الملائكة متوجين مقرطين مد ملجين (١)

(١) أى كان على رؤوسهم التاج وفى أذنهم القرط وفى معصمهم الدملوج وهو حلى يلبس فى للمعصم.

فقلت:ماهذه القعقحة

من السماء يا أخى جبرئيل؟

فقلت: ما هذه القحقحة من السماء ما أخى جبرئيل؟

فقال: يا محمّد! إنّ الله عزّوجلّ اطّلع إلى الأرض إطّلاعة، فاختار منها من الرجال عليّاً ومن النساء فاطمة فزوّج فاطمة من علی.

فرفعت رأسها وتبسّمت بعد بكائها، وقالت: رضيت بما رضى الله ورسوله.

فقالَ: ألا أزيدك يا فاطمة فى على رغبة؟

قالت: بلى.

قال: لا يرد على الله عزّوجلّ ركبان أكرم منّا أربعة: أخى صالح على ناقته، وعمّى حمزة على ناقتى العضباء، وأنا على البراق، وبعلك علیّ بن أبى طالب على ناقة من نوق الجنّة.

فقالت: صف لى الناقة من أىّ شىء خلقت؟

قال: ناقة خلقت من نور الله عزّوجلّ، مدبجة الجنبين، صفراء، حمراء الرأس، سوداء الحدق، قوائمهما من الذهب، خطامها من اللؤلوء الرطب، عيناها من الياقوت وبطنها من الزبرجد الأخضر، عليها قبّة من لؤ لوءة بيضاء، يرى باطنها من ظاهرها، وظاهرها من باطنها، خلقت من عفو الله عزوجلّ.

تلك الناقة من نوق الله، لها سبعون ألف ركناً بين الركن والركن سبعون ألف ملك يسبّحون الله عزّوجلّ بأنواع التسبيح لا يمرّ على ملاء من الملائكة إلا قالوا: من هذا العبد؟ ما أكرمه

على الله عزّوجلّ أتراه نبيّاً مرسلاً، أو ملكاً مقرّباً، اؤ حامل عرش
او حامل كرسى؟

فينادى مناد من بطنان العرش: أيها الناس! ليس هذا بنبي مرسل، ولا ملك مقرّب، هذا علىّ بن أبى طالب صلوات الله وسلامه عليه.

فيبدرون رجالاً رجالاً فيقولون: إنّا لله و إنّا إليه راجعون، حدّثونا فلم نصدق، ونصحونا فلم نقبل. والّذين يحبّونه تعلّقوا بالعروة الوثقى، كذلك ينجون فى الآخرة.

يا فاطمة! ألا أزيدك فى على رغبة؟

قالت: زدنى يا أبتاه!

قال النبيّ: إنّ عليّاً أكرم على الله من هارون، لأنّ هارون أغضب موسى وعلى لم يغضبنى قطّ.

والّذى بعث أباك بالحقّ نبيّاً! ما غضبت عليه يوماً قطّ، وما نظرت فى وجه على إلّا ذهب الغضب عنّى.

يا فاطمة! ألا أزيدك فى على رغبة؟

قالت: زدنى يا نبى الله!

قال: هبط علىّ جبرئيل وقال: يا محمد! اقرء عليّاً من السلام السلام.

فقامت وقالت فاطمة: رضيت بالله ربّاً وبك يا أبتاه نبيّاً وبابن عمّى بعلاً ووليّاً.(۱)

(۱) بحارالانوار:۳۳/۱۳۹.

اے حورِ بہشتی!

آپؑ کیوں رو رہی ہیں؟

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُن کا بیان ہے کہ میں حضرت رسول اللہؐ کے پاس کھڑا ہوا آپؐ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا تھا کہ جناب فاطمہ زہراءؑ افسردہ خاطر آئیں۔

آنحضرتؐ نے اُن کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: اے حوریہ! تمہاری افسردگی کی کیا وجہ ہے؟

جناب فاطمہ زہراءؑ نے عرض کیا: بابا جان! قریش کی کچھ عورتیں مجھ پر اور میرے ابنِ عم پر طنزیہ جملے کہتی ہیں۔

رسول خداؐ نے پوچھا: آخر وہ عورتیں کیا کہہ رہی ہیں؟

جناب فاطمہ زہراءؑ نے عرض کیا: وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہؐ پر اُن کی بیٹی اتنی بھاری تھی کہ آپؐ نے اس کی تزویج قریش کے ایک ایسے مردِ فقیر سے کردی جو مال میں سب سے کم ہے۔ اس کے پاس مالِ دنیا سے کچھ بھی نہیں ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: بیٹی! خدا کی قسم میں نے یہ شادی خود نہیں کی، بلکہ یہ تزویج تو خود خدا نے کی ہے۔ پہلے فلاں فلاں اشخاص نے تم سے شادی کا پیغام دیا، لیکن میں نے تمہارے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیا تھا۔ اور لوگوں سے کوئی مطلب نہ رکھا۔ جمعہ کے روز میں نمازِ فجر میں مشغول تھا کہ میں نے ملائکہ کے پیروں کی آواز سنی۔ دیکھا تو جبرئیل امین ملائکہ کی ستر صفیں لے کر نازل ہوئے۔ اس حالت میں تمام ملائکہ اپنے سروں پر تاج پہنے ہوئے تھے اور قیمتی زیورات اور جنتی حلوں سے آراستہ تھے۔

میں نے پوچھا: اخی جبرئیل! یہ اجتماع ملائکہ اور اس قدر شادمانی کی کیا وجہ ہے؟

جبرئیل امین نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف نظر کی تو مردوں میں علیؑ کا انتخاب کیا اور عورتوں میں فاطمہؑ زہراؑ کا۔ پھر دونوں کی آپس میں تزویج فرمادی۔ (اس لیے ہم سب بے انتہا مسرور ہیں)۔

یہ سن کر زہراؑ، ایک دم مسکرا دیں اور عرض کیا: بابا جان! جس بات پر اللہ اور اللہ کا رسولؐ راضی ہیں تو میں بھی راضی ہوں۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہؑ زہراؑ! کچھ اور بیان کروں، تا کہ تمہارے دل میں علیؑ سے محبت پیدا ہو جائے۔

حضرت فاطمہؑ زہراؑ نے عرض کیا: جی ہاں، ارشاد فرمایئے:

آنحضرتؐ نے فرمایا: اچھا سنو! میدانِ حشر میں جو لوگ اللہ کی بارگاہ میں سوار ہو کر جائیں گے، اُن میں ہم چار سے زیادہ کوئی مکرم و محترم نہ ہوگا۔ ایک میرے بھائی صالحؑ اپنے ناقہ پر سوار ہوں گے۔ دوسرے میرے چچا حمزہؑ جو میرے ناقہ (عضبا) پر سوار ہوں گے۔ تیسرے میں، میں براق پر سوار ہوں گا اور چوتھے تمہارے شوہر علیؑ جو جنت کے ایک ناقے پر سوار ہوں گے۔

جناب فاطمہؑ زہراؑ نے عرض کیا: بابا جان! وہ ناقہ کیسا ہوگا؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: بیٹی! اس ناقے کی تخلیق نور سے ہوگی۔ اس کے پہلو مخمل کی طرح نرم ہوں گے، رنگ زرد اور سر اس کا سرخ ہوگا، آنکھوں کے حلقے سیاہ، اس کے پیر سونے کے، مہار، تازہ موتیوں کی، آنکھیں یاقوت کی، پیٹ سبز زبرجد کا اور اس ناقہ پر ایک سفید موتیوں کا قبہ ہوگا جو اس قدر شفاف ہوگا کہ اس کا ظاہر، باطن سے اور باطن اس کے ظاہر سے زیادہ نمایاں ہوگا۔ یہ اللہ کے ناقوں میں سے ایک ناقہ ہوگا۔ اس کے ستر رکن ہوں گے اور ایک رکن سے دوسرے رکن تک ستر ہزار ملک ہوں گے،

جو طرح طرح کی زبانوں میں خداوند متعال کی تسبیح وتقدیس کرتے ہوں گے، اور جس وقت علی ابن ابی طالبؑ اس ناقے پر سوار ہو کر ملائکہ کی صفوں سے گزریں گے تو ملائکہ کہیں گے کہ دیکھو! یہ بندہ، اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا محترم ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی نبی مرسل ہے یا کوئی ملک مقرب ہے یا حامل عرش ہے یا حامل کرسی ہے۔

اُس وقت عرش کے نیچے سے آواز آئے گی، اے لوگو! سنو یہ شخص نہ کوئی نبی مرسل ہے، نہ ملک مقرب ہے بلکہ یہ علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔

یہ آواز سب سنیں گے اور پھر ہر سمت سے مخلوق خدا انھیں دیکھنے کے لیے ٹوٹ پڑے گی۔ اور حضرت علیؑ کی شان کو دیکھ کر کہیں گے۔ ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' ہم دنیا میں ان کے متعلق احادیث سنتے تھے مگر تصدیق نہیں کرتے تھے۔ لوگ ہمیں نصیحتیں کرتے تھے اور ہم قبول نہیں کرتے تھے۔ اور جو لوگ حضرت علیؑ کے دوستدار ہوں گے، وہ عروہ وثقیٰ (علیؑ) کے دامن کو تھام لیں گے۔

اے فاطمہ زہراء! علیؑ کے دوستدار اس طرح نجات پائیں گے۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! کیا میں کچھ اور بیان کروں، تاکہ تم علیؑ سے اور محبت کرنے لگو؟

جناب فاطمہ زہراء نے عرض کیا: باباجان! اور بھی بیان فرمائیں۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور بولے: یا رسول اللہؐ! آپ اللہ کی طرف سے علیؑ کو سلام پہنچا دیں۔ یہ سن کر جناب فاطمہ زہراء کھڑی ہو گئیں اور کہنے لگیں: بابا جان! میں اس بات پر بے حد خوش ہوں کہ اللہ میرا رب ہے، اور بابا جان! آپؐ نبی خاتم ہیں اور میرے ابن عم میرے شوہر اور ولی خدا ہیں۔ (۱)

---

(۱) بحار الانوار: ۳۳/۱۳۹

ما حزنك يا بنية؟

۞ سلمان بن محمّد معنعناً عن ابن عباس قال:

سمعت أمير المؤمنين عليّ بن أبي طالب [يقول:] دخل رسول اللهّ ذات يوم على فاطمةؑ وهي حزينة فقال لها: ما حزنك يا بنية؟

قالت: يا أبه! ذكرت المحشر ووقوف الناس عراة يوم القيامة.

قال: يا بنيّة! إنه ليوم عظيم ولكن قد أخبرني جبرئيل عن الله عزّوجلّ أنه قال: أوّل من تنشق عنه الأرض يوم القيامة أنا ثمّ أبي إبراهيم ثمّ بعلك عليّ بن أبي طالبؑ. ثمّ يبعث الله إليك جبرئيل في سبعين ألف ملك فيضرب على قبرك سبع قباب من نور يأتيك إسرافيل بثلاث حلل من نور فيقف عند رأسك فينا دينك: يا فاطمة بنت محمّد! قومي إلى محشرك.

فتقومين آمنه روعتك، مستورة عورتك، فينا ولك إسرافيل الحلل فتلبسينها ويأتيك زوقائيل بنجيبة من نور، زمامها من لؤ لؤ رطب عليها محفة من ذهب، فتركبينها ويقود زوقائيل بزمامها، وبين يديك سبعون ألف ملك بأيديهم ألوية التسبيح.

فاذا جدّبك السير استقبلتك سبعون ألف حوراء يستبشرون بالنظر إليك بيدكلّ واحدة منهن مجمرة من نور يسطع

منها ريح العود من غير نار و عليهن أكاليل الجوهر المرصع بالزبر جد الأخضر، فيسرن عن يمينك.

فاذا سرت مثل الّذى سرت من قبرك إلى أن لقينك، استقبلتك مريم بنت عمران، فى مثل من معك من الحور فتسلم عليك وتسير هى ومن معها عن يسارك.

ثمّ تستقبلك أمّك خديجة بنت خويلد أوّل المؤمنات بالله ورسوله، ومعها سبعون ألف ملك بأيديهم ألوية التكبير.

فاذا قربت من الجمع استقبلتك حواء فى سبعين ألف حوراء ومعها آسية بنت مزاحم فتسير هى ومن معها معك.

فاذا توسطت الجمع وذلك أنّ الله يجمع الخلائق فى صعيد واحد، فيستوى بهم الأقدام ينادى مناد من تحت العرش يسمع الخلائق: غضوا أبصاركم حتّى تجوز فاطمة الصدّيقة بنت محمّد ومن معها.

فلا ينظر إليك يومئذ إلّا إبراهيم خليل الرحمان ـ صلوات الله وسلامه عليه ـ وعلىّ بن أبى طالب، ويطلب آدم حوا فيراها مع أمّامك خديجة أمامك.

ثمّ ينصب لك منبر من النور فيه سبع مراق بين المرقاة إلى المرقاة صفوف الملائكة، بأيديهم ألوية النور، ويصطف الحور العين عن يمين المنبر وعن يساره وأقرب النساء معك عن يسارك حواء و آسية، فإذا صرت فى أعلى المنبر أتاك جبرئيل فيقول لك: يا فاطمة! سلى حاجتك.

فتقولين: يا ربّ! أرنى الحسن والحسين.

فيأتيانك وأوداج الحسين تشخب دماً، وهو يقول: يا ربّ! خذلى اليوم حقّى ممّن ظلمنى.

فيغضب عند ذلك الجليل، ويغضب لغضبه جهنّم والملائكة أجمعون، فتزفر جهنّم عند ذلك زفرة، ثمّ يخرج فوج من النار ويلتقط قتلة الحسين وأبناء هم وأبناء أبنائهم ويقولون: يا ربّ! إنا لم نحضر الحسين؟!

فيقول الله لزبانية جهنّم: خذوهم بسيماهم بزرقة الأعين وسواد الوجوه، خذوا بنواصيهم فألقوهم فى الدرك الأسفل من النار، فإنّهم كانوا أشدّ على أولياء الحسين من آبائهم الّذين حاربوا الحسين فقتلوه.

ثمّ يقول جبرئيلّ: يا فاطمة! سلى حاجتك؟!

فتقولين: يا ربّ شيعتى!

فيقول الله عزّوجلّ: قد غفرت لهم.

فتقولين: يا ربّ! شيعة ولدى.

فيقول الله: قد غفرت لهم.

فتقولين: يا ربّ! شيعة شيعتى؟!

فيقول الله: انطلقى فمن اعتصم بك فهو معك فى الجنّة، فعند ذلك يودّ الخلائق أنهم كانوا فاطميّين.

فتسيرين ومعك شيعتك، وشيعة ولدك، وشيعة أمير المؤمنين آمنة روعاتهم، مستورة عوارتهم، قد ذهبت عنهم الشدائد، وسهلت لهم الموارد، يخاف الناس وهم لا يخافون، ويظمأ الناس وهم لا يظمأون.

فإذا بلغت باب الجنّة تلقتك إثنتا عشر ألف حوراء، لم يلتقين أحداً قبلك ولا يتلقين أحداً، كان بعدك بأيديهم حراب من نور، على نجائب من نور رحائلها من الذهب الأصفر والياقوت أزمتها من لؤلؤ رطب، على كلّ نجيب نمرقة من سندس منضود.

فاذا دخلت الجنّة تباشربك أهلها، ووضع لشيعتك موائد من جوهر على أعمدة من نور، فيأكلون منها والناس فى الحساب، وهم فيما اشتهت أنفسهم خالدون.

وإذا ستقرّ اولياء الله فى الجنّة، زارك آدم ومن دونه النبيين وإنّ فى بطنان الفردوس لؤ لوه تان من عرق واحد: لؤ لوءة بيضاء ولؤ لوءة صفراء، فيهما قصور و دور فى كلّ واحدة سبعون ألف دار، فالبيضاء منازل لنا ولشيعتنا، والصفراء منازل لابراهيم وآل إبراهيم صلوات الله عليهم أجمعين.

قالت: يا أبه! ما كنت أحبّ أن أرى يومك ولا أبقى بعدك.

قال: يا ابنتي! لقد أخبرنى جبرئيل عن الله عزوّجل أنك أوّل من تلحقنى من أهل بيتى، فالويل كلّه لمن ظلمك، والفوز العظيم لمن نصرك.

قال عطاء: كان ابن عباس إذا ذكر هذا الحديث تلاهذه الآية:

اَتْبَعْنٰهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ (1)

قال العلّامة المجلسىّ: وما ألتناهم أى وما نقصناهم.

(1) الطور:٢١.

اے میری پیاری دختر!
آپ غمگین کیوں ہیں؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ ایک دن جناب رسول خدا، جناب فاطمہؑ زہراء کے ہاں تشریف لائے۔ آپؐ نے دیکھا کہ جناب زہراءؑ محزون و مغموم ہیں۔

آپؐ نے پوچھا: بیٹی! رنجیدگی کا سبب کیا ہے؟

انہوں نے عرض کیا: بابا جان! آپؐ نے ایک مرتبہ روز محشر کا ذکر کیا تھا کہ اُس روز لوگ برہنہ محشور ہوں گے۔

آپؐ نے فرمایا: بیٹی! وہ دن عظیم ہوگا، مگر جبرئیلؑ امین نے اللہ کی جانب سے مجھے یہ خبر دی ہے کہ بروز قیامت جس کے لیے سب سے پہلے زمین شگافتہ ہوگی وہ میں ہوں گا۔ اس کے بعد میرے جد حضرت ابراہیمؑ ہوں گے اور پھر تمہارا شوہر علیؑ ابن ابی طالبؑ، اس کے بعد اللہ تعالی جبرئیل امین کو ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل کرے گا۔ وہ تمہاری قبر پر سات خیمے نصب کریں گے۔ پھر اسرافیل جنت سے تین حلے لے کر آئیں گے اور تمہارے سرہانے کھڑے ہو جائیں گے اور جبرئیل امین آواز دیں گے۔ اے فاطمہؑ بنت محمدؐ! محشر میں چلنے کے لیے اُٹھیے۔

اُس وقت تم اطمینان سے اُٹھو گی، تم برہنہ نہ ہوگی۔

اسرافیل وہ نوری حلے دیں گے، تم اُن کو پہنو گی۔

پھر زدقائیل نامی ایک فرشتہ نور کا ناقہ لے کر حاضر ہوگا۔ جس کی مہار تازہ موتیوں کی ہوگی، جس میں سونے کی ڈور ہوگی، تم اس پر سوار ہوگی۔ زدقائیل اس کی مہار لے کر چلیں گے۔ تمہارے آگے آگے ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔ اُن کے ہاتھوں میں تسبیح کے علم ہوں گے۔ جب تمہاری سواری آگے بڑھے گی تو ستر ہزار حورانِ جنت تمہارے استقبال کے لیے آئیں گی جو بے حد مسرور ہوں گی۔ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک نوری انگیٹھی ہوگی، جس سے بغیر کسی آگ کے روشن کیے عود کی خوشبو پھیل رہی ہوگی۔ اُن حوروں کے سروں پر سبز زبرجد کے تاج ہوں گے، یہ حوریں تمہارے داہنے جانب چلیں گی۔ تم کچھ آگے بڑھو گی تو مریمؑ بنِ عمران تمہارے استقبال کو آئیں گی۔ اُن کے ساتھ بھی وہی سامان ہوگا، جو تمہارے ساتھ ہوگا۔ وہ آپ کو سلام کریں گی اور اپنے حزم و حشم کے ساتھ تمہارے بائیں جانب تمہارے ساتھ چلیں گی۔

اس کے بعد تمہاری مادرِ گرامی خدیجہؓ بنت خویلد تمہارے استقبال کو آئیں گی، جو تمام عورتوں میں سب سے پہلے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لائیں۔ اُن کے ہمراہ بھی ستر ہزار ملک ہوں گے جو اپنے ہاتھوں میں تکبیر کے علم لیے ہوئے ہوں گے۔ جب تم اِس مجمع کے پاس پہنچو گی تو ایک حور تمہارے استقبال کو آئے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہزار حوریں ہوں گی اور اس کے ساتھ آسیہ بنت مزاحم بھی ہوں گی۔ پھر یہ سب اپنے ساتھ کی تمام حوروں کے، چل کر اہلِ محشر کے درمیان آئیں گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو ایک ہی میدان میں اس طرح محشور کرے گا کہ ان سب کے قدم برابر ہوں گے۔

اس کے بعد عرش کے نیچے سے ایک منادی ندا کرے گا، اس کی ندا کو تمام اہلِ محشر سنیں گے:

"اے اہلِ محشر! اپنی آنکھیں بند کرلو، تاکہ فاطمہؑ بنت محمدؐ اور اُن کے ہمراہ عورتیں بھی گذر جائیں۔"

اے بیٹی! اُس دن کوئی شخص آپ کو نہیں دیکھ سکے گا سوائے حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور علی ابن ابی طالبؑ کے۔ پھر حضرت آدم حواؑ کو طلب کریں گے تو وہ اُن کو تمہاری والدہ خدیجہؑ کے ساتھ پائیں گی جو تمہارے آگے ہوں گے۔

اس کے بعد تمہارے لیے نور کا ایک منبر نصب کیا جائے گا۔ جس کے سات زینے ہوں گے۔ ایک زینے سے دوسرے زینے تک ملائکہ کی صفیں ہوں گی۔ جن کے ہاتھوں میں نور کے علم ہوں گے۔ حورانِ جنت اس منبر کے داہنے اور بائے حلقہ کیے ہوں گی۔ تمہارے منبر کے بائیں جانب قریب ترین عورتیں حضرت حواؑ اور حضرت آسیہؑ ہوں گی۔ جب تم اس منبر کے سب سے بلند زینے پر پہنچو گی تو تمہارے پاس جبرئیل امین آکر عرض کریں گے: اے فاطمہؑ! آپ اپنی حاجت بیان فرمائیں۔

آپ کیا چاہتی ہیں؟

تم کہو گی: پروردگار! مجھے میرے بیٹوں (حسنؑ و حسینؑ) کو دکھا دے۔

پس وہ دونوں تمہارے پاس اس حالت میں آئیں گے کہ جس کی کٹی ہوئی گردن سے خون جاری ہوگا اور اُس سے آواز آئے گی: پروردگار! تو آج میرا انتقام لے اُن لوگوں سے جنھوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔

اس وقت رب جلیل غضب میں آئے گا۔ اس غضب کے باعث جہنم اور تمام ملائکہ غضب میں آجائیں گے اور جہنم سے ایک خوفناک آواز آئے گی اور اندر سے فوج برآمد ہو گی، جو قاتلانِ حسینؑ اور اُن کی اولادوں اور نسلوں وغیرہ کو چن چن کر پکڑے گی۔

وہ لوگ کہیں گے: پروردگار! ہم تو قتلِ حسینؑ کے وقت موجود نہ تھے (مگر اُن کا یہ عذر تسلیم نہ ہوگا)۔ اللہ تعالیٰ جہنم پر متعین فرشتوں کو حکم دے گا، دیکھو! ان میں جتنے بھی نیلی آنکھوں اور سیاہ چہروں والے ہیں، ان سب کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ پکڑ کر جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ڈال دو، کیونکہ یہ حسینؑ کے دوستوں کے ساتھ

دشمنی رکھتے تھے اور اس حد تک بڑھ گئے تھے جو اِن کے آباؤ اجداد کو حسینؑ سے تھی اور انھوں نے حسینؑ کو قتل کیا تھا۔

پھر جبرائیلؑ کہیں گے: اے فاطمہؑ! مزید جو حاجت ہو بیان کرو۔

تم کہو گی: پروردگار! میرے شیعہ؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے انھیں معاف کیا۔

تم کہو گی: پروردگار! اور میرے بچوں کے دوست دار؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے اُنھیں بھی معاف کیا۔

تم پھر کہو گی: پروردگار! میرے دوستوں کے دوست؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے فاطمہؑ! تم جنت میں تو چلو، جو بھی تم سے متمسک رہا ہے وہ بھی تمہارے ہمراہ جنت میں جائے گا۔

اُس وقت تمام خلائق حسرت سے کہے گی: کاش! ہم بھی فاطمہؑ کے دوستدار ہوتے۔

پس تم جنت کی طرف روانہ ہو جاؤ گی اور تمہارے ساتھ تمہارے محب، تمہارے بچوں کے محبت اور علیؑ ابن ابی طالبؑ کے محب ہوں گے۔ یہ سب اطمینان سے ہوں گے اور ان کی شرم گاہیں مستور و پوشیدہ ہوں گی، اُن سے ہر قسم کے رنج و غم دُور ہوں گے، مگر تمام لوگ خوف و ہراس میں مبتلا ہوں گے، مگر انھیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ سب لوگ پیاسے ہوں گے مگر وہ پیاسے نہیں ہوں گے۔

جب تم دَروازہ جنت پر پہنچو گی تو بارہ ہزار حوریں تمہارے استقبال کے لیے باہر نکلیں گی۔ جنھوں نے تم سے پہلے یا بعد کسی کا استقبال نہ کیا ہوگا۔ اُن کے ہاتھوں میں نور کے ظروف ہوں گے۔ وہ نور کی سواریوں پر سوار ہوں گی جن پر زرد سونے اور سرخ یاقوت کے ہودج ہوں گے۔ اُن کی مہاریں تازہ موتیوں کی ہوں گی۔ ہر سواری پر سندس کا فرش ہوگا۔ جب تم جنت میں داخل ہو گی تو اہلِ جنت تمہیں خوش آمدید کہیں

گے۔ تمہارے شیعوں کے لیے جواہرات کے خوان نور کے پایوں پر رکھے جائیں گے۔ اور وہ خوان سے کھانے میں مشغول ہو جائیں گے جبکہ دوسرے لوگ ابھی میدانِ حشر میں اپنا حساب کتاب دے رہے ہوں گے۔

اس کے بعد جب تمام اولیائے اللہ جنت میں اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ جائیں گے تو حضرت آدمؑ اور اُن کے بعد کے انبیاء تمہاری زیارت کو آئیں گے۔

جنت کے بالکل وسط میں مروارید کے دو موتی ہوں گے، جو ایک جڑ سے ہوں گے۔ اُن میں سے ایک سفید ہوگا، دوسرا زرد۔ اِن دونوں موتیوں کے اندر بہت سے قصر اور گھر تراش کر بنائے ہوئے ہوں گے۔ ہر موتی کے اندر ستر ہزار گھر ہوں گے۔ سفید موتی میں ہمارے اور ہمارے شیعوں کے گھر ہوں گے اور زرد موتی میں حضرت ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ کے گھر ہوں گے۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے عرض کیا: بابا جان! میں نہیں چاہتی کہ آپ کی وفات کا دن دیکھوں یا آپ کے بعد ایک دن بھی زندہ رہوں۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا: بیٹی! جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ تو میرے بعد زندہ رہے گی مگر تیرے اہل بیتؑ میں سب سے پہلے تو مجھ سے ملحق ہوگی۔ پس ویل عظیم ہے اُس کے لیے، جو تجھ پر ظلم کرے اور کامیاب و کامران ہے وہ جو تیری نصرت اور مدد کرے۔

عطا کا بیان ہے: ابن عباسؓ جب بھی اس حدیث کو بیان کرتے تو اس کے بعد اس آیت کی تلاوت ضرور کرتے تھے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِیٍٔ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾ [سورۂ طور ۲۱]

''جو لوگ ایمان لائے اور ان کی ذرّیت نے ان کی اتباع

کی تو ہم ان کی ذریت کو (جنت میں) ان سے ملحق کر دیں
گے اور ان کے عمل کی جزا میں کوئی نہیں کریں گے۔ ہر شخص
وہی پائے گا، جو اس نے کیا ہے۔"(1)

(1) بحار الانوار

ما يبكيك

۞ وروى مرفوعاً إلى إسحاق بن سليمان الهاشمي عن أبيه قال: كنّا عند أمير المؤمنين (!!) هارون الرشيد، فتذاكروا عليّ بن أبي طالب

فقال أمير المؤمنين (!!)هارون: تزعم العوام أنّي أبغض علياً وولده حسناً و حسيناً، ولا والله ما ذلك كما يظنّون، ولكن ولده هؤلاء، طالبنا بدم الحسين معهم في السهل والجبل حتّى قتلنا قتلته ثمّ أفضى إلينا هذا الأمر، فخالطناهم فحسدونا، وخرجوا علينا فحلوا قطيعتهم. والله لقد حدّثني أمير المؤمنين (!!) المهدي، عن أمير المؤمنين (!!) أبي جعفر المنصور عن محمّد بن عليّ بن عبدالله بن عبّاس قال: بينما نحن عند رسول الله ﷺ إذ أقبلت فاطمةُ تبكي.

فقال لها النبيّ: ما يبكيك؟

قالت: يا رسول الله! إنّ الحسن والحسين خرجا، فوالله ما أدري أين سلكا.

فقال النبيّ: لا تبكين فداك أبوك، فإنّ الله عزّوجلّ خلقهما وهو أرحم بهما. اللهمّ إنّ كانا أخذا في برّ فاحفظهما وإن كانا أخذا في بحر فسلّمهما.

فهبط جبرئيلُ فقال: يا أحمد! لا تغتم ولا تحزن، هما فاضلان فى الدنيا فاضلان فى الآخرة وأبوهما خير منهما وهما فى حظيرة بنى النجّار نائمين، وقد وكّل الله بهما ملكاً يحفظهما.

قال ابن عباس: فقام رسول اللهؐ وقمنا معه حتّى أتينا حظيرة بنى النجار فإذا الحسنؑ معانق الحسينؑ، وإذا الملك قد غطاهما بأحد جناحيه. فحمل النبىؐ الحسنؑ وأخذ الحسينؑ الملك والناس يرون أنّه حاملهما.

فقال له أبوبكر و أبو ايّوب الأنصارى: يا رسول الله! ألا نخفف عنك بأحد الصبيين؟

فقال: دعاهما، فانّهما فاضلان فى الدنيا فاضلان فى الآخرة وأبوهما خير منهما.

ثم قال: والله لأشر فنهما اليوم بما شرفهما الله، فخطب فقال: يا أيها الناس! ألا أخبركم بخير الناس جدّاً وجدة؟

قالوا: بلى يا رسول اللهؐ!

قال: الحسن والحسين، جدّهما رسول الله وجدّتهما خديجة بنت خويلد. الا أخبركم أيها الناس! بخير الناس أبا وأمّاً؟

قالوا: بلى يا رسول اللهؐ!

قال: الحسن والحسين، أبوهما على ابن أبى طالب وأمّهما فاطمة بنت محمّد. ألاأخبركم أيها الناس، بخير الناس عمّاً و عمّة؟

قالوا: بلى يا رسول الله!

قال: الحسن والحسين، عمّهما جعفر بن أبى طالب وعمّتهما أمّ هانئ بنت ابى طالب.

ألا يا أيها الناس! ألا أخبركم بخير الناس خالاً وخالة؟

قالوا: بلى يا رسول الله!

قال: الحسن والحسين، خالهما القاسم بن رسول الله وخالتهما زينب بنت رسول الله. ألا يا إنّ أباهما فى الجنّة وأمّهما فى الجنّة، وجدّهما فى الجنّة، وجدّتهما فى الجنّة، وخالهما فى الجنّة، وخالتهما فى الجنّة وعمّهما فى الجنّة، وعمّتهما فى الجنّة، وهما فى الجنّة، من أحبهما فى الجنّة ومن أحبّ من أحبّهما فى الجنّة.[1]

(۱) بحارالانوار:۱۳/۳۰۱.

آپؐ کے رونے کا سبب کیا ہے؟

سلمان حاشمی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں ہارون رشید کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ باتوں باتوں میں حضرت علی ابن ابی طالب کا ذکر چھڑ گیا۔

ہارون نے کہا: لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں علیؑ اور اُن کے فرزندوں (حسنؑ و حسینؑ) کے ساتھ دشمنی رکھتا ہوں، ہرگز نہیں، خدا کی قسم! بلکہ میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ بلکہ ہم نے اور ہمارے فرزندوں نے ہر جگہ خونِ حسینؑ کا مطالبہ کیا حتیٰ کہ ہم قاتلانِ حسینؑ کو قتل کر کے مقام خلافت پر آئے۔ جب کہ ہم نے اُن کے ساتھ بھلائی کی، جب کہ وہ ہم سے حسد و کینہ رکھتے ہیں۔ ہماری خلافت کے خلاف خروج کرتے ہیں اور ہم سے قطع تعلق کرتے ہیں۔

خدا کی قسم! مہدی عباسی نے منصور سے منصور نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے! انھوں نے کہا: ہم رسول اللہؐ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں حضرت فاطمہ زہراؑ روتی ہوئی آئیں۔ رسول اکرمؐ نے اُن سے رونے کی وجہ دریافت کی تو انھوں نے کہا: بابا جان! حسنؑ و حسینؑ گھر سے چلے گئے ہیں، نا معلوم اس وقت وہ کہاں ہیں؟

رسول اکرمؐ نے فرمایا: فاطمہؑ! غم نہ کر۔ جس خدا نے انھیں پیدا کیا ہے وہ تمہاری نسبت ان پر زیادہ مہربان ہے، پھر آنحضرتؐ نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیے اور کہا:

خدایا! حسنینؑ جہاں کہیں بھی (بحر و بر) ہوں اُن کی حفاظت فرما۔ اس وقت جبرئیل امین نازل ہوئے اور انھوں نے کہا: یا رسول اللہؐ! آپ غمگین نہ ہوں۔ آپؐ کے دونوں شہزادے اس دنیا اور آخرت میں صاحبانِ فضیلت ہیں اور ان کا والد اُن

سے بھی افضل ہے۔ اس وقت دونوں بنی نجار کی کھجوروں کے خشک کرنے کی جگہ پر سو رہے ہیں۔ اللہ نے ان کی حفاظت پر ایک فرشتے کو مامور کیا ہے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں: یہ سن کر نبی اکرمؐ خوش ہو کر اُٹھے اور آپؐ کے اصحابؓ بھی بنی نجار کے باغ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں جا کر آپؐ نے دیکھا کہ دونوں ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں حمائل کر کے سو رہے ہیں اور جس فرشتہ کو خدا نے اُن کی حفاظت پر مامور کیا تھا، اس نے اپنا ایک پَر شہزادوں کے نیچے بچھایا ہوا ہے۔ اور دوسرے پَر کا اُن پر سایہ کیا ہوا ہے۔

نبی اکرمؐ نے آگے بڑھ کر شہزادوں کو پیار کیا۔ نبی اکرمؐ کے چہرے کا لمس محسوس کر کے دونوں بھائی نیند سے بیدار ہوئے۔

پھر حسن مجتبیٰ کو رسول خداؐ نے اُٹھایا اور حسینؑ کو جبرئیل امین نے اُٹھایا اور باغ سے باہر آئے۔

آنحضرتؐ نے باہر نکلتے ہوئے فرمایا: خدا کی قسم! میں تمہیں اسی طرح شرف دوں گا جیسا کہ خدا نے تمہیں شرف دیا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت ابو ایوبؓ انصاری نے کہا: یا رسول اللہؐ ایک بچہ ہمارے سپرد کر دیں۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا: انھیں اُٹھانے والے بھی افضل ہے اور ان کے سوار بھی فضلاء ہیں، ان کا والدان دونوں سے افضل ہے۔

پھر آپؐ نے کہا: لوگو! کیا میں تمہیں ان کا تعارف کراؤں جو کہ نانا اور نانی کے لحاظ سے تمام لوگوں سے افضل ہیں؟

لوگوں نے کہا: جی ہاں، یا رسول اللہ!

آپؐ نے فرمایا: وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں جن کا نانا محمدؐ ہے اور نانی خدیجہؑ بنت خویلد ہے۔

لوگو! کیا تمہیں اُن کا تعارف کراؤں جو کہ والد اور والدہ کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بہتر ہیں؟

لوگوں نے کہا: جی ہاں، یارسول اللہ!

آپؐ نے فرمایا: وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں جن کا والد علیؑ مرتضیٰ ہے اور والدہ فاطمہؑ بنت محمدؐ ہیں۔

پھر آپؐ نے کہا: لوگو! کیا تمہیں اُن کا تعارف کراؤں جو کہ چچا اور پھوپھی کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟

لوگوں نے کہا: جی ہاں! یارسول اللہ!

آپؐ نے فرمایا: وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں، جن کا چچا جعفرؑ اور پھوپھی اُمّ ہانی بنت ابی طالبؑ ہیں۔

پھر آپؐ نے فرمایا: لوگو! کیا میں تمہیں اُن کا تعارف کراؤں جو کہ ماموں اور خالہ کے لحاظ سے لوگوں سے افضل ہیں؟

لوگوں نے کہا: جی ہاں، یارسولؐ اللہ!

آپؐ نے فرمایا: وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں، ان کا ماموں قاسم بن رسول اللہؐ ہے اور خالہ زینب بنت رسول اللہؐ ہے۔(۱)

پھر آپؐ نے کہا: ''حسنؑ جنت میں ہوگا، حسینؑ جنت میں ہوگا اور ان کا نانا جنتی ہے اور ان کی نانی جنتی ہے، اُن کا باپ جنتی ہے اور ان کی ماں جنتی ہے۔ ان کا چچا جنتی ہے، اُن کی پھوپھی جنتی ہے۔ ان کا ماموں جنتی ہے، اُن کی خالہ جنتی ہے۔ اُن کا محب جنتی ہے اور ان کے محب کا محب جنتی ہے۔''(۲)

(۱) محققین شیعہ کے نزدیک حضرت زینب رسول خدا کی ربیبہ تھیں اور وہ آپ کی صلبی صاحبزادی نہ تھیں۔
(۲) بحارالانوار: ۴۳/ ۳۰۱۔

احکمی بیننا

ﷺ ورُوِیَ فی المراسیل: أنّ الحسن والحسین ؓ کانا یکتبان، فقال الحسنُ الحسینَ: خطّی أحسن من خطّك.

وقال الحسین: لا، بل خطّی أحسن من خطّك.

فقالا لفاطمة ؓ: احکمی بیننا.

فکرهت فاطمةُ أن تؤذی أحدهما، فقالت لهما: سلا أبا کما.

فسألاه، فکره أن یؤذی أحدهما فقال: سلاجدّکما رسول اللهؐ.

فقالَ: لا أحکم بینکما حتی أسأل جبرئیل.

فلمّا جاء جبرئیل قال: لا أحکم بینهما ولکن إسرافیل یحکم بینهما.

فقال إسرافیل: لا أحکم بینهما ولکن أسأل الله یحکم بینهما.

فسأل الله تعالی ذلك،، فقال تعالی: لا أحکم بینهما، ولکن أمّهما فاطمة تحکم بیہ

فقالت فاطمة:أحت بینهما یا ربّ! وکانت لها قلادة فقالت لهما: أنا أنثر بینکما جواهر هذه القلادة فمن أخذ منهما

أكثر فخطه أحسن.

فنثرتها وكان جبرئيل وقتئذ عند قائمة العرش، فأمره الله تعالى أن يهبط إلى الأرض وينصف الجواهر بينهما كيلا يتأذى أحدهما. ففعل ذلك جبرئيل إكراماً لهما وتعظيماً.

maablib.org

ہم میں سے خط کس کا اچھا ہے؟

روایات میں ہے کہ ایک دن امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام نے تختیاں لکھیں کہ خط کس کا زیادہ اچھا ہے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ میرا خط اچھا ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے کہا: نہیں بلکہ میرا خط اچھا ہے۔ پھر دونوں شہزادے اپنی والدہ ماجدہ جناب سیدہؑ کے پاس گئے کہ آپؑ فیصلہ کریں کہ خط کس کا اچھا ہے؟

حضرت فاطمہؑ نے کسی کے حق میں فیصلہ نہ دیا، کیونکہ وہ کسی کا دل توڑنا نہیں چاہتی تھیں۔ انھوں نے کہا: اپنے بابا جان کے پاس جاؤ وہ آپ کا فیصلہ کریں گے۔ پھر شہزادے حضرت علیؑ کے پاس آئے اور کہا: بابا جان! ہمارا فیصلہ کریں کہ خط کس کا زیادہ اچھا ہے۔ انھوں نے بھی کسی کے حق میں فیصلہ نہ دیا، تاکہ کوئی رنجیدہ خاطر نہ ہو جائے۔ حضرت علیؑ نے کہا: میرے نورِ نظر آپؑ اپنے نانا بزرگوار کے پاس جاؤ۔

آپؑ دونوں حضرات رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: نانا جان! آپ فیصلہ کریں کہ ہم میں سے خط کس کا زیادہ اچھا ہے۔

حضرت رسولِ اکرمؐ نے فرمایا: آپ کے درمیان فیصلہ جبرئیل امین کریں گے۔ حضرت جبرئیل امین نے کہا: ان کا فیصلہ حضرت اسرافیل کریں گے۔ حضرت اسرافیل نے کہا: ان کا فیصلہ خدا رؤف کرے گا۔ آواز خداوندی آئی کہ ان کے درمیان فیصلہ ان کی والدہ فاطمہؑ کریں گی۔

پھر جناب فاطمہؑ نے فرمایا:

"اے میرے نورِ نظر بچو! میرے پاس ایک ہار ہے، میں وہ ہار توڑتی ہوں۔ تم دونوں ہار کے دانے چنو، جس کے ہاتھ

زیادہ دانے لگیں گے اس کا خط زیادہ اچھا ہوگا۔"

یہ کہہ کر حضرت سیدہ نے اپنا ہار توڑ دیا اور موتی زمین پر بکھیر دیے۔ تین موتی حضرت حسنؑ نے اور تین موتی حضرت امام حسینؑ نے اُٹھائے، ایک موتی باقی رہ گیا۔ اسے اُٹھانے کے لیے حسنؑ بھی آگے بڑھے اور حسینؑ بھی آگے بڑھے۔ اس وقت اللہ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ فوراً زمین پر جائے اور اس موتی کو دو حصوں میں تقسیم کر دے، تاکہ ان دونوں میں سے کسی کا دل نہ ٹوٹے۔

چنانچہ جبرئیلؑ امین آئے اور انھوں نے موتی کے دو حصے کر۔ دیے آدھا حصہ حسنؑ نے اُٹھایا اور آدھا حصہ حسینؑ نے اُٹھایا۔

maablib.org

يا فاطمة ! أين إبناى؟

۞ وروى ركن الأئمة عبدالحميد بن ميكائيل، عن يوسف بن منصور الساوى، عن عبدالله بن محمّد الأزدى، عن سهل بن عثمان، عن منصوربن محمّد النسفى، عن عبدالله بن عمرو عن الحسن بن موسى، عن سعدان، عن مالك بن سليمان، عن ابن جريح، عن عطاء، عن عائشة قالت: كان رسول الله ﷺ جائعاً لا يقدر على ما يأكل فقال لى: هاتى رداى..

فقلت أين تريد؟

قال: إلى فاطمة ابنتى فأظر إلى الحسن والحسين، فيذهب بعض ما بى من الجوع.

فخرج حتّى دخل على فاطمة ؑ فقال: يا فاطمة! أين ابناى؟

فقالت: يا رسول الله! خرجا من الجوع وهما يبكيان.

فخرج النبىؐ فى طلبهما فرأى أبا الدرداء فقال: يا عويمر! هل رأيت ابنى؟

قال: نعم يا رسول الله! هما نائمان فى ظلّ حائط بنى جدعان.

فانطلق النبىؐ فضمّهما وهما يبكيان وهو يمسح الدموع

عنهما. فقال له أبو الدرداء: دعني أحملهما.

فقال: يا أبا الدرداء! دعني أمسح الدموع عنهما فوالذي بعثني بالحق! لو قطر قطرة في الأرض لبقيت الجماعة في أمّتي إلى يوم القيامة.

ثمّ حملهما وهما يبكيان وهو يبكي. فجاء جبرئيل فقال: السلام عليك يا محمّد! ربّ العزّة جلّ جلاله يقرئك السلام ويقول: ما هذا الجزع؟

فقال النبي: يا جبرئيل! ما أبكي جزعاً بل أبكي من ذلّ الدنيا.

فقال جبرئيل: إنّ الله تعالى يقول: أيسرّك أنّ أحول لك أحداً ذهباً ولا ينقص لك ممّا عندي شيء؟

قال: لا. قال: لم؟

قال: لأنّ الله تعالى لم يحبّ الدنيا ولو أحبّها لما جعل للكافر أكلها.

فقال جبرئيل: يا محمّد! ادع بالجفنة المنكوسة الّتي في ناحية البيت.

قال: فدعا بها فلمّا حملت فإذا فيها ثريد ولحم كثير.

فقال: كل يا محمّد! وأطعم ابنيك وأهل بيتك.

قال: فأكلوا فشبعوا.

قال: ثمّ أرسل بها إلى فأكلوا وشبعوا وهو على حالها.

قال: ما رأيتجفنة أعظم بركة منها، فرفعت عنهم.

فقال النبي: والّذي بعثني بالحق! لو سكت لتداولها فقراء أمّتي إلى يوم القيامة (١)

(١) بحار الانوار:٤٣/٣٠٩.

اے زہراؑ!

میرے فرزند کہاں ہیں؟

بحذف اسناد۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہؐ میرے پاس آئے اور پوچھا: کھانے کے لیے کچھ ہے۔ میں نے کہا: کچھ نہیں۔ آپؐ چل پڑے۔

میں نے اُن سے پوچھا: کہاں جارہے ہیں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: اپنی بیٹی فاطمہؑ کے گھر۔ وہاں جا کر حسنؑ اور حسینؑ کو دیکھوں گا تو میری بھوک ختم ہو جائے گی۔

آنحضرتؐ جناب سیدہؑ کے گھر آئے اور پوچھا: بیٹی! میرے فرزند کہاں ہیں؟

جناب سیدہؑ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ بھوک کی وجہ سے روتے ہوئے گھر سے باہر نکلے ہیں۔

رسول اللہؐ اُن کی تلاش میں گھر سے باہر نکلے، راستے میں انھوں نے ابودرداء کو دیکھا اور اس سے فرمایا: اے عویمر! کیا تم نے میرے بیٹوں کو دیکھا؟

اس نے کہا: جی ہاں، رسول اللہ! وہ بنی جدعان کی دیوار کے سائے میں سو رہے ہیں۔

رسول اللہؐ وہاں گئے اور دیکھا تو دونوں شہزادے رو رہے تھے۔ آپؐ نے انھیں گلے لگایا۔

ابودرداء نے کہا: میں انھیں اُٹھالوں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: اے ابودرداء! پہلے مجھے اُن کے اشک تو پونچھ لینے دو۔ اس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا، اگر ان کے آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی

زمین پر گر گیا تو قیامت تک میری امت پر قحط آ جائے گا۔

پھر آپؐ نے اٹھایا اور چلنے لگے۔ اتنے میں جبرئیل امینؑ نازل ہوئے۔ سلام کے بعد کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: اے محمدؐ! آپ پریشان کیوں ہو؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: میں ان کے رونے سے غمزدہ نہیں بلکہ ذلتِ دنیا کی وجہ سے غمزدہ ہوں۔

جبرئیل امین نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری آسانی کے لیے میں کوہ احد سونے کا کردوں کہ خدا کے پاس کیا کچھ نہیں ہے؟

آپؐ نے فرمایا: نہیں۔

جبرئیل نے کہا: کیوں؟

آپؐ نے فرمایا: کیونکہ اللہ تعالیٰ دنیا کو پسند نہیں کرتا۔ اگر ایسا ہوتا تو کفار کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا۔

جبرئیل نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! گھر جائیے اور وہاں رکھے ہوئے غذا کے کاسہ کو اُٹھائیں۔ رسول اکرمؐ نے کاسہ اُٹھایا تو وہ ثرید اور گوشت سے بھرا ہوا تھا۔

جبرئیلؑ نے کہا: یا رسول اللہؐ! یہ کھانا آپ کھائیں، اپنے بیٹوں اور اہل بیتؑ کو کھلائیں۔ سب گھر والوں نے سیر ہو کر کھایا۔

راوی کہتا ہے: پھر وہ کھانا رسول اللہ نے ہمیں دیا۔ ہم نے بھی سیر ہو کر کھایا۔ وہ کاسہ ویسا کا ویسا ہی رہا۔

راوی کہتا ہے: ایسا با برکت کاسہ میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ پھر وہ کاسہ اوپر چلا گیا۔

اس وقت رسول خدا نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: "اگر یہ کاسہ رہ جاتا تو قیامت تک میری اُمت کا کوئی بھی فقیر بھوکا نہ رہتا۔" (۱)

(۱) بحار الانوار: ۴۳/۳۰۹۔

يا فاطمة إنّ أباك اليوم ضيفك!

۵ قال العلّامة المجلسیؒ:

وجدت فی بعض مؤلّفات أصحابنا أنّه روی مرسلاً عن جماعة من الصحابة قالوا: دخل النبیؐ دار فاطمةؑ فقال: يا فاطمة! إنّ أباك اليوم ضيفك.

فقالتْ: يا أبت! إنّ الحسن والحسين يطالبانی بشیء من الزاد فلم أجد لهما شيئاً يقتاتان به.

ثمّ إنّ النبیؐ دخل وجلس مع علی والحسن والحسين و فاطمةؑ، وفاطمةؑ متحيّرة ما تدری كيف تصنع.

ثمّ إنّ النبیؐ نظر إلی السماء ساعة وإذا بجبرئيلؑ قد نزل، وقال: يا محمّد! العلی الأعلی يقرئك السلام ويخصّك بالتحيّة والاكرام، ويقول لك: قل لعلی وفاطمة والحسن والحسين: أیّ شیء يشتهون من فواكه الجنة؟

فقال النبیؐ: يا علی! و يا فاطمة! ويا حسن! وياحسين! إنّ ربّ العزّة علم أنّكم جياع فأیّ شیء تشتهون من فواكه الجنّة؟

فأمسكوا عن الكلام ولم يردوا جواباً حياء من النبیؐ.

فقال الحسينؑ: عن إذنك يا أباه يا أمير المؤمنين! وعن إذنك يا أمّاه يا سيّده نساء العالمين! وعن إذنك يا أخاه الحسن الزكی! أختار لكم شيئاً من فواكه الجنّة؟

فقالوا جميعاً قل: يا حسين! ما شئت فقد رضينا بما تختاره لنا.
فقال: يا رسول الله! قل لجبرئيل: إنّا نشتهي رطباً جنياً.
فقال النبيؐ: قد علم الله ذلك.
ثمّ قال: يا فاطمة! قومي وادخلي البيت واحضري إلينا ما فيه.
فدخلت فرأت فيه طبقاًمن البلور، مغطّى بمنديل من السندس الأخضر، وفيه رطب جنى في غير أوانه.
فقال النبي: يا فاطمة! أنّى لك هذا؟
قالت: هو من عندالله، إنّ الله يرزق من يشاء بغير حساب كما قالت مريم بنت عمران.
فقام النبيؐ وتناوله وقدمه بين أيديهم.
ثمّ قال: بسم الله الرحمن الرحيم، ثم أخذ رطبة واحدة فوضعها في فم الحسينؑ فقال: هنيئاً مريئاً لك يا حسين!
ثمّ أخذ رطبة فوضعها في فم الحسنؑ وقال: هنيئاً مريئاً يا حسن!
ثمّ اخذ رطبة ثالثة فوضعها فاطمة الزهراءؑ وقال لها: هنيئاً مريئاً لك يا فاطمة الزهراء!
ثمّ أخذ رطبة رابعة فوضعها في فم عليؑ وقال: هنيئاً مريئاً لك يا علي!
ثمّ ناول علياً رطبة أخرى والنبيؐ يقول له: هنيئاً مريئاً لك يا علي!
ثمّ وثب النبيؐ قائماً ثمّ جلس ثمّ أكلوا جميعاً عن ذلك الرطب، فلمّا اكتفوا وشبعوا ارتفعت المائدة إلى السماء بإذن الله تعالى.

فقالت فاطمةُ: يا أبه! لقد رأيت اليوم منك عجباً.

فقال: يا فاطمة! أمّا الرطبة الأولى الّتى وضعتها فى فم الحسين، وقلت له: هنيئاً يا حسين، فانّى سمعت ميكائيل و إسرافيل يقولان: هنيئا لك يا حسين افقلت أيضاً موافقاً لهما فى القول.

ثمّ أخذت الثانية فوضعتها فى فم الحسن فسمعت جبرئيل وميكائيل يقولان: هنيئاً لك يا حسن! فقلت: أنا موافقاً لهما فى القول.

ثم أخذت الثالثة فوضعتها فى فمك يا فاطمة! فسمعت الحور العين مسرورين مشرفين علينا من الجنان وهو يقلن: هنيئاً لك يا فاطمة! فقلت موافقاً لهنّ بالقول.

ولمّا أخذت الرابعة فوضعتها فى فم على سمعت النداء من [قبل] الحق سبحانه وتعالى يقول: هنيئاً مريئاً لك يا على! فقلت: موافقاً لقول الله عزّوجلّ.

ثمّ ناولت علياً رطبة أخرى ثم أخرى وأنا أسمع صورت الحق سبحانه و تعالى يقول: هنيئاً مريئاً لك يا على!

ثمّ قمت إجلالاً لربّ العزّة جلّ جلاله، فسمعته يقول: يا محمّد! وعزّتى وجلالى ! لو ناولت علياً من هذه الساعة إلى يوم القيامة رطبة رطبة لقلت له: هينئاً مريئاً بغير انقطاع.

جانِ پدر! آج تمہارا والد تمہارا مہمان ہے
کیا مہمان کو کھانا کھلائیں گی؟

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں: میں نے ایسی کئی روایات دیکھی ہیں جو کہ علمائے شیعہ سے مروی ہیں۔

اُن کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ حضرت فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: اے بیٹی! آج آپ کا بابا آپ کا مہمان ہے۔

حضرت بی بی فاطمہؑ نے عرض کیا: بابا جان! آج حسنؑ اور حسینؑ کھانے کے لیے کچھ مانگ رہے تھے۔ میں نے گھر میں دیکھا تو کچھ نہ پایا۔

رسول اللہ حضرت علیؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے اور بیٹھ گئے۔ حضرت فاطمہؑ حیران ہو گئیں وہ نہیں جانتی تھیں کہ وہ اب کیا کریں۔

پھر آنحضرتؐ نے آسمان کی جانب دیکھا۔ جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہؐ! اللہ تعالیٰ آپؐ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سے پوچھو کہ وہ جنت کے کون سے میوے پسند کرتے ہیں؟

نبی کریمؐ سے شرم کی وجہ سے کسی نے کچھ بھی نہ کہا۔

امام حسینؑ نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ زہراء اور امام حسنؑ مجتبیٰ سے عرض کیا: اگر اجازت ہو تو جنت کے میوؤں سے میں میوہ پسند کروں۔

سب نے کہا: اے حسینؑ! آپ پسند کریں، ہمیں بھی پسند آئے گا۔

امام حسینؑ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپؐ جبرئیل سے کہیں کہ مجھے تازہ خرما پسند ہے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: خدا آپ کی درخواست جانتا ہے۔

پس اس کے بعد آنحضرتؐ نے جناب سیدہ سے فرمایا: بیٹی! اُٹھو کمرے میں جاؤ، وہاں جو غذا رکھی ہے وہ اُٹھالاؤ۔

اس وقت حضرت فاطمہؑ اُٹھیں اور کمرے میں گئیں، وہاں شیشے کی پلیٹ جو کہ سبز سندس کے کپڑے میں لپٹی تھی، اُس میں تازہ کھجور تھے۔

حضرت فاطمہؑ کہتی ہیں: خرما کی فصل کا موسم بھی نہیں تھا، حضرت فاطمہؑ وہ پلیٹ لے کر آئیں۔

حضرت رسولؐ اکرم نے پوچھا: اے فاطمہؑ! یہ غذا آپ کے پاس کہاں سے آئی؟

حضرت فاطمہؑ زہراء نے عرض کیا: اللہ کے ہاں سے، ''اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔''(۱) جیسے حضرت مریم بنت عمران کہا کرتی تھیں۔

پھر آنحضرتؐ اُٹھے اور وہ پلیٹ لے کر درمیان میں رکھی۔

پھر کہا: ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' پھر ایک دانہ لے کر امام حسینؑ کے منہ میں دیا اور فرمایا: اے حسینؑ! خدا تمہارے لیے مبارک کرے۔

پھر ایک دانہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے منہ میں دیا اور فرمایا: اے حسنؑ! خدا اسے تمہارے لیے مبارک کرے۔

پھر آپؐ نے تیسرا دانہ حضرت بی بی فاطمہؑ کے منہ میں دیا اور فرمایا: اے فاطمہؑ! خدا اسے تمہارے لیے مبارک کرے۔

پھر آپؐ نے چوتھا دانہ اُٹھا کر حضرت علیؑ کے منہ میں دیا اور فرمایا: اے علیؑ! خدا اسے تمہارے لیے مبارک کرے۔

پھر علیؑ نے دوسرا دانہ اُٹھایا تو رسول اللہؐ نے کہا: اے علیؑ! خدا اسے تمہارے لیے مبارک کرے۔

پھر رسول اللہ اپنی جگہ سے اُٹھے اور بیٹھے اس کے بعد ہم سب نے مل کر وہ رطب تناول فرمائی۔ پھر وہ مائدہ اللہ کے حکم سے آسمان کی طرف چلا گیا۔

حضرت فاطمہ عرض کرتی ہیں: بابا جان! آج ہم نے عجیب مشاہدہ کیا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! جب میں نے پہلا رطب حسینؑ کے منہ میں دیا اور کہا: اے حسینؑ! خدا اسے تمہارے لیے مبارک کرے۔ میں نے سنا کہ اس وقت میکائیل اور اسرافیل کہہ رہے تھے کہ حسینؑ خدا اسے تمہارے لیے مبارک کرے تو میں نے اُن کی متابعت میں یہ جملے کہے۔

پھر جب میں نے دوسرا رطب اُٹھا کر حسینؑ کے منہ میں ڈالا تو اُس وقت مجھے جبرئیل اور میکائیل کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہے تھے کہ حسنؑ خدا اسے تمہارے لیے مبارک کرے۔ تو میں نے اُن فرشتوں کی متابعت میں وہ جملہ کہا۔

پھر جب میں نے تیسرا رطب اُٹھا کر فاطمہ تمہارے منہ میں رکھا تو اس وقت مجھے حور العین کی آواز سنائی دی، جو جنت سے باہر نکل کر کہہ رہی تھیں: اے فاطمہؑ! خدا اسے تمہارے لیے فائدہ مند کرے تو اُن کی متابعت میں میں نے کہا۔

اور جب مَیں نے چوتھا رطب اُٹھا کر حضرت علیؑ کو دیا تو اس سے پہلے مجھے حق تعالیٰ کی آواز سنائی دی جو کہہ رہے تھے: اے علیؑ! اس میں تمہارے لیے فائدہ ہو۔ میں نے اللہ عزوجل کی موافقت کی۔

پھر جب میں نے علیؑ کو دوسرا رطب دیا، تو اس وقت بھی حق تعالیٰ کی آواز سنائی دی کہ یہ تمہارے لیے مبارک ہو اے علیؑ!

پھر میں حق تعالیٰ کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوا۔ اس وقت خدا نے مجھے کہا کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر قیامت تک تم علیؑ کو رطب دیتے رہتے تو میں ہمیشہ یہی کہتا رہتا۔

ما عندك يا بنت رسول الله؟

﴿٢﴾ تفسير أبي يوسف: يعقوب بن سفيان وعليّ بن حرب الطائي ومجاهد بأسانيدهم عن ابن عبّاس وأبي هريرة، وروى جماعة من عاصم بن كليب عن أبيه ـ واللفظ ـ عن أبي هريرة أنّه جاء رجل إلى رسول اللهؐ فشكا إليه الجوع، فبعث رسول اللهؐ إلى أزواجه فقلن: ما عندنا إلّا الماء.

فقالؐ: من لهذا الرجل الليلة؟

فقال أمير المؤمنينؑ: أنا يا رسول الله! فأتى فاطمةؑ وسألها: ما عندك يا بنت رسول الله؟

فقالت: ما عندنا إلّا قوت الصبية لكنّا نؤثر ضيفنا به،

فقال عليؑ: يا بنت محمّد انومي الصبية واطفئ المصباح.

وجعلا يمضغان بألسنتها فلمّا فرغ من الأكل أتت فاطمةؑ بسراج فوجد الجفنة مملوءة من فضل الله، فلمّا أصبح صلّى مع النبيؐ، فلمّا سلّم النبيؐ من صلاته نظر إلى أمير المؤمنينؑ وبكى بكاء شديداً وقال: يا أمير المؤمنين! لقد عجب الربّ من فعلكم البارحة، اقرأ:

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾[1]

(١) الحشر:٩

أی مجاعة (وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ) يعنى علياً وفاطمة والحسن والحسين (فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ)(۱)

المفيد، عن محمّد بن الحسن المقوى عن محمّد [بن حسن] (۲) بن سهل العطّار، عن أحمد بن عمر الدهقان، عن محمّد بن كثير، عن عاصم بن كليب، عن أبيه، عن أبى هريرة قال:

جاء رجل إلى النبيّ فشكا إليه الجوع، فبعث رسول اللهؐ إلى بيوت أزواجه.

فقلن: ما عندنا إلّا الماء.

فقال رسول اللهؐ: من لهذا الرجل الليلة؟

فقال علىّ بن أبى طالبؑ: أنا له يا رسول الله!

وأتى فاطمةؑ فقال لها: ما عندك يابنت رسول الله؟

فقالت: ما عندنا إلّا قوت الصبيّة [لكنّا] (۳) نؤثر ضيفنا.

فقال علىّ: يا ابنة محمّدا نومى الصبية واطفئ المصباح.

فلمّا أصبح علىّ غدا على رسول اللهؐ فأخبره الخبر، فلم يبرح حتّى أنزل الله عزّوجلّ:

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۴)(۵) [الحشر]

(۱) بحارالأنوار: ۲۸/۴۱.

(۲) من للصدر.

(۳) من للصدر

(۴) سورة الحشر

(۵) أمالى الطوسى: ۱۱۶، بحارالأنوار: ۳۲/۴۱ الحديث: ۲.

اے دُخترِ رسولؐ!
کیا آپؑ کے پاس کوئی چیز موجود ہے؟

بحذفِ اسناد۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ ایک شخص ایک دن رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے بھوک کی شکایت کی۔ آپؐ اُٹھے اور اپنی ازواج سے پوچھا: کھانے کو کچھ ہے؟ ازواج نے جواب دیا: یارسول اللہؐ! ہمارے پاس پانی کے علاوہ کچھ نہیں؟

رسول اکرمؐ آئے اور لوگوں سے کہا: کون ہے، جو آج رات اس شخص کی مہمان نوازی کرے؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ میں حاضر ہوں۔

اُس وقت حضرت علیؑ اُٹھے اور گھر آئے اور حضرت فاطمہؑ سے پوچھا: کھانے کے لیے کچھ ہے؟

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا: صرف بچوں کے لیے تھوڑا سا کھانا موجود ہے۔

حضرت علیؑ نے کہا: ایسا کرتے ہیں، بچوں کو سُلا دیتے ہیں اور چراغ بجھا دیتے ہیں۔

حضرت علیؑ اور مہمان نے کھانا کھایا تو اُس وقت چراغ بجھا دیا گیا۔ جب مہمان نے کھانا کھا لیا تو اُس وقت حضرت سیدہؑ نے چراغ جلا کر دیکھا تو بفضلِ خدا برتن کھانے سے پُر تھا۔

جب صبح ہوئی تو حضرت علیؑ مسجد میں نمازِ فجر کے لیے گئے تو جیسے ہی رسول اللہؐ

نے اُن کو دیکھا تو شدید گریہ کیا اور فرمایا: علیؑ! کل رات آپؑ نے جو کچھ کیا اس پر خدا بہت خوش ہوا اور اس نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ [الحشر]

''وہ اپنے اُوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود ضرورت مند ہوتے ہیں اور جنہیں ان کے نفس کے بخل سے بچالیا جائے تو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں اور اس آیت کے مصداق آپؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ ہو۔''(۱)

(۱)۔ بحارالانوار، جلد:۳۶/۳۸

لو أتيت أباك فسألتيه خادماً

۞ أحمد بن الحسن القطّان، عن الحسن بن علیّ السکریّ، عن الحکم بن أسلم، عن ابن علیّة، عن الحریریّ، عن أبی الورد بن ثمامة، عن علیّ صلوات الله علیه أنّه قال لرجل من بنی سعد: ألا أحدّثك عنّی وعن فاطمة؟

إنّها کانت عندی، وکانت من أحبّ أهله إلیه و إنّها استقت بالقربة حتّی أثّر فی صارها، وطحنت بالرّحی حتّی مجلت یداها، وکسحت البیت حتّی اغبرّت ثیابها، وأوقدت النار تحت القدر حتّی دکنت ثیابها، فأصابها من ذلك ضرر شدید.

فقلت لها: لو أتیت أباك فسألتیه خادماً یکفیك حرّما أنت فیه من هذا العمل.

فأتت النبیّ، فوجدت عنده حدّاثاً، فاستحت فانصرفت.

قال: فعلم النبیّ أنّها جاءت لحاقة.

قال: فغدا علینا و نحن فی لفاعنا، فقال: السلام علیکم.

فسکتنا واستحیینا لمکاننا.

ثمّ قال: السلام علیکم، فسکتنا.

ثمّ قال: السلام علیکم.

فخشینا إن لم نرد علیه أن ینصرف، وقد کان یفعل ذلك،

يسلّم ثلاثاً، فان أذن له وإلّا انصرف.

فقلت: وعليك السلام يا رسول الله! ادخل.

فلم يعد أن جلس عند رؤوسنا، فقال: يا فاطمة! ما كانت حاجتك أمس عند محمّد؟

قال: فخشيت إن لم تجبه أن يقوم.

قال: فأخرجت رأسي، فقلت: أنا والله؛ أخبرك يا رسول الله! أنه استقت بالقربة حتّى أثّر فى صدرها، وجرّت بالرحى حتّى مجلت يداها، وكسحت البيت حتّى اغبرّت ثيابها، وأوقدت تحت القدر حتّى دكنت ثيابها.

فقلت لها: لو أتيت أباك، فسألتيه خادماً يكفيك حرّما أنت فيه من هذا العمل.

قالؐ: افلا أعلّمكما ما هو خير لكما من الخادم؟ إذا أخذتما منامكما فسبّحا ثلاثاً و ثلاثين، واحمدا ثلاثاً وثلاثين، وكبّرا أربعاً وثلاثين.

قال: فأخرجتْ رأسها، فقالت: رضيت عن الله ورسوله، رضيت عن الله ورسوله، رضيت عن الله ورسوله.[1]

---

(۱) بحارالأنوار:۸۵/۳۲۹و۳۳۰الحدیث۷،عن العلل.

آپؑ اپنے والد کے پاس جائیں

اور

خادمہ کا مطالبہ کریں

بحذف اسناد۔

ابو الورد بن ثمامہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک مرتبہ بنی سعد کے کسی شخص سے کہا کہ میں تجھے فاطمہؑ زہراءؑ کا حال سناتا ہوں کہ چکی پیتے پیتے اُن کے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے تھے، گھر میں جاروب کشی سے کپڑے میلے ہو جاتے تھے، چولھے میں آگ روشن کرتے کرتے اُن کے کپڑے دھوئیں کی رنگت کے ہو جاتے تھے۔ تو میں نے اُن سے کہا: اپنے پدر بزرگوار سے کہو کہ وہ تمہیں کوئی کنیز دے دیں تا کہ تمہیں اِن مشقتوں سے چھٹکارا ملے۔ میرے کہنے پر وہ نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، مگر دیکھا کہ آپؐ لوگوں سے مصروف گفتگو ہیں۔ زہراءؑ واپس آ گئیں۔

دوسرے دن جناب رسولؐ خدا، فاطمہؑ زہراء کے پاس خود ہی تشریف لے آئے

اور پوچھا:

''بیٹی! کل آپؑ میرے پاس کیوں آئیں تھیں؟''

جناب فاطمہؑ زہراءؑ تو کچھ نہ بولی: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! چکی پیتے پیتے اِن کے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے ہیں، گھر میں جاروب کشی کرتے اور چولھے میں آگ روشن کرتے کرتے دھوئیں سے اِن کے کپڑے میلے ہو گئے ہیں اس لیے میں نے اِن سے کہا تھا کہ جاؤ اپنے پدر بزرگوار سے کہو کہ وہ کسی خادمہ کا انتظام فرما دیں گے تو آپ

کو ان مشقتوں سے چھٹکارا مل جائے گا، اس لیے آپؐ کے پاس گئی تھیں۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: میں تم دونوں کو ایسی چیز کیوں نہ تعلیم کر دوں، جو خدمتگار سے کہیں بہتر ہو۔ یہ کہ جب تم سونے کے لیے جایا کرو تو تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ (۳۳) مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔

جنابِ فاطمۂ زہراؑ نے عرض کیا: بابا جان! میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کے حکم پر راضی ہوں۔ (۱)

(۱) بحار الانوار: ۸۵/ ۳۲۹، ۳۳۰۔ حدیث: ۷ بحوالہ علل الشرائع۔

یا فاطمة! قومی!
فوالدك يريد القضيب الممشوق!

الطالقانی، عن محمّد بن حمدان الصيدلانیّ، عن محمّد بن مسلم الواسطیّ، عن محمّد بن هارون، عن خالد الحذّاء، عن أبی قلابة، عن عبدالله زيد الجرمیّ، عن ابن عباس، قال:

لمّا مرض رسول اللهؐ وعنده أصحابه قام إليه عمّار بن ياسر، فقال له: فداك أبی و أمّی يا رسول الله! من يغسّلك منّا إذا كان ذلك منك؟

قال: ذاك علیّ بن أبی طالبؑ، لأنّه لا يهمّ بعضو من أعضائی إلّا أعانته الملائكة على ذلك.

فقال له: فداك أبی وأمّی يا رسول الله! فمن يصلّی عليك منّا إذا كان ذلك منك؟

قال: مه! رحمك الله.

ثمّ قال لعلیّ: يابن أبی طالب! إذا رأيت روحی قد فارقت جسدی فاغسلنی، وانق غسلی، وكفّنی فی طمری هاذين، أوفی بياض مصرو برديمان، ولا تغال فی كفنی، واحملونی حتّى تضعونی على شفير قبری.

فأوّل من يصلّی علیّ الجبّار جلّ جلاله من فوق عرشه، ثمّ

جبرئيل وميكائيل وإسرافيل فی جنود من الملائكة لا يحصى عددهم إلّا الله جلّ وعزّ، ثمّ الحافّون بالعرش، ثمّ سكّان أهل سماء، فسماء ثمّ جلّ أهل بيتى ونسائى الأقربون فالأقربون يؤمنون إيماء ويسلّمون تسليماً، لا يؤذونى بصوت نادية ولا مزنّة.

ثمّ قال: يا بلال! هلمّ علىّ بالناس.

فاجتمع الناس، فخرج رسول الله ﷺ متعصّباً بعمامته، متوكيّاً على قوسه حتّى صعد المنبر، فحمد الله وأثنى عليه، ثم قال:

معاشر أصحابى! أىّ نبىّ كنت لكم؟

ألم أجاهد بين أظهركم؟

ألم تكسر رباعيّتى؟

ألم يعفر جبينى؟

ألم تسل الدماء على حرّ وجهى حتى كنفت لحيتى؟

ألم أكابد الشدّه والجهد مع جهّال قومى؟

ألم أربط حجر المجاعة على بطنى؟

قالوا: بلى؛ يا رسول الله! لقد كنت لله صابراً، وعن منكر بلاء الله ناهياً، فجزاك الله عنّا أفضل الجزاء.

قال: وأنتم فجزاكم الله.

ثمّ قال: إنّ ربّى عزّوجلّ حكم وأقسم أن لا يجوزه ظلم ظالم، فناشدتكم بالله أىّ رجل منكم كانت له قبل محمّد مظلمة إلّا قام فليقتصّ منه، فالقصاص فى دار الدنيا أحبّ إلىّ من القصاص فى دار الآخرة على رؤوس الملائكة والأنبياء.

فقام إليه رجل من أقصى القوم يقال له: ((سوادة بن قيس))

فقال له:فداك أبي و أمّي يا رسول الله! إنّك لمّا أقبلت من الطائف استقبلتك، وأنت على ناقتك العضباء، وبيدك القضيب الممشوق، فرفعت القضيب وأنت تريد الراحلة، فأصاب بطني، فلا أدري عمداً أو خطأ.

فقال: معاذ الله! أن أكون تعمّدت.

ثمّ قال: يا بلال! قم إلى منزل فاطمة ؑ فأتني بالقضيب الممشوق.

فخرج بلال، وهو ينادي في سكك المدينة: معاشر الناس! من ذا الّذي يعطي القصاص من نفسه قبل يوم القيامة؟! فهذا محمّد ﷺ يعطي القصاص من نفسه قبل يوم القيامة.

وطرق بلال الباب على فاطمة ؑ، وهو يقول: يا فاطمة! قومي! فوالدك يريد القضيب الممشوق.

فأقبلت فاطمة ؑ وهي تقول: يا بلال وما يصنع والدي بالقضيب، وليس هذا يوم القضيب؟

فقال بلال: يا فاطمة! أما علمت أنّ والدك قد صعد المنبر وهو يودّع أهل الدين والدنيا.

فصاحت فاطمة ؑ، وقالت: واغمّاه لغمّك يا أبتاه! من للفقراء والمساكين وابن السبيل؟ يا حبيب الله وحبيب القلوب!

ثمّ ناولت بلالاً القضيب، فخرج حتّى ناوله رسول الله ﷺ.

فقال: رسول الله ﷺ: أين الشيخ؟

فقال الشيخ: ها أنا ذا يا رسول الله! بأبي أنت وأمّي.

فقال: تعال: فاقتصّ منّي حتى ترضى.

فقال الشيخ: فاكشف لي عن بطنك يا رسول الله!

فكشفﷺ عن بطنه.

فقال الشيخ: بأبي أنت وأمّى يا رسول الله! أتأذن لى أن أضع

مى على بطنك؟

فأذن له، فقال: أعوذ بموضع القصاص من بطن رسول اللهﷺ

ن النار يوم النار.

فقال رسول اللهﷺ: يا سوادة بن قيس! أتعفو أم تقصّ؟

فقال: بل أعفو يا رسول الله!

فقالﷺ: اللهمّ اعف عن سوادة بن قيس كما عفى عن نبيّك محمّد.

ثمّ قام رسول اللهﷺ، فدخل بيت أمّ سلمة، وهو يقول: ربّ!

سلّم أمّة محمّد من النار، ويسّر عليهم الحساب.

فقال أمّ سلمة: يا رسول الله! مالى أراك مغموماً متغير اللون؟

فقال: نعيت إلىّ نفسى هذه الساعة، فسلام لك فى الدنيا،

فلا تسمعين بعد هذا اليوم صوت محمّد أبداً.

فقالت أمّ سلمة: واحزناه! حزناً لا تدركه الندامة عليك يا

محمّداه!

ثم قالﷺ: ادع لى حبيبة قلبى وقرّة عينى فاطمةؓ تجىء.

فجاءت فاطمةؓ، وهى تقول: نفسى لنفسك الفداء، ووجهى

لوجهك الوقاء يا أبتاه! ألا تكلّمنى كلمة؟ فانّى أنظر إليك وأراك

مفارق الدنيا، وأرى عساكر الموت تغشاك شديداً.

فقال لها: يا بنيّة! إنّى مفارقك، فسلام عليك منّى.

قالت: يا أبتاه! فأين الملتقى يوم القيامة؟

قال: عند الحساب.

قالت: فان لم ألقك عند الحساب؟

قال: عند الشفاعة لأمّتى.

قالت: فان لم ألقك عند الشفاعة لأمّتك؟

قال: عند الصراط، جبرئيل عن يمينى، وميكائيل عن يساري، والملائكة من خلفى وقدّ اى ينادون: ربّ! سلّم أمّة محمد من النار، ويسّر عليهم الحساب.

قالت فاطمةؑ: فأين والدتى خديجة؟

قال: فى قصرله أربة أبواب إلى الجنّة.

ثمّ أغمى على رسول اللهؐ، فدخل بلال، وهو يقول: الصلاة رحمك الله.

فخرج رسول اللهؐ وصلّى بالناس خفّف الصلاة، ثمّ قال: ادعوا لى علىّ بن أبى طالبؑ وأسامة بن زيد.

فجاءا، فوضعَ يده على عاتق علىّ والأخرى على أسامة، ثمّ قال: انطلقابى إلى فاطمةؑ.

فجاء ابه حتّى وضع رأسه فى حجرها، فإذاً الحسن والحسينؑ يبكيان ويصطر خان وهما يقولان: أنفسنا لنفسك الفداء، ووجوهنا لوجهك الوقاء.

فقال رسول اللهؐ: من هذان يا علىّ؟

قال: هذان ابناك: الحسنؑ والحسينؑ.

فعانقهما وقبّلهما، وكان الحسنؑ أشدّ بكاء.

فقال له: كفّ يا حسن! فقد شققت على رسول اللهؐ.

فنزل ملك الموتؑ، وقال: السلام عليك يا رسول الله!

قال: وعليك السلام يا ملك الموت! لى إليك حاجة.

قال: وما حاجتك يا نبى الله؟

قال: حاجتى أن لا تقبض روحى حتّى يجيئنى جبرئيل، فيسلّم علىّ وأسلّم عليه.

فخرج ملك الموت، وهو يقول: يا محمّداه! فاستقبله جبرئيل فى الهواء، فقال: يا ملك الموت! قبضت روح محمّدٍ؟

قال: لا يا جبرئيل! سألنى أن لا أقبضه حتّى يلقاك، فتسلّم عليه ويسلّم عليك.

فقال: جبرئيل: يا ملك الموت! أما ترى أبواب السماء مفتّحة لروح محمّدٍ؟ أما ترى الحور العين قد تزيّن لروح محمّدٍ؟

ثمّ نزل جبرئيلُ فقال: السلام عليك يا أبا القاسم!

فقال: وعليك السلام يا جبرئيل، أُدن منّى حبيبى جبرئيل.

فدنا منه، فنزل ملك الموت.

فقال له جبرئيل: يا ملك الموت! حفظ وصيّة الله فى روح محمدٍ وكان جبرئيل عن يمينه، وميكائيل عن يساره وملك الموت أخذ بروحهٍ.

فلمّا كشف الثوب عن وجه رسول اللهً نظر إلى جبرئيل، فقال له: عند الشدائد تخذلنى؟

فقال: يا محمّد! إنّك ميّت وإنهم ميّتون

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔(۱)(۲)

(۱) آل عمران: ۱۸۵.

(۲) بحار الأنوار: ۲۲/ ۵۰۷۔ ۵۱۱، الحديث ۹، عن أمالى الصدوق.

فروی عن ابن عبّاس: أنّ رسول اللهّ فی ذلك المرض كان يقول: ادعوا لی حبيبی.

فجعل يدعی له رجل بعد رجل، فيعرض عنه، فقيل لفاطمةؑ: امضی إلی علی، فما نری رسول اللهّ يريد غير علی.

فبعث فاطمة إلی علیّ، فلمّا دخل فتح رسول اللهّ عينيه وتهلل وجهه ثمّ قال: إلیّ يا علی! إلیّ يا علی!

فما زال يدنيه حتّی أخذه بيده وأجلسه عند رأسه، ثمّ اغمی عليه، فجاء الحسنؑ والحسينؑ يصيحان ويبكيان حتّی وقعا علی رسول اللهّ فأراد علیّ أن ينحيهما عنه. فأفاق رسول اللهّ، ثم قال: يا علی! دعنی أشمهما ويشمانی، وأتزود منهما، ويتزودان منّی، أما إنّهما سيظلمان بعدی ويقتلان ظلماً، فلعنة الله علی من يظلمهما، يقول ذلك ثلاثاً.

ثمّ مد يده إلی علیّ فجذبه إليه حتّی أدخله تحت ثوبه الّذی كان عليه، ووضع فاه علی فيه، وجعل يناجيه مناجاة طويلة حتّی خرجت روحه الطيّبة، صلوات الله عليه وآله، فانسل علیّ من تحت ثيابه وقال: أعظم الله أورکم فی نبيّكم، فقد قبضه الله إليه.

فارتفعت الأصوات بالضجة والبكاء.

فقيل لأمير المؤمنينؑ: ما الّذی ناجاك به رسول اللهّ حين أدخلك تحت ثيابه؟ فقال: علّمنی ألف باب، يفتح لی كلّ باب ألف باب.

فاطمہؑ! اُٹھیں،
آپؐ کے والد ماجد عصائے ممشوق مانگ رہے ہیں

بحذف اسناد۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: جب رسولِ خداؐ بیمار ہوئے تو اصحاب کا ایک گروہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان اشخاص میں سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ سے پوچھا: اے رسولِ خداؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! اگر کوئی حادثہ پیش آ جائے تو ہم میں سے آپ کو غسل کون دے گا؟

آپؐ نے فرمایا: یہ علی ابن ابی طالبؑ کا فریضہ ہے۔ اور جب وہ میرے اعضاء میں سے کسی بھی عضو کو غسل دینا چاہے گا تو فرشتے اس کام میں اس کی معاونت کریں گے۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ عرض کیا: اے رسولِ خداؐ! اگر خدانخواستہ یہ حادثہ پیش آ گیا تو آپؐ پر نماز کون پڑھائے گا؟

آپؐ نے فرمایا: چپ ہو جاؤ! اللہ تم پر رحمت نازل کرے۔

پھر آپؐ نے حضرت علیؑ کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: اے پسر ابو طالبؑ! جب دیکھو کہ میری جان میرے جسم سے نکل چکی ہے تو مجھے اچھی طرح سے غسل دینا اور مجھے ان دو پارچوں کا کفن دینا یا سفید مصری کپڑے اور یمانی چادر کا کفن دینا لیکن خیال رکھنا میرا کفن زیادہ قیمتی نہ ہو، پھر مجھے میری قبر کے کنارے لے جانا۔

سب سے پہلے خداوند بزرگ و برتر بالائے عرش سے مجھ پر درود بھیجے گا پھر

جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور دوسرے فرشتوں کی صفیں جن کی تعداد خدا کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں مجھ پر نماز پڑھیں گے، پھر عرش کے گرد رہنے والے فرشتے اور پھر اہلِ آسمان بالترتیب میری نمازِ جنازہ ادا کریں گے۔ پھر میرے تمام خاندان کے افراد اور پھر ازواج اور تمام قرابت دار میری نماز ادا کریں گے اور سلام بھیجیں گے مگر خیال رہے بہت زیادہ گریہ وغم کی آواز سے مجھے تکلیف نہ پہنچائیں۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اے بلالؓ لوگوں کو جمع کرو۔

لوگ مسجد میں جمع ہو گئے۔ رسولِ خداؐ نے سر پر عمامہ رکھا اور اپنے عصا کا سہارا لے کر اپنے منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد آپؐ نے فرمایا:

"اے میرے اصحاب! میں آپ کے لیے کیسا پیغمبر تھا؟
کیا میں نے آپ کے ساتھ رہ کر جہاد نہیں کیا؟
کیا میرے دندان شہید نہیں ہوئے؟
کیا میری پیشانی زخمی نہیں ہوئی؟
کیا میرے چہرے پر خون نہیں بہا، جس سے میری داڑھی بھر گئی تھی؟
کیا میں نے اس قوم کے نادانوں کی سختی برداشت نہیں کی؟
کیا میں نے بھوک سے تمہارے ساتھ پیٹ پر پتھر نہیں باندھے؟"

سب نے کہا: کیوں نہیں، یا رسول اللہؐ! آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے لیے بہت سختیاں برداشت کی ہیں، بہت سی مصیبتوں کا سامنا کیا ہے، اللہ آپؐ کو ہم سے بہتر جزا عطا کرے گا۔

آپؐ نے فرمایا: اللہ تم سب کو بھی جزائے خیر عطا کرے۔

آپؐ نے فرمایا:

"میرے پروردگار کا حکم ہے، وہ قسم کھا چکا ہے کہ ہر ظالم سے اس کے ظلم کا بدلہ ضرور لیا جائے گا۔ تمہیں اللہ کی قسم جو شخص بھی محمدؐ پر کوئی حق رکھتا ہو تو وہ اٹھ کر مجھ سے قصاص لے لے، کیونکہ میں دنیا میں قصاص دینا زیادہ اچھا سمجھتا ہوں بجائے اس کے کہ آخرت کے دن تمام فرشتوں اور انبیاء کے سامنے تمہارا قصاص ادا کروں۔"

اس اثناء میں سوادہ بن قیس نامی ایک آدمی مجمع کے آخر سے اُٹھا اور عرض کیا: اے رسولِ خدا! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں! جب آپؐ طائف سے واپس آئے تھے تو میں آپؐ کے سامنے آیا تھا۔ آپؐ اس وقت اپنی اونٹنی عضباء پر سوار تھے آپؐ کے ہاتھ میں عصائے ممشوق تھا۔ آپؐ نے اپنی سواری کو حرکت دینے کے لیے اسے تازیانہ مارا تھا۔ اس وقت وہ تازیانہ میرے پیٹ پر لگا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ آپؐ نے ایسا عمداً کیا تھا یا سہواً؟

آپؐ نے فرمایا: میں عمداً ایسا کرنے سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اے بلالؓ! جاؤ فاطمہؑ کے گھر سے عصائے ممشوق لے آؤ۔

حضرت بلالؓ مدینہ کی گلیوں میں یہ صدا دیتے ہوئے جا رہے تھے۔ اے لوگو! کون ایسا ہے، جو قیامت کے دن سے پہلے اپنا قصاص خود دے کر جائے؟ یہ محمدؐ ہیں جو مرنے اور قیامت سے پہلے اپنا قصاص خود دے کر جا رہے ہیں۔ حضرت بلالؓ نے دروازۂ فاطمہؑ پر پہنچ کر دستک دی۔ اور کہا: اے فاطمہ! آپؑ کے بابا عصائے ممشوق طلب کر رہے ہیں۔

حضرت فاطمہؑ دروازہ پر آگئیں اور پوچھا: اے بلالؓ! میرے بابا تازیانہ کیوں

طلب کر رہے ہیں؟ آج تو تازیانہ ہاتھ میں لینے کا دن بھی نہیں ہے۔

حضرت بلالؓ نے کہا: اے بی بی! کیا آپ کو نہیں معلوم آپؐ کے بابا اس وقت منبر پر جلوہ افروز ہیں اور اہلِ دین و دنیا سے وداع کر رہے ہیں۔

یہ سن کر حضرت فاطمہؑ نے چیخ بلند کی اور کہا: ہائے یہ غم، ہائے بابا جان آپ کا غم۔ اے میرے پیارے بابا! آپؐ کے بعد فقراء و مساکین کا سرپرست کون ہوگا؟

تب آپؐ نے وہ تازیانہ حضرت بلالؓ کے حوالے کیا اور حضرت بلالؓ نے وہ تازیانہ رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر کیا۔

آپؐ نے فرمایا: وہ آدمی کہاں ہے؟

سوادہ بن قیس کھڑا ہو گیا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا: آؤ اپنا قصاص لے لو۔

اس نے کہا: اے رسولِ خداؐ! اپنا شکم برہنہ کریں۔

آپؐ نے شکم سے کپڑا ہٹایا۔

تب اس شخص نے عرض کیا: اے رسولِ خداؐ! کیا مجھے اجازت ہے کہ میں آپ کے شکم مبارک پر بوسہ دوں؟

آپؐ نے اجازت دے دی۔ اس نے آپؐ کے شکم پر بوسہ لیا اور کہا: میں خدا سے پناہ چاہتا ہوں کہ میں شکمِ رسولؐ سے قصاص لوں۔

آپؐ نے فرمایا: اے سوادہ بن قیس! کیا تم اپنا بدلہ لینا چاہتے ہو یا معاف کرنا چاہتے ہو؟

اس نے عرض کیا: اے رسولِ خداؐ! میں نے معاف کیا۔

رسولِ خداؐ نے فرمایا: خدایا! سوادہ بن قیس کو معاف فرما جیسے اس نے تیرے رسول کو معاف کیا ہے۔

تب آپؐ اُٹھے اور اُمّ سلمہ کے گھر چلے گئے۔ اس وقت آپ فرما رہے تھے: اے اللہ! اُمتِ محمدؐ کو آتشِ دوزخ سے نجات دے اور ان پر حساب آسان فرما۔

اُمّ سلمہ نے آپؐ سے کہا: اے رسولِ خدا! کیا بات ہے آپ غمگین ہیں اور آپؐ کے چہرہ مبارک کا رنگ بھی متغیر ہے۔

آپؐ نے فرمایا: میں نے ابھی اپنی وفات کی خبر سنی ہے، آپ پر اس دنیا میں سلام ہو۔ آج کے بعد آپ آواز محمدؐ کبھی نہیں سن سکیں گی۔

اُمّ سلمہؓ نے جب یہ سنا تو کہا: ہائے محمدؐ! آپؐ کے غم سے میرا دل پھٹا جاتا ہے۔

پھر رسولِ خدا نے اُمّ سلمہ سے فرمایا: میری نورِ نظر بیٹی فاطمہ کو بلاؤ۔

جنابِ فاطمہ تشریف لائیں اور کہا: میری جان آپ پر قربان۔ اے بابا جان! مجھ سے بات کریں۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ ہمیں چھوڑ کر اس دنیا سے جا رہے ہیں اور موت کے لشکر نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: میری بیٹی! میں تم سے جدا ہو رہا ہوں تم پر سلام ہو۔

انہوں نے عرض کیا: بابا جان! قیامت کے دن کہاں ملاقات ہوگی؟

آپؐ نے فرمایا: حساب میں

انھوں نے عرض کیا: اگر آپؐ وہاں نہ ملے؟

آپؐ نے فرمایا: تو امت کی شفاعت کے وقت۔

انہوں نے پوچھا: اگر آپؐ مجھے وہاں بھی نہ ملے؟

آپؐ نے فرمایا: تو پھر پل صراط کے کنارے ملاقات ہوگی، جب جبرائیل میرے دائیں جانب، میکائیل بائیں جانب اور دیگر فرشتے میرے آگے اور پیچھے ہوں گے اور فریاد کر رہے ہوں گے: بارالہا! امت محمدؐ کو دوزخ سے نجات دے اور ان پر حساب آسان فرما۔

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا: میری ماں خدیجہؓ کہاں ہوں گی؟

آپؐ نے جواب دیا: جنت کے ایک محل میں جس کے چار دروازے ہوں گے۔

رسول خداؐ بے ہوش ہو گئے۔ اس وقت حضرت بلالؓ نے نماز کے وقت کی اطلاع دی۔

رسول خداؐ نماز کے لیے باہر آئے اور مختصر نماز پڑھائی اور کہا: اسامہ اور علیؑ کو بلاؤ۔

جب یہ دونوں اشخاص آئے تو آپؐ نے ایک ہاتھ اسامہ کے کندھے پر رکھا اور دوسرا علیؑ کے کندھے پر اور فرمایا: مجھے فاطمہؑ کے پاس لے چلو۔

وہ دونوں آپؐ کو حضرت فاطمہؑ کے پاس لے آئے۔ جب آپؐ حضرت فاطمہؑ کے پاس پہنچے تو اپنا سر ان کی گود میں رکھ دیا۔ اسی اثنا میں حسنؑ و حسینؑ آ گئے۔ آپؐ دونوں رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے ہماری جان آپؐ پر قربان۔

رسول خداؐ نے فرمایا: علیؑ جان یہ کون ہیں؟

انہوں نے فرمایا: یہ آپؐ کے فرزند حسنؑ و حسینؑ ہیں۔

آپؐ نے انہیں آغوش میں لیا اور پیار کیا۔ حضرت حسنؑ زیادہ رو رہے تھے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا: اے حسنؑ! بس کرو آپ کا رونا رسول خداؐ پر گراں گزرتا ہے۔

اس وقت ملک الموت نازل ہوئے اور کہا: السلام علیك یا رسول اللہ!

رسول اللہ خداؐ نے فرمایا: آپؐ پر بھی سلام ہو اے فرشتہ مرگ!

مجھے آپ سے ایک حاجت ہے۔

اس نے عرض کیا: کیا حاجت ہے؟ اے رسول خداؐ!

آپؐ نے فرمایا: حاجت یہ ہے کہ میری جان تب تک مت لینا جب تک میرا دوست جبرئیل نہ آ جائے۔ وہ مجھے سلام کر لے میں اس کو سلام کر لوں۔

ملک الموت یا محمدؐ کہتے ہوئے باہر چلا گیا۔ اس کی ملاقات ہوا میں جبرئیل سے ہوئی، جبرائیل نے اس سے کہا: اے ملک الموت! آپ نے اب تک روح محمدؐ قبض کیوں نہیں کی؟

اس نے جواب دیا: نہیں اے جبرئیلؑ! ان کی خواہش تھی کہ وہ پہلے آپ سے ملاقات کرلیں۔ آپ انہیں سلام کریں وہ آپ پر سلام کریں۔

جبرئیل نے کہا: اے فرشتۂ مرگ! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آسمان کے دروازے روحِ محمدؐ کے لیے کھولے جاچکے ہیں اور حورانِ بہشتی نے خود کو روحِ محمدؐ کے استقبال کے لیے آراستہ کیا ہوا ہے۔

تب جبرئیل نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: آپ پر سلام ہو اے ابا القاسمؐ!

پیغمبرؐ خدا نے فرمایا: آپ پر بھی سلام ہو اے جبرئیلؑ! اے میرے دوست! میرے قریب۔

جبرئیل آپؐ کے نزدیک آگئے اور ملک الموت سے کہا: اے ملک الموت! اب روحِ محمدؐ کے بارے میں اللہ کے فرمان پر عمل کریں۔

ملک الموت نے اس حالت میں آپؐ کی روح قبض کی کہ جبرائیل رسولِ خدا کی دائیں جانب میکائیل بائیں جانب۔

جب رسولؐ خدا کے چہرے سے رومال ہٹایا گیا تو آپؐ نے جبرئیل کی طرف دیکھا اور فرمایا: کیا اس سختی کے وقت اپنا ہاتھ کھینچ رہے ہو؟

اس نے عرض کیا: اے رسولِ خدا! آپؐ نے بھی مرنا ہے۔ سب نے مرنا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۔(1) [آل عمران:۱۸۵]

ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ جب رسولؐ خدا بیمار تھے تو آپؐ نے فرمایا: میرے حبیب کو بلاؤ۔

ہر آدمی کو آپؐ کے سامنے پیش کیا گیا لیکن آپ انہیں دیکھ کر اپنا رُخ پھیر لیتے تھے۔

ہم نے حضرت فاطمہؑ سے کہا: علیؑ کو بلائیں۔ ہمارا خیال ہے رسولِ خدا ان کے

سوا کسی کو نہیں بلا رہے۔

حضرت فاطمہؑ نے حضرت علیؑ کو بلوایا۔

جب علیؑ آئے تو رسولِ خداؐ نے انہیں اپنے پاس بلایا اور فرمایا: علیؑ میرے قریب آجاؤ۔

علیؑ آپؐ کے قریب آئے۔ آپؐ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر کی جانب بٹھایا اور بے ہوش ہو گئے۔ اسی وقت حضرت حسنؑ و حسینؑ روتے ہوئے اندر آئے اور اپنے آپ کو رسولِ خدا پر گرا دیا۔ حضرت علیؑ اُٹھے اور انہیں رسولِ خدا سے الگ کیا۔

اس وقت رسولِ خداؐ کو ہوش آ گیا۔ آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

"اے علیؑ! انہیں چھوڑ دو۔ یہ میری خوشبو لیں گے، میں ان سے خوشبو لوں گا۔ میں ان سے زادِ راہ حاصل کروں گا۔ یہ مجھ سے زادِ راہ حاصل کریں گے۔ میرے بعد ان پر ظلم کیا جائے گا۔ انہیں بے گناہ قتل کیا جائے گا۔ اس پر لعنت ہو جو ان پر ظلم کرے۔ آپؐ نے اس گفتگو کو تین بار دہرایا۔"

پھر آپؐ نے ہاتھ بڑھا کر حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر کھینچ لیا۔ اپنے لب علیؑ کے لبوں پر رکھے اور ان سے کوئی راز کی بات کہی یہاں تک کہ آپؐ کی جان چلی گئی۔

حضرت علیؑ رسولِ خدا کے بستر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو پیغمبر خدا سے جدائی کے غم کا بدلہ عطا فرمائے گا۔ اس وقت گریہ کی آوازیں بلند ہوئیں۔

امیر المؤمنین حضرت علیؑ سے پوچھا گیا کہ آپؑ رسولِ خداؐ کے ساتھ ان کے بستر میں تھے تو انہوں نے آپؑ کو کیا راز بتایا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: انہوں نے مجھے علم کے ہزار دروازے کی تعلیم دی کہ جس سے علم کا مزید ہزار دروازہ کھلتا ہے۔"

(۱) بحار الانوار: ۲۲ / ۵۱۰ ۔۵۱۱، الحدیث: ۹ عن امالی الصدوق۔

يا بنيّة! ما الّذى أراه من صفار وجهك وتغيّر حدقتيك؟

ومن كتاب المناقب المذكور عن أبي الفرج محمّد بن أحمد المكى، عن المظفّر بن أحمد بن عبدالواحد، عن محمّد بن على الحلوّانى، عن كريمة بنت أحمد ابن محمّد المروزى، وأخبرنى أيضاً به عاليا قاضى القضاة محمّد بن الحسين البغدادى عن الحسين بن محمّد بن على الزينبي، عن الكريمة فاطمة بنت أحمد بن محمّد المروزية بمكّة حرسها الله تعالى، عن أبي على زاهر بن أحمد، عن معاذ بن يوسف الجرجانى، عن أحمد بن محمّد بن غالب، عن عثمان بن أبي شيبة، عن [ابن] نمير، عن مجالد، عن ابن عبّاس قال:

خرج أعرابي من بنى سليم يتبدى فى البرية، فاذا هو بضب قد نفر من بين يديه، فسعى وراءه حتى اصطاده، ثمّ جعله فى كمّه وأقبل يزدلف نحوَ النبيّ فلمّا أن وقف بازائه ناداه: يا محمّد! يا محمّد! وكان من أخلاق رسول اللهّ إذا قيل له: يا محمّد! قال: يا محمّد!

وإذا قيل له: يا أحمد! قال: يا أحمد!

وإذا قيل له: يا أبا القاسم! قال: يا أبا القاسم!

وإذا قيل [له]: يا رسول الله! قال: لبيك وسعديك وتهلل وجهه، فلمّا أن ناداه الأعرابي: يا محمّد! يا محمّد!

قال له النبي: يا محمّد! يا محمّد!

قال له: أنت الساحر الكذّاب الّذى ما أظلت الخضراء ولا أقلت الغبراء من ذى لهجة هو أكذب منك، أنت الّذى تزعم أنّ لك فى هذه الخضراء إلهاً بعث بك إلى الأسود والأبيض واللات والعزى، لولا أنّى أخاف أنّ قومى يسموننى العجول لضربتك بسيفى هذا ضربة أقتلك بها، فأسود بك الأوّلين والآخرين.

فوثب إليه عمر بن الخطاب ليبطش به، فقال النبي ﷺ: أجلس يا أبا حفص! فقد كاد الحليم أن يكون نبيّاً.

ثمّ التفت النبي ﷺ إلى الأعرابي فقال له: يا أخا بنى سليم! هكذا تفعل العرب؟يتهجمون علينا فى مجالسنا يجبهوننا بالكلام الغليظ؟

يا أعرابي! والّذى بعثنى بالحقّ نبيّاً! إنّ من ضربي فى دار الدينا هو غداً فى النار يتلظى.

يا أعرابي! والّذى بعثنى بالحق نبيّاً! إنّ أهل السماء السابعة يسموننى أحمد الصادق.

يا أعرابي! أسلم تسلم من النار يكون لك مالنا وعليك ما علينا و تكون أخانا فى الاسلام.

قال: فغضب الأعرابي وقال: واللات والعزى! لا أؤمن بك

يا محمّدا أو يؤمن هذا الضب.

ثم رمى بالضب عن كمه، فلمّا أن وقع الضبّ على الأرض ولّى هارباً، فناداه النبيّ: أيها الضبّ أقبل إلى.

فأقبل الضبّ ينظر إلى النبيّ.

قال: فقال له النبيّ: أيها الضب! من أنا؟

فإذا هو ينطق بلسان فصيح ذرب غير قطع. فقال: أنت محمّد بن عبدالله بن عبدالمطلّب بن هاشم بن عبد مناف.

فقال له النبيّ: من تعبد؟

قال: أعبد الله عزّوجلّ الذى فلق الحبّة وبرأ النسمة واتّخذ إبراهيم خليلاً واصطفاك يا محمّد حبيبا، ثم أنشأ يقول:

الا يا رسول الله! إنك صادقٌ	فبوركت مهدياً وبوركت هاديا
شرعت لنا دين الحنيفة بعد ما	عبدنا كأمثال الحمير الطراغيا
فياخير مدعو! ويا خير مرسل!	إلى الجن بعد الانس لبيك داعيا
ونحن أناس من سليم و إننا	اتيناك نرجو أن تنال العواليا
أتيت ببرهان من الله واضح	فأصبحت فينا صادق القول زاكيا
فبوركت فى الأحوال حياً وميّتاً	وبوركت مولوداً وبوركت ناشيا

قال: ثمّ أطبق على فم الضب فلم يحر جواباً، فلمّا أن نظر الأعرابى إلى ذلك قال: واعجباً! ضبّ اصطدته من البرية. ثمّ أتيت به فى كمّى لا يفقه ولا ينقه ولا يعقل يكلّم محمداً بهذا الكلام ويشهد له بهذه الشهادة أنا لا أطلب أثراً بعد عين، مدّ يمينك فأنا أشهد أن لا إله إلّا الله وأشهد أنّ محمداً عبده ورسوله.

فأسلم الأعرابى وحسن إسلامه.

ثمّ التفت النبيّ إلى أصحابه فقال لهم: علّموا الأعرابي سوراً من القرآن.

قال: فلمّا أن الأعرابي سوراً من القرآن، قال له النبيّ: هل لك شي من المال؟

قال: والّذي بعثك بالحقّ نبياً إنّاأربعة آلاف رجل من بني سليم ما فيهم أفقر منّي ولا أقل مالاً.

ثم التفت النبيّ إلى أصحابه فقال لهم: من يحمل الأعرابي على ناقة أضمن له على الله ناقة من نوق الجنّة.

قال: فوثب إليه سعدبن عبادة.

قال: فداك أبي و أمّي! عندي ناقة حمراء عشراء وهي للأعرابي.

فقال له النبيّ: يا سعد! تفخر علينا بناقتك؟ ألا أصف لك الناقة الّتي نعطيكها بدلاً من ناقة الأعرابي.

فقال: بلى فداك أبي وأمّي.

فقال: يا سعد! ناقة من ذهب أحمر وقوائمها من العنبر، ووبرها م الزعفران، وعيناها من ياقوتة حمراء، وعنقها من الزبر جد الأخضر، وسنامها من الكافور الأشهب، وذقنها من الدر، وخطامها من اللؤ الرطب، عليها قبّة من درّة بيضاء يرى باطنها من ظاهرها وظاهرها من باطنها تطير بك في الجنّة.

ثم التفت النبيّ إلى أصحابه فقال لهم: من يتوج الأعرابي أضمن له على الله تاج التقى.

قال: فوثب إليه أمير المؤمنين على بن أبي طالب وقال: فداك

أبي و أمّي! وما تاج التقى؟

فذكر من صفته. قال: فنزع عليّ عمامته فعمم بها الأعرابي.

ثم التفت النبيّ فقال: من يزود الأعرابي وأضمن له على الله عزّوجلّ زاد التقوى.

قال: فوثب إليه سلمان الفارسي فقال: فداك أبي وأمّي وما زاد التقوى؟

قال: يا سلمان! إذ كان آخر يوم من الدنيا لقنك الله عزّوجلّ قول شهادة أن لا إله إلا الله وأنّ محمّداً رسول الله، فإن أنت قلتها لقيتني ولقيتك، وإنّ انت لم تقلها لم تلقني ولم ألقك أبداً.

قال: فمضى سلمان حتّى طاف تسعة أبيات من بيوت رسول اللهّ فلم يجد عندهن شيئاً.

فلما أن ولّى راجعاً نظر إلى حجرة فاطمةً فقال: إن يكن خير فمن منزل فاطمة بنت محمّدٌ، فقرع الباب، فأجابته من وراء الباب: من بالباب؟

فقال لها: أنا سلمان الفارسي.

فقالت: يا سلمان! وما تشاء؟

فشرح قصّة الأعرابي والضب مع النبيّ.

قالت له: يا سلمان! والّذى بعث محمّداً بالحق نبيّاً! إنّ لنا ثلاثاً ما طعمنا، وإنّ الحسن والحسين قد اضطر با علي من شدّة الجوع، ثم رقدا كأنّهما فرخان منتوفان، ولكن لا أرد الخير إذا نزل الخير ببابي.

يا سلمان! خذدرعى هذا، ثمّ امض به إلى شمعون اليهودي

وقل له: تقول لك فاطمة بنت محمّد: أقرضني عليه صاعاً من تمر وصاعاً من شعير أرده عليك إن شاء الله تعالى.

قال: فأخذ سلمان الدرع ثمّ أتى به إلى شمعون اليهودى فقال له: يا شمعون! هذا درع فاطمة بنت محمّد تقول لك: أقرضني عليه صاعاً من تمر وصاعاً من شعير أرده عليك إنشاء الله.

قال: فأخذ شمعون الدرع، ثمّ جعل يقلبه فى كفّه وعيناه تذر فان بالدموع وهو يقول: يا سلمان! هذا هو الزهد فى الدنيا هذا الّذى أخبرنا به موسى بن عمران فى التوراة أنا أشهد أن لا إله إلّا الله وأشهد أنّ محمداً عبده ورسوله، فأسلم وحسن إسلامه.

ثمّ دفع إلى سلمان صاعاً من تمر وصاعاً من شعير، فأتى به سلمان إلى فاطمة فطحنته بيدها واختبزته خبزاً، ثم أتت به إلى سلمان فقالت له: خذه وامض به إلى النبى.

قال: فقال لها سلمان: يا فاطمة! خذى منه قرصاً تعلّلين به الحسن والحسين.

فقالت: يا سلمان! هذا شىء أمضيناه لله عزّوجلّ لسنا نأخذ منه شيئاً.

قال: فأخذ سامان، فأتى به النبى فلمّا نظر النبى إلى سلمان قال له: يا سلمان! من أين لك هذا؟

قال: من منزل بنتك فاطمة.

قال: وكان النبى لم يطعم طعاماً منذ ثلاث.

قال: فوثب النبى حتّى ورد إلى حجرة فاطمة، فقرع الباب وكان إذا قرع النبى الباب لا يفتح له الباب إلّا فاطمة، فلمّا أن

فتحت له الباب نظر النبیؐ إلى صفار وجهها وتغیّر حدقتیها.

فقال لها: یا بنیة!

اما الّذی أراه من صفار وجهك وتغیّر حد قتیك؟

فقالت: یا أبه! إنّ لنا ثلاثاً ما طعمنا طعاماً وإنّ الحسن والحسین قد اضطربا علیّ من شدّة الجوع، ثمّ رقدا كأنهما فرخان منتوفان.

قال فأنبههما النبیؐ، فأخذ واحداً على فخذه الأیمن والآخر على فخذه الأیسر وأجلس فاطمةؑ بین یدیها واعتنقها النبیؐ ودخل علیؑ بن أبی طالبؑ فاعتنق النبیؐ من روائه.

ثمّ رفع النبیؐ طرفه نحو السماء فقال: إلهی و سیّدی ومولای! هؤلاء اهل بیتی، اللهمّ اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیراً.

قال: ثم وثبت فاطمة بنت محمّدؐ حتی دخلت إلى مخدع لها، فصفت قدمیها فصلّت ركعتین، ثم رفعت باطن كفیها إلى السماء وقالت:

إلهی وسیّدی هذا محمّد نبیك، وهذا علیؑ ابن
عمّ نبیك، وهذان الحسنؑ والحسینؑ سبطا
نبیك إلهی أنزل علینا مائدة من السماء، كما
أنزلتها على بنی إسرائیل أكلوا منها وكفروا.
بها، اللهمّ أنزلها علیها فإنّا بها مؤمنون.

قال ابن عبّاس: والله، ما استتمت الدعوة فإذا هی بصحفة من روائها یفور قتارها وإذا قتارها أزكى من المسك الأذفر، فاحتضنتها، ثم أتت بها إلى النبیؐ وعلیؑ والحسنؑ والحسینؑ، فلمّا أن

نظر إليها علیؑ بن أبی طالبؑ قال لها: يا فاطمة! من أين لك هذا؟ ولم يكن عهد عندها شيئا.

فقال له النبیؐ: كل يا أبا الحسن! ولا تسأل، الحمد لله الذی لم يمتنی حتّی رزقنی ولداً مثلها مثل مريم بنت عمران

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿١﴾

قال: فأكل النبیؐ وعلیؑ و فاطمةؑ والحسنؑ والحسينؑ.

وخرج النبیؐ وتزود الأعرابی واستوی علی راحلته وأتی بنی سليم وهم يومئذ أربعة آلاف رجل فلمّا أن وقف فی وسطهم ناداهم بعلوصوته: قولوا: لا إله إلّا الله محمّد رسول الله.

قال: فلمّا سمعوا منه هذه المقالة أسرعوا إلی سيوفهم فجرّدوها.

ثمّ قالوا له: لقد صبوت إلی دين محمّد الساحر الكذاب؟!

فقال لهم: ما هو بساحر ولا كذّاب.

ثمّ قال: يا معشر بنی سليم! إنّ إله محمّدؐ خير إله، و إنّ محمداًؐ خير نبی، أتيته جائعاً فأطعمنی، وعارياً فكسانی، وراجلاً فحملنی، ثمّ شرح لهم قصّة الضب مع النبیؐ وأنشدهم الشعر الّذی أنشد فی النبیؐ.

ثمّ قال: يا معاشر بنی سليم! أسلموا تسلموا من النار.

فأسلم فی ذلك اليوم أربعة آلاف رجل وهم أصحاب الرايات الخضر وهم حول رسول اللهؐ. (٢)

(١) آل عمران:٣٧ (٢) بحار الأنوار:٤٣/٦٩-٧٣، الحديث:٦١.

بیٹی! آپ کا چہرہ زرد کیوں ہو گیا ہے؟

اور

آنکھیں اندر کو کیوں دھنسی ہوئی ہیں؟

بحذف اسناد۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بنی سلیم کا ایک اعرابی صحرا میں پھر رہا تھا کہ ایک سوسمار اس کے سامنے سے گذری۔ وہ اس کے پیچھے دوڑا اور اُسے پکڑ لیا۔ اور اسے اپنی آستین میں ڈال کر نبی کریمؐ کے پاس آ گیا۔ با آواز بلند پکارنے لگا:

اے محمدؐ! اے محمدؐ!

آنحضرتؐ کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی آپؐ کو یا محمدؐ کہہ کر پکارتا تو آپ بھی اس کے جواب میں یا محمدؐ فرما دیتے تھے۔ اور جب کوئی یا احمد کہہ کر پکارتا تو آپ بھی اس کے جواب میں یا احمد فرما دیتے۔ اور جب کوئی یا رسول اللہ کہہ کر بلاتا تو آپؐ اس کے جواب میں لبیک فرما دیتے۔

چنانچہ جب اس اعرابی نے آپؐ کو یا محمدؐ کہہ کر آواز دی تو آپؐ نے بھی اس کے جواب میں اسی لفظ کو دہرا دیا۔

اس کے بعد اس اعرابی نے انتہائی گستاخی کے ساتھ یہ کہا کہ (معاذ اللہ) تم ایک جھوٹے جادوگر ہو، تم سے زیادہ جھوٹا اس زمین پر اور اس آسمان کے نیچے کوئی نہیں ہے، کیونکہ تم نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا ہے کہ آسمان میں صرف ایک خدا ہے، جس نے

تم کو انسانوں کے سیاہ و سفید پر اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ لات و عزیٰ (دو بت) کی قسم، اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری قوم مجھے جلد باز کہنے لگے گی تو ابھی میں اپنی تلوار سے تمہارا سر قلم کر دیتا اور اپنے اس عمل سے اولین و آخرین میں فخر کرتا۔

اس اعرابی کا یہ گستاخانہ کلام سُن کر حضرت عمرؓ اس پر حملہ کرنے کے لیے اُٹھے لیکن رسولِ خداؐ نے انھیں منع فرما دیا اور کہا: اے حفصہ کے باپ! اپنی جگہ بیٹھ جاؤ۔ تجھے معلوم نہیں کہ حِلم ایک ایسی صفت ہے کہ جس سے انسان مرتبۂ نبوت سے قریب ہو جاتا ہے۔

پھر آپؐ اس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے برادرِ بنی سلیم! کیا عربوں کا دستور یہی ہے کہ لوگوں کی محفلوں میں بلا دھڑک گھس آئیں اور اسی طرح بے ادبی کریں؟

اے اعرابی! اس ذات کی قسم، جس نے مجھے مبعوث بہ رسالت فرمایا، جو شخص مجھے اس دارِ دنیا میں اذیت پہنچائے گا، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اے اعرابی! سن، اس ذات کی قسم جس نے مجھے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ فلک ہفتم کے ساکنین میں میرا نام "احمد صادق" مشہور ہے۔

اے اعرابی! اس بدکلامی کے بعد ابھی تک تیرا کچھ نہیں بگڑا، اب بھی اگر تو اسلام لے آئے تو تیری جان و مال اسلام کی امان میں آ جائے گی۔

آنحضرتؐ کا یہ کلام سن کر اس اعرابی کو اور غصہ آیا۔ اس نے اپنی آستین سے سوسمار نکال کر زمین پر پھینکی اور بولا کہ لات و عزیٰ کی قسم! میں تم پر اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا، جب تک یہ سوسمار تم پر ایمان نہ لائے۔

وہ سوسمار زمین پر گرتے ہی بھاگنے لگی۔ رسولِ خداؐ نے سوسمار کو آواز دی: اے سوسمار! میرے نزدیک آؤ۔

سوسمار واپس پلٹی اور آپؐ کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ رسولِ خداؐ نے سوسمار سے

فرمایا: اے سوسمار! بتاؤ میں کون ہوں؟

اس وقت اس سوسمار کو اللہ نے فصیح زبان عطا کی۔ اس نے آپ کی بات کا جواب دیا اور کہا: آپ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہیں۔

رسولِ اکرمؐ نے اس سوسمار سے فرمایا: اے سوسمار! یہ بتا تم کس کی عبادت کرتی ہو؟

سوسمار نے جواب دیا: اس خدائے بزرگ و برتر کی، جس نے دانہ کو شگافتہ کیا۔ تمام انسانوں کو خلق کیا اور حضرت ابراہیمؑ کو اپنا خلیل اور آپ کو اپنا حبیب منتخب کیا۔

پھر اس سوسمار نے یہ اشعار پڑھے

الا یا رسول اللہ! إنك صادق — فبورکت مهدیاً وبورکت هادیا
شرعت لنا دین الحنیفة بعد ما — عبدنا کأمثال الحمیر الطراغیا
فیاخیر مدعو! ویا خیر مرسل! — إلی الجن بعد الانس لبیك داعیا
ونحن أناس من سلیم و إننا — أتیناك نرجو أن ننال العوالیا
أتیت ببرهان من اللہ واضح — فأصبحت فینا صادق القول زاکیا
فبورکت فی الأحوال حیاً ومیتاً — وبورکت مولوداً وبورکت ناشیا

"اے رسولِ خدا! آپؐ صادق ہدایت یافتہ، ہدایت کرنے والے اور بابرکت ہیں۔ آپؐ نے دینِ حنیف کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی جبکہ ہم جانوروں کی طرح تھے۔ آپؐ ان تمام انبیاء اور رسولوں کے سردار ہیں، جو تمام جنوں اور انسانوں میں مبعوث کیے گئے۔ بنی سلیم کے لوگ آپؐ کے پاس عزت و بزرگی حاصل کرنے آئے ہیں۔ آپؐ نے خدا کی طرف سے روشن دلیلیں پیش کیں، اس لیے آپؐ صادق اور پاکیزہ مشہور ہو گئے۔ اور آپؐ زندگی، موت

بچپن اور جوانی میں با برکت ہیں۔"

تب اس سوسمار نے بولنا بند کر دیا۔ جب اعرابی نے یہ منظر دیکھا تو کہا: حیرت ہے یہ سوسمار میں نے خود بیابان سے پکڑی تھی اور اپنی آستین میں ڈال کر لایا تھا، جس کے پاس عقل و دانش بالکل بھی نہیں ہے۔ لیکن اس نے اپنے واضح انداز میں محمدؐ سے بات کی اور اس کی رسالت کی گواہی دی کہ مجھے اس کے بعد کسی بھی گواہی کی ضرورت نہیں۔ تب اس نے پیغمبر خداؐ سے عرض کیا: اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں تاکہ میں آپؐ کی بیعت کر سکوں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اعرابی مسلمان ہو گیا۔ تب آپؐ نے اپنے اصحاب کی طرف رُخ کر کے فرمایا: اس اعرابی کو چند سورتیں یاد کراؤ۔

جب اعرابی نے سورتیں یاد کر لیں تو آپؐ نے اس سے پوچھا: تیرے پاس کچھ مال ہے؟

اس نے جواب دیا: مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے بنی سلیم کے چار ہزار افراد میں سے مجھ سے زیادہ فقیر کوئی نہیں۔

پیغمبر اکرمؐ نے اپنے اصحاب کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: کون ہے جو اس اعرابی کو سواری مہیا کرے، میں خدا کی طرف سے ضمانت دیتا ہوں کہ اسے جنّت میں ایک ناقہ عطا کیا جائے گا۔

یہ سن کر سعد بن عبادہ اُٹھے اور کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں میرے پاس ایک سرخ ناقہ ہے جس کے شکم میں دس ماہ کا بچہ بھی ہے۔ میں وہ اونٹنی اس کو دیتا ہوں۔

پیغمبر خداؐ نے سعد سے فرمایا: تم نے ہمارے سامنے اپنی اونٹنی کی تعریف کی ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ جو اونٹنی تمہیں اس اونٹنی کے بدلے عطا کی جائے گی، اس کے

بارے میں بتاؤں؟

اس نے جواب دیا: جی ہاں! اے رسولِ خدا! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں!

آپؐ نے فرمایا: اے سعد! وہ اونٹ سرخ سونے کا ہوگا۔ اس کے پاؤں عنبر کے، اس کے بال زعفران کے، اس کی آنکھیں سرخ یاقوت کی ہوں گی۔ اس کی گردن سبز زبرجد کی ہوگی، اس کا سر "ذر" موتی کا ہوگا، اس کی لگام مروارید کی ہوگی، اس کی پشت پر ایک عماری موتی کی ہوگی، جو اتنی شفاف ہوگی کہ اندر کی چیز باہر سے اور باہر کی چیز اندر سے صاف نظر آئے گی۔ اور وہ تمھیں لے کر جنت میں پرواز کرتی رہے گی۔

تب آپؐ نے دوبارہ صحابہ کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: اس اعرابی کو عمامہ کون دے گا؟ میں ضامن ہوں کہ اسے اللہ کی طرف سے تقویٰ کا تاج پہنایا جائے گا۔

حضرت علیؑ نے پوچھا: اے رسولِ خدا! وہ تاج کیسا ہوگا؟

رسولِ خداؐ نے اس تاج کے اوصاف بیان فرمائے۔ حضرت علیؑ نے اپنا عمامہ اُتار کر اس اعرابی کو پہنایا۔

پھر آپؐ نے اپنے اصحاب کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: جو اس اعرابی کو زادِ راہ مہیا کرے گا تو میں محمدؐ ضامن ہوں کہ اسے زادِ تقویٰ عطا کیا جائے گا۔

حضرت سلمان فارسیؓ یہ سن کر اپنی جگہ سے اُٹھے اور کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں! اے رسولِ خدا! یہ فرمائیں زادِ تقویٰ کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اے سلمانؓ! جب دنیا میں تیرا آخری دن ہوگا تو اللہ تجھے کلمۂ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین کرے گا۔ اگر تم یہ شہادت دو گے تو مجھ سے ملاقات کر سکو گے اور میں تم سے ملاقات کروں گا۔ اگر نہیں کہو گے تو مجھ سے ملاقات نہیں کر سکو گے۔

سلمانؓ گئے اور ازواجِ پیغمبرؐ کے نو گھروں سے دریافت کیا لیکن غذا نہ مل سکی۔

تب حضرت سلمان فارسیؓ نے فاطمہؑ کے گھر پر نظر ڈالی اور سوچا: اگر خیر ممکن ہے تو فاطمہؑ بنت محمدؐ کے گھر سے ہی ممکن ہے۔ یہ سوچ کر دروازے پر دستک دی۔

جناب فاطمہؑ نے دروازے کے پیچھے سے پوچھا: کون ہے؟

انہوں نے کہا: میں سلمان فارسیؓ ہوں۔

جناب فاطمہؑ نے پوچھا: اے سلمانؓ! کیا چاہتے ہو؟

حضرت سلمانؓ نے اس اعرابی اور سوسمار کا پورا واقعہ بیان فرمایا۔

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: اے سلمانؓ! مجھے اُس خدا کی قسم! جس نے محمدؐ کو اپنا پیغمبر مبعوث کیا ہے۔ ہمارے گھر میں تین دن سے کھانے کے لیے کچھ نہیں۔ حسنؑ و حسینؑ بھی بھوک کی وجہ سے رو رو کر سو گئے ہیں۔ تاہم جب یہ کارِ خیر میرے دروازے پر آیا ہے تو میں اسے واپس نہیں لوٹاؤں گی۔

اے سلمانؓ! میری یہ چادر شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ فاطمہؑ بنت محمدؐ کہہ رہی ہیں کہ میری یہ چادر رہن رکھ لو اور مجھے ایک سیر جو اور ایک سیر کھجور دے دو۔ اگر اللہ نے چاہا تو میں جلد واپس کر دوں گی۔

سلمانؓ نے چادر لی اور شمعون یہودی کے پاس آیا اور کہا: یہ چادر فاطمہؑ بنت محمدؐ کی ہے۔ وہ کہہ رہی ہیں کہ اسے رہن رکھ لو اور مجھے ایک سیر جو اور ایک سیر کھجور دے دو اللہ نے چاہا تو میں جلد اسے لوٹا دوں گی۔

شمعون یہودی نے وہ چادر لے کر اسے بوسہ دیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے کہا: اے سلمانؓ! یہ واقعی دنیا میں زہد و تقویٰ ہے، اسی کی خبر ہمیں تورات میں موسیٰ بن عمرانؑ نے دی ہے۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

یہ کہہ کر وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر اس نے ایک سیر جو اور ایک سیر کھجور دی۔ حضرت سلمانؓ نے یہ چیزیں حضرت فاطمہؑ کو لا کر دیں۔ حضرت فاطمہؑ نے اس جو کو اپنے

ہاتھوں سے پیسا اور روٹیاں بنائیں اور حضرت سلمانؓ کے حوالے کر کے کہا کہ یہ روٹیاں لے جاؤ اور حضرت محمدؐ کو دے دو۔

حضرت سلمانؓ نے کہا: اگر اس میں سے ایک روٹی آپ حسنؑ و حسینؑ کے لیے رکھ لیں تو اچھا ہے۔

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: اے سلمانؓ! جب ہم خدا کی راہ میں کچھ دے دیتے ہیں تو اس میں سے کچھ نہیں کھاتے۔

حضرت سلمانؓ وہ روٹیاں لے کر رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول خداؐ نے یہ سب کچھ دیکھا تو پوچھا: اے سلمانؓ! یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟

حضرت سلمانؓ نے کہا: فاطمہؑ کے گھر سے۔

رسول خداؐ نے بھی تین دن سے کھانا نہیں کھایا تھا۔

جب آپؐ نے یہ منظر دیکھا تو حضرت فاطمہؑ کے دروازے پر آ کر دق الباب کیا۔ جناب فاطمہؑ کا یہ دستور تھا کہ جب رسول خدا دستک دیتے تو بجائے کسی اور کے آپ خود دروازہ کھولتی تھیں۔

جب آپؑ نے رسول خداؐ کے لیے دروازہ کھولا تو آنحضرتؐ نے آپؑ کے زرد چہرے کو دیکھا۔ آنکھوں کے گرد بھی حلقے پڑے ہوئے تھے۔ آپؐ نے حضرت فاطمہؑ کی یہ حالت دیکھ کر پوچھا: اے میری بیٹی! تمہارا رنگ زرد کیوں ہو رہا ہے اور تمہاری آنکھوں کے گرد حلقے کیوں پڑے ہوئے ہیں؟

حضرت فاطمہؑ نے جواب دیا: اے بابا جان! تین دن سے ہم نے کچھ نہیں کھایا۔ حسنؑ و حسینؑ بھی بھوک کی وجہ سے روتے ہوئے سو گئے ہیں۔

رسول خداؐ نے حسنینؑ کو نیند سے بیدار کیا اور ایک کو اپنے داہنے زانو پر بٹھایا اور دوسرے کو بائیں زانوں پر، اور حضرت فاطمہؑ کو اپنے سامنے بٹھایا۔ اسی وقت حضرت علیؑ آ گئے۔ وہ رسول خداؐ سے گلے مل کر آپؐ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ پھر آپؐ نے آسمان کی

طرف نگاہ اُٹھائی اور کہا:

الهی و سیّدی و مولای! هؤلاء اهل بیتی،
اللهم اذهب عنهم الرجس وطهر هم تطهیرًا.

''اے میرے مالک! اے میرے مولا! یہی میرے اہل بیتؑ ہیں تو ان کو رجس سے پاک رکھ اور انھیں پاک و پاکیزہ رکھنا جیسا کہ حق ہے۔''

پھر حضرت فاطمہؑ اُٹھیں اور اپنے حجرۂ عبادت میں تشریف لے گئیں۔ دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد اپنے ہاتھ دعا کے لیے بلند کیے اور کہا:

''اے میرے اللہ! میرے مولا! یہ تیرے نبی محمد مصطفیٰؐ ہیں، یہ تیرے نبی کے ابنِ عم علیؑ ہیں اور یہ رسولِ خداؐ کے نواسے حسنؑ و حسینؑ ہیں۔''

اے اللہ! ہمارے لیے آسمان سے کھانا نازل فرما جیسا کہ تو بنی اسرائیل کے لیے بھیجتا تھا۔ اگرچہ انہوں نے آسمانی کھانے کو کھا کر بھی کفرانِ نعمت کیا تھا۔

اے اللہ! ہمارے لیے آسمان سے کھانا بھیج اور ہم تو تیرے شکر گزار بندے ہیں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: خدا کی قسم، دعائے فاطمہؑ ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ ایک کھانے کا طبق آپ کے پیچھے آ موجود ہوا۔ جس سے مشک یا اس سے بھی اچھی خوشبو آ رہی تھی۔ حضرت زہراؑ نے وہ برتن اُٹھایا اور حضرت رسولِ خدا، علی مرتضیٰؑ اور حسنینؑ کے پاس لے آئیں۔ حضرت علیؑ نے اس کھانے کو دیکھا تو پوچھا: یہ کھانا کہاں سے آیا ہے جبکہ آپؑ کے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا؟

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

''اے ابوالحسنؑ! یہ کھانا کھاؤ اور سوال مت کرو۔ شکر ہے

خدائے بزرگ و برتر کا جس نے مجھے ایسی بیٹی عطا کی جس کا
رتبہ مریم دختر عمران جیسا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ. (۱)

"جب بھی زکریا اس کے (مریم کے) پاس محراب میں داخل ہوتے تھے تو ان کے پاس رزق پاتے تھے تو پوچھتے تھے: اے مریم! یہ رزق کہاں سے آیا ہے؟ وہ کہتی تھیں کہ اللہ کی طرف سے آیا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔"

چنانچہ رسول خداؐ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ نے وہ کھانا تناول فرمایا۔

نیز اس اعرابی نے کھانا کھایا اور اپنے اونٹ پر سوار ہو کر قبیلہ بنو سلیم کے چار ہزار افراد کے پاس پہنچا۔ جب وہ ان کے درمیان پہنچا تو بلند آواز سے کہا:

قولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تفلحوا

تم لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو فلاح پاؤ گے۔

یہ سنتے ہی اس کے قبیلے کے افراد نے تلواریں بے نیام کرلیں اور کہا: کیا تم دین محمدؐ کی طرف قائل ہو گئے ہو جو کہ ایک ساحر اور دروغ گو ہے۔

اس نے کہا: محمدؐ دروغ گو اور ساحر نہیں اے بنی سلیم! محمدؐ کا خدا تو بہترین خدا ہے اور محمدؐ بہترین پیغمبر ہیں۔ میں ان کے پاس بھوکا پہنچا تھا، انہوں نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں برہنہ تھا انہوں نے مجھے کپڑے دیے۔ میرے پاس سواری نہیں تھی۔ انہوں نے

مجھے سواری دی۔

پھر اس نے سوسمار کی گواہی کے تمام واقعات ان کے سامنے بیان کیے اور جو اشعار اس نے نبی اکرمؐ کے لیے پڑھے تھے وہ انہیں سنائے۔

پھر ان سے کہا: اے بنی سلیم! اسلام لے آؤ تا کہ دوزخ سے نجات حاصل کر سکو۔ اس دن بنی سلیم کے چار ہزار افراد نے اسلام قبول کیا۔

یہ وہی سبز پرچم والے اصحاب تھے جو ہر وقت رسولِ خداؐ کے گرد جمع رہتے تھے۔ (۲)

(۱) سورۂ آل عمران: ۳۷

(۲) بحار الانوار: ۳۳/۳۹۔ ۷۳، الحدیث: ۹۱

أفلا تخيطين لنا ثياباً للعبد يا أُمّاه؟

(۵) روى فى المراسيل:

أن الحسنؑ والحسينؑ كان عليهما ثياب خلق وقد قرب العيد فقالا لأمّهما فاطمةؑ: إنّ بنى فلان خيطت لهم الثياب الفاخرة، أفلا تخيطين لنا ثياباً للعيد يا أمّاه؟فقالت: يخاط لكما إنّ شاء الله.

فلمّا أن جاء العيد، جاء جبرئيل بقميصين من حلل الجنّة إلى رسول اللهؐ.

فقال له رسول اللهؐ: ما هذا يا أخى جبرئيل؟

فأخبره بقول الحسنؑ والحسينؑ لفاطمةؑ وبقول فاطمة يخاط لكما إن شاء الله. ثمّ قال جبرئيل: قال الله تعالى لمّا سمع قولها: لا نستحسن أن نكذب فاطمة بقولها: لكما إن شاء الله.(۱)

(۱) بحار الأنوار:۴۳/۷۵الحديث۲۲.

مادر جان!
کیا آپؑ ہمارے عید کے کپڑے نہیں سئیں گی؟

روایات میں ملتا ہے کہ امام حسنؑ و حسینؑ کے لباس پرانے و بوسیدہ ہو چکے تھے۔ جب عید قریب آئی تو انہوں نے اپنی والدہ جنابؑ فاطمہؑ زہراء سے کہا: اماں جان! ہمسائے کے بچوں کے عمدہ لباس تیار ہو رہے ہیں، کیا آپ ہمارے لیے عید کے نئے کپڑے نہیں سئیں گی؟

حضرت فاطمہؑ نے کہا: انشاء اللہ آپ کے کپڑے بھی سل جائیں گے۔ جب عید کا دن آیا تو جبرئیل امین جنت کے کپڑوں میں سے دو قمیض لے کر رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

رسولِ خداؐ نے پوچھا: یہ قمیض کیسی ہیں؟

جبرئیلؑ نے حسنینؑ کے لیے کپڑوں کے مطالبے کے بارے میں رسولؐ خدا کو بتاتے ہوئے کہا چونکہ حضرت فاطمہؑ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ ان کے لیے بھی نئے لباس سل رہے ہیں۔ اب اللہ کو یہ گوارہ نہیں کہ فاطمہ زہراء کا وعدہ غلط ہو جائے۔ (۱)

(۱) بحار الانوار، جلد: ۴۳/۷۶۔ حدیث: ۴۳

أيّما أحبّ إليك: إنّ شئت كفيتك ابنك، وان شئت كفيتك الرحى!

روى: بينما النبيً والناس فى المسجد ينتظرون بلالاً أن يأتى فيؤذن إذ أتى بعد زمان.

قال له النبيً: ما حبسك يا بلال؟

فقال: إنّى اجتزت بفاطمة وهى تطحن واضعة ابنها الحسنً عند الرحى وهى تبكى.

فقلت لها: أيّما أحب إليك إن شئت كفيتك ابنك، وإن شئت كفيك الرحى!

فقالت: أنا أرفق بابنى. فأخذت الرحى فطحنت فذاك الّذى حبسنى.

فقال النبيً: رحمتها رحمك الله.(۱)

(۱) بحار الأنوار:۲۶/۴۳۔الحديث:۲۳

حکم فرمائیں کہیں تو میں چکی پیسوں، کہیں تو حسنؑ کو بہلاؤں؟

روایات میں آیا ہے کہ

ایک دن پیغمبر خدا اور دوسرے لوگ نماز کے وقت مسجد میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منتظر تھے تا کہ وہ آ کر اذان کہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ دیر بعد آئے۔ رسولِ خداؐ نے ان سے فرمایا: اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیر سے کیوں آئے ہو؟

انہوں نے جواب دیا: میں حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر سے گذر رہا تھا کہ دیکھا آپؑ چکی پیسنے میں مصروف ہیں اور چکی کے ساتھ ہی ان کے فرزند حسنؑ بیٹھے رو رہے ہیں۔

میں نے ان سے کہا: اگر آپؑ کی مرضی ہو تو آپؑ کے بجائے میں چکی چلاؤں یا حضرت حسنؑ کو بہلاؤں۔

انہوں نے فرمایا: آپؑ چکی چلائیں، کیونکہ حسنؑ کو میں زیادہ بہتر طریقے سے بہلا سکتی ہوں۔

چنانچہ میں نے چکی چلائی، اس لیے مجھے دیر ہوگئی۔

پیغمبر خداؐ نے ان سے فرمایا: تم نے میری بیٹی پر ترس کھایا ہے اللہ تم پر رحم فرمائے گا۔(۱)

(۱) بحار الانوار جلد: ۴۳/۷۶۔ حدیث: ۹۳

أى بنيّة! أنّى لك هذا؟

﴿۵﴾ قال السيّد بن طاووسؒ فى كتاب ((سعد السعود))

قال:

وجدت فى كتاب ما نزل من القرآن الحكيم فى النبىؐ وأهل بيتہؑ تأليف محمّد بن العبّاس بن علىؒ بن مروان.

قال: حدثنا محمّد بن القاسم بن عبيد البخارى عن جعفرين عبدالله العلوى، عن يحيى بن هاشم، عن جعفر بن سليمان، عن أبى هارون العبدى، عن أبى سعيد الخدرى قال:

أهديت إلى رسول اللهؐ قطيفة منسوجة بالذهب أهداها لہ مالك الحبشة.

فقال رسول اللهؐ: لأعطينها رجلاً يحبّ الله ورسولہ ويحبّہ الله ورسولہ.

فمدّ أصحاب رسول اللهؐ أعناقهم إليها. فقال رسول اللهؐ: أين علىؑ؟ قال عمّار بن ياسر: فلمّا سمعت ذلك وثبت حتّى أتيت علياًؑ فأخبرتہ، فجاء فدفع رسول اللهؐ القطيفة إليہ فقال: أنت لها.

فخرج بها إلى سوق الليل فنقضها سلكاً سلكاً فقسمها فى المهاجرين والأنصار.

ثمّ رجع إلى منزلہ وما معہ منها دينار، فلمّا كان من غد استقبلہ رسول اللهؐ فقال: يا أبا الحسن! أخذت أمس ثلاثة آلاف

مثقال من ذهب»، فأنا والمهاجرون والأنصار نتغدى عندك غداً.

فقال علیؑ: نعم يا رسول الله! فلمّا كان الغد أقبل رسول اللهؐ في المهاجرين والأنصار حتّى قرعوا الباب، فخرج إليهم وقد عرق من الحياء، لأنّه ليس في منزله قليل ولا كثير، فدخل رسول اللهؐ ودخل المهاجرون والأنصار حتّى جلسوا ودخل عليٌّ على فاطمةؑ، فاذا هو بجفنة مملوءة ثريداً عليها عراق يفور منها ريح المسك الأذفر فضرب عليٌّ بيده عليها فلم يقدر على حملها، فعاونته فاطمةؑ على حملها حتى أخرجها فوضعها بين يدي رسول اللهؐ، فدخل عليٌّ فاطمةؑ فقال: أي بنيّة! أنّى لك هذا؟

قالت: يا أبت! هو من عند الله إنّ الله يرزق من يشاء بغير حساب.

فقال رسول اللهؐ: الحمد لله الّذي لم يخرجني من الدنيا حتّى رأيت في ابنتي ما رأى زكريا في مريم بنت عمران.

فقالت فاطمةؑ: يا أبة أنا خير أم مريم؟

فقال رسول اللهؐ: أنت في قومك، و مريم في قومها. (۱)

(۱) بحار الأنوار: ۴۳/۲۹ح ۲۷ ضمن الحدیث ۲۳.

اے نورِ نظر!
یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟

ابوسعید خدری کہتے ہیں:

ایک دفعہ شاہ حبشہ نے سونے کی تاروں سے بنا ایک کپڑا رسولِ خدا کی خدمت میں بطورِ ہدیہ بھیجا۔

رسولِ خداؐ نے فرمایا: میں یہ کپڑا اسے دوں گا جو خدا اور رسول سے محبت کرتا ہے اور خدا اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

ہر صحابی نے اپنی گردنیں اونچی کر لیں، لیکن آپؐ نے فرمایا: علیؑ کہاں ہیں؟

عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: جب میں نے آنحضرتؐ کی یہ بات سنی تو میں دوڑ کر حضرت علیؑ کے پاس گیا اور انہیں تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ جب حضرت علیؑ رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے وہ کپڑا انہیں دے کر کہا: اے علیؑ! آپ ہی اس کے حق دار ہیں۔

حضرت علیؑ نے وہ کپڑا لیا اور اسے بازار میں فروخت کر دیا اور اس کی رقم مہاجرین و انصار میں بانٹ دی اور خود خالی ہاتھ گھر واپس چلے گئے حتیٰ کہ ان کے پاس اس چادر کا ایک دینار بھی نہ تھا۔

دوسرے دن نبی اکرمؐ نے حضرت علیؑ سے کہا: اے علیؑ! کل آپ کو تین ہزار مثقال کا سونا ملا ہے۔ اس لیے میں اور دوسرے مہاجرین و انصار کل تمہارے گھر کھانا کھانے آئیں گے۔

حضرت علیؑ نے کہا: ضرور تشریف لائیں، اے رسول اللہ!

دوسرے دن حضرت رسول خداؐ مہاجرین و انصار کے ساتھ حضرت علیؑ کے گھر پہنچ گئے۔ حضرت علیؑ نے ان کا استقبال کیا۔ شرم کے مارے آپؑ کو پسینہ آ رہا تھا۔ کیونکہ اس وقت گھر میں کھانے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔

لیکن جب حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ کے پاس آئے تو دیکھا کہ ان کے سامنے کھانے سے بھرا ہوا ایک طبق رکھا ہے۔ جس میں سے مشک سے بھی زیادہ اچھی خوشبو آ رہی ہے۔ حضرت علیؑ نے چاہا کہ اس برتن کو اُٹھائیں لیکن وہ برتن بہت بھاری تھا یہاں تک کہ حضرت فاطمہؑ اور حضرت علیؑ نے ساتھ مل کر وہ برتن اُٹھایا اور اسے رسول اکرمؐ کے پاس لے آئے۔

اس وقت رسول اللہؐ حضرت فاطمہؑ کے پاس آئے اور پوچھا: بیٹی! یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: بابا جان! یہ کھانا خدا کی طرف سے آیا ہے اور خدا جسے چاہتا ہے اُسے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔

رسول خداؐ نے فرمایا: خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس دنیا سے نہیں اُٹھایا جب تک کہ میں نے اپنی بیٹی کا وہ معجزہ نہیں دیکھ لیا جو حضرت زکریاؑ نے حضرت مریمؑ کو دکھایا تھا۔

حضرت فاطمہؑ نے پوچھا: بابا جان! کیا میں بہتر ہوں یا مریمؑ؟

رسول خداؐ نے فرمایا: وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں اور آپ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں۔[1]

---

(۱) بحار الانوار: ۴۳/۲۷، ۷۷۔ ضمن حدیث: ۴۳

إنّ لی والدة ضعیفة
وقد لبس علیها فی أمر صلاتها شیء!

۵ قال أبو محمد العسكری:

حضرت إمرأة عند الصدیقة فاطمة الزهراء فقالت: إنّ لی والدة ضعیفة وقد لبس علیها فی أمر صلاتها شیء، وقد بعثتنی إلیك أسألك.

فأجابتها فاطمة عن ذلك، فثنت، فأجابت ثلثت إلى أن عشرت، فأجابت ثمّ خجلت من الكثرة فقالت: لا أشق علیك یا ابنة رسول الله!

قالت فاطمة: هاتی وسلی عمّا بدالك،أرأیت من اكتری یوماً یصعد إلى سطح بحمل ثقیل وكراء مائة ألف دینار یثقل علیه؟

فقالت: لا.

فقالت: اكتریت أنا لكلّ مسألة بأكثر من ملء ما بین الثری إلى العرش لؤلؤاً فأحری أن لا یثقل علیّ، سمعت أبی صلی الله علیه وآله یقول:

إنّ علماء شیعتنا یحشرون فیخلع علیهم من خلع الكرامات على قدر كثرة علومهم وجدهم فی إرشاد عباد الله حتّی یخلع على الواحد منهم ألف ألف حلّة من نور.

ثمّ ینادی منادی ربّنا عزّوجلّ: أیها الكافلون لأیتام آل

محمدٍ، الناعشون لهم عند انقطاعهم عن آبائهم الّذين هم أئمّتهم! هؤلاء تلامذتكم والأيتام الّذين كفلتموهم ونعشتموهم؛ فاخلعوا عليهم خلع العلوم فى الدنيا فيخلعون على كلّ واحد من أولئك الأيتام على قدر ما أخذوا عنهم من العلوم حتّى أنّ فيهم - يعنى فى الأيتام - لمن يخلع عليه ماءة ألف خلعة، وكذلك يخلع هؤلاء الأيتام على من تعلم منهم.

ثمّ إنّ الله تعالى يقول: أعيدوا على هؤلاء العلماء الكافلين للأيتام حتّى تتمّوا لهم خلعهم، وتضعفوها لهم فيتم لهم ما كان لهم قبل أن يخلعوا عليهم ويضاعف لهم، وكذلك من يليهم ممن خلع على من يليهم.

وقالت فاطمة : يا أمَة الله! إنّ سلكة من تلك الخلع لأفضل ممّا طلعت عليه الشمس ألف ألف مرّة وما فضل، فإنّه مشوب بالتنغيص والكدر.[1]

(۱) بحار الأنوار: ۲/۳ الحديث۳، تفسير للنسوب للامام العسكرى عليه السلام: ۳۴۰ الحديث ۲۱۶.

میری ضعیفہ ماں
ہمیشہ شکیاتِ نماز میں مبتلا رہتی ہیں

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

ایک دن ایک عورت دخترِ پیغمبر خدا حضرت فاطمہ زہراءؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اُس نے کہا: اے شہزادی عصمت! میری بوڑھی ماں کو اکثر اپنی نماز میں شکوک وشبہات رہتے ہیں، اس لیے انہوں نے مجھے آپؑ کے پاس بھیجا ہے تاکہ میں آپ سے اس کے بارے میں پوچھ سکوں۔

حضرت فاطمہؑ نے اس کے سوالوں کے اچھی طرح جوابات دیے۔ وہ عورت چلی گئی، وہ عورت پھر دوبارہ آپؑ کے پاس آئی۔ آپ نے اس کے سوالوں کے جوابات دیے وہ عورت تیسری بار پھر آئی۔ الغرض وہ عورت دس مرتبہ آپ کے پاس آئی۔ یہاں تک کہ کثرت آمد ورفت سے وہ عورت خود ہی شرمندہ ہوگئی اور آپؑ سے معذرت طلب کرنے لگی۔

لیکن آپؑ نے اس کی شرمندگی دیکھتے ہوئے فرمایا: تمہیں جو کچھ بھی پوچھنا ہے، پوچھو میں تمہارے علمی اور دینی سوالوں کے جواب دوں گی۔

پھر آپؑ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے؟

اگر ایک آدمی کو وزن اُٹھانے کے لیے مزدور مقرر کیا جائے، اس کی مزدوری اسے ایک ہزار دینار دی جائے تو کیا اسے وہ وزن گراں محسوس ہوگا؟

اس عورت نے کہا: نہیں۔

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: مجھے ہر سوال کے جواب کے بدلے زمین وآسمان کے

درمیان فاصلے کے برابر موتی مل رہے ہیں۔ اب تم بتاؤ کیا میرے لیے تمہارے یہ سوالات گراں ہوں گے؟

پھر آپؑ نے کہا: میں نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب ہمارے شیعہ علماء میدان محشر میں جمع ہوں گے تو ان کو ان کے کثرت علوم اور لوگوں کو راہِ ہدایت دکھانے کے بدلے خلعتیں پہنائی جائیں گی۔

ان میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے جنہیں ایک ایک ہزار نورانی حلّے پہنائے جائیں گے۔

پھر پروردگار کی طرف سے ندا دی جائے گی: اے آلِ محمدؐ کے یتیموں کی کفالت کرنے والے! جبکہ وہ اپنے آبا ائمہ سے جدا ہو چکے تھے، تم نے ان کی دینی، علمی اور فکری سرپرستی کی، ان کی اچھے طریقے سے کفالت کی، اپنی ذہانت و علم سے ان کی زندگی کو شادابی بخشی، آج اس علم کے بدلے جو تم نے انہیں سکھایا تھا۔ تمہیں اتنی ہی خلعتیں ہدیہ کی جاتی ہیں۔

اس طرح وہ شاگرد جنہوں نے اپنے اُستادوں سے علم حاصل کیا ہوگا، وہ اپنے استادوں کو خلعت پہنائیں گے۔

تب پروردگار عالم یہ حکم دے گا کہ یہ نعمات اور خلعتیں دگنی کر دی جائیں۔

آخر میں جناب فاطمہؑ نے فرمایا: اے خدا کی بندی! تمہیں نہیں معلوم اُس لباس کی ایک تار اس زمین کے اس سونے سے ہزار درجہ افضل ہے جس پر یہ سورج چمکتا ہے۔ (۱)

(۱) بحار الانوار: ۲/۳:۲ الحدیث: ۳۔ تفسیر المنسوب امام العسکری: ۳۴۳ الحدیث: ۲۱۶

بأبي أنت وأُمّي! ما وراءك يا فاطمة؟

﴿۲﴾ عن سويد بن غفلة قال:

أصابت علياً شدّة، فأتت فاطمةُ رسول اللهؐ، فدقت الباب فقال: أسمع حسّ حبيبي بالباب. يا أُم أيمن قومي وانظري! ففتحت لها الباب، فدخلت، فقالَ: لقد جئتنا في وقت ما كنت تأتينا في مثله.

فقالت فاطمةُ: يا رسول الله! ما طعام الملائكة عند ربّنا؟

فقال: التحميد؟

فقالت: ما طعامنا؟

قال رسول اللهؐ: والّذي نفسي بيده! ما أقتبس في آل محمّد شهراً ناراً، وأعلمك خمس كلمات علمنيهن جبرئيلً.

قالت: يا رسول الله! ما الخمس الكلمات؟

قال:

يا ربّ الأوّلين والآخرين، يا ذوا القوّة المتين،
ويا راحم المساكين، ويا أرحم الراحمين.

ورجعت فلمّا أبصرها عليّ قال: بأبي أنت وأمّي! ما وراءك يا فاطمة؟

قالت: ذهبت للدنيا وجئت للآخرة.

قال عليّ: خير أمامك خير أماك. (۱)

((یا ربّ الأوّلین والآخرین! ویا خیر الأوّلین والآخرین! ویا ذا القوة المتین! ویا راحم المساکین! ویا أرحم الراحمین)).

نوٹ: حاشیہ پچھلے صفحہ کا

(۱) بحار الأنوار: ۳۳/۱۵۲، ۱۵۳ الحدیث ۱۰، الدعوات للراوندی: ۴۷ الحدیث ۱۱۶.

زہراؑ! جان
کیا خبر ہے؟

کتاب "دعوت راوندی" میں سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام مالی مشکلات کا شکار ہوئے تو حضرت زہراؑ اپنے والد حضرت محمدؐ کے پاس گئیں۔

جب فاطمہؑ زہراء دروازۂ پیغمبر پر پہنچیں اور ارادہ کیا کہ دستک دیں لیکن اس سے پہلے رسول اللہؐ نے حضرت ام ایمنؓ سے کہا: اے اُمّ ایمنؓ! میں اپنی پیاری بیٹی کی آہٹ محسوس کر رہا ہوں، دروازہ کھولو اور دیکھو کیا فاطمہ آئی ہے؟

ام ایمنؓ نے جلدی سے دروازہ کھولا تو سامنے حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام تھیں۔ آپ اندر داخل ہوئیں اور سلام کیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: فاطمہؑ جان! آج سے پہلے آپؑ اس وقت کبھی نہیں آئیں۔ کیا کوئی مشکل درپیش ہے؟

حضرت فاطمہؑ نے کہا: بابا جان! یہ بتائیے کہ فرشتوں کی غذا کیا ہے؟

پیغمبر خداؐ نے فرمایا: تسبیح خدا اور حمد خدا فرشتوں کی غذا ہے۔

حضرت فاطمہؑ نے کہا: اچھا تو ہم انسانوں کی غذا کیا ہے؟

رسول خدا حضرت فاطمہؑ کی مشکل بھانپ گئے اور فرمایا: اے فاطمہؑ! مجھے قسم ہے خدائے واحد کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ایک ماہ سے ہم آل محمدؐ کے گھروں میں چولہا نہیں جلا۔ لیکن جبرئیلؑ نے مجھے روح کی غذا کے لیے جو پانچ کلمات سکھائے ہیں، میں تمہیں وہ سکھا سکتا ہوں۔

حضرت فاطمہؑ نے پوچھا: یا رسول اللہؐ وہ کون سے پانچ کلمات ہیں؟

پیغمبر خدا نے انہیں ان پانچ کلمات کی تعلیم دی۔

- "یا ربّ الأوّلین والآخرین یا ذاالقوّة المتین

ویا راحم المساکین، ویا أرحم الراحمین.

انہوں نے ان کلمات کو یاد کیا پھر گھر واپس لوٹ گئیں۔

حضرت علی علیہ السلام ان کا انتظار کر رہے تھے۔ جب آپؑ کی ان پر نظر پڑی تو پوچھا: اے فاطمہؑ! میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہوں کیا خبر ہے؟

حضرت فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا: میں دنیا کے لیے گئی تھی لیکن آخرت لے کر لوٹی ہوں۔

امیر المؤمنین نے فرمایا: تمہارے لیے خیر ہی خیر ہے۔ (۱)

---

(۱) بحار الانوار: ۴۳/۱۵۲، ۱۵۳۔ الحدیث: ۱۰۔ الدعوات للراوندی: ۴۷، الحدیث: ۱۱۶

أیّ شیء خیر للنساء؟

۵ ورویٰ عن علیؑ قال: کنّا جلوساً عند رسول اللهؐ فقال: أخبرونی أیّ شیء خیر للنساء؟

فعیینا بذلك کلّنا حتّی تفرقنا، فرجعت إلی فاطمةؑ فأخبرتها الّذی قال لنا رسول اللهؐ، لیس أحدمنّا علمه ولا عرفه.

فقالت: ولکنّی أعرفه، خیر للنساء أن لا یرین الرجال ولا یراهن الرجال.

فرجعت إلی رسول اللهؐ فقلت: رسول اللهؐ! سألتنا أی شیء خیر للنساء وخیر لهن أن لا یرین الرجال ولا یراهنّ الرجال.

قال: من أخبرك فلم تعلمه وأنت عندی؟

قلت: فاطمة.

فأعجب ذلك رسول اللهؐ وقال: إن فاطمة بضعة منّی.

maablib.org

عورتوں کے لیے بہترین چیز کیا ہے؟

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن میں خدمت پیغمبر میں حاضر تھا کہ آپ نے سوال کیا:

''آپ لوگوں کی نظر میں آزاد اور عاقل عورت کے لیے
بہترین کیا ہے؟''

حضرت علیؑ کہتے ہیں: ہم نے بہت دیر تک اس موضوع پر سوچا لیکن اطمینان بخش جواب نہ دے سکے۔ میں گھر گیا اور وہاں یہ سوال دختر پیغمبرؐ سے پوچھا تو انہوں نے اس کا اس طرح جواب دیا: مجھے اس کا جواب معلوم ہے:

''ایک اچھی اور باکردار عورت کے لیے بہتر ہے کہ نہ
اسے کوئی غیر مرد دیکھے اور نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے۔''

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: میں دوبارہ خدمت پیغمبرؐ میں گیا تو انھیں وہ جواب بتایا جو فاطمہ زہراؑ سے سنا تھا۔

اس جواب کو سن کر پیغمبر اکرمؐ نے پوچھا: تمہیں یہ جواب کس نے دیا؟

میں نے کہا: فاطمہؑ نے۔

رسول خدا مسکرائے اور فرمایا:

''حقیقت یہ ہے کہ فاطمہؑ میرے وجود کا ایک حصہ ہے۔''

ایک اور روایت میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہؑ سے پوچھا: عورتوں کے لیے بہترین چیز کیا ہے؟

دختر پیغمبرؐ نے فرمایا:

''بیگانہ مردوں سے اسے سروکار نہ ہو اور بیگانہ مردوں کو اس

سے کوئی سروکار نہ ہو۔"

امیر المومنینؑ نے جب اس سوال و جواب کے بارے میں رسول خداؐ کو بتایا تو آپؐ نے فرمایا: میری بیٹی نے بہت عمدہ جواب دیا ہے، کیوں نہ ہو وہ میرے ہی وجود کا ایک حصہ ہے۔(1)

---

(1) بحار الانوار: ۳۳/۹۱۔ الحدیث: ۱۹

لم حجبتیه وهو لا یراك؟

۞ نوادر الراوندی: باسناده عن موسی بن جعفر، عن آبائهٔ قال:

قال علیؑ: استأذن أعمی علی فاطمةؑ، فحجبته.

فقال رسول اللهؐ لها: لم حجبتیه وهو لا یراك؟

فقالتؑ: إن لم یکن یرانی، فانی أراه وهو یشمّ الریح.

فقال رسول اللهؐ: أشهد أنك بضعة منّی.[1]

(۱) بحار الأنوار: ۴۳/ ۹۱ الحدیث ۱۶.

اے فاطمہؑ!

آپؑ نے خود کو کیوں چھپالیا؟

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ سے روایت کی ہے کہ ایک دن ایک نابینا صحابی نے جناب فاطمہؑ سے اجازت طلب کی، تاکہ وہ رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوسکے۔ (واضح رہے بعض کتب میں یہ بھی ملتا ہے کہ رسولِ اکرمؐ اس وقت حالت بیماری میں تھے اور یہ صحابی آپؐ کی عیادت کے لیے آئے تھے)۔

حضرت فاطمہؑ پردے کی اوٹ میں چلی گئیں اور پھر اس صحابی کو اندر آنے کی اجازت دی۔ ان کے جانے کے بعد رسولِ خداؐ نے حضرت فاطمہؑ سے پوچھا: میری پیاری بیٹی! تم نے پردہ کیوں کیا جبکہ یہ صحابی تو دیکھ نہیں سکتا۔

حضرت فاطمہؑ نے جواب دیا: "بابا جان! وہ نابینا تھے جبکہ میں تو نابینا نہیں تھی دوسری بات نابینا لوگوں میں "بو" محسوس کرنے یا سونگھنے کی حس زیادہ ہوتی ہے اور میں نہیں چاہتی کہ کوئی غیر مرد میری خوشبو بھی محسوس کرے۔"

رسولِ خداؐ نے فرمایا: بے شک تم میرے وجود کا حصہ ہو۔ (۱)

(۱) بحارالانوار: ۴۳/ ۹۱۔ الحدیث: ۱۶

يا فاطمة! ألا اعلّمك دعاءً....؟

روى السيّد علىّ بن الحسين بن باقىّ فى مصباحه بعد ذكر فاطمةً: وجدت فى بعض كتب أصحابنا ما هذا صورته باسناد متّصل عن عبدالله بن الحسن عن أبيه، عن جدّه الحسين بن علىّ، عن أمة فاطمةً قالت:

قال لى رسول اللهً: يا فاطمة! ألا أعلّمك دعاءً لا يدعو به أحد إلّا استجيب له ولا يعمل فى صاحبه سحر ولا شىء، ولا يعرض له شيطان، ولا ترد له دعوة، وتقضى حوائجه كلّها، الّتى يرغب إلى الله فيها عاجلها وآجلها؟

قلت: أجل يا أبت لهذا والله أحبّ إلىّ من الدنيا وما فيها، ذكره بعد صلاة الزهراءً مصنف الكتاب الّذى وجدته فيه قال تقولين:

فإنّه يقال لك: يا فاطمة! نعم نعم.(١)

يا الله يا أعزّ مذكور وأقدمه قدماً فى العزّ والجبروت، يا الله يا رحيم كلّ مترحّم ومفزع كلّ ملهوف، يا الله يا راحم كلّ حزين يشكوبثه وحزنه إليه، يا الله يا خير من طلب المعروف منه وأسرعه إعطاء، يا الله يا من تخاف الملائكة المتوقدة بالنور منه.

(١) بحار الأنوار:٨٨/١٨١ـ١٨٣.

أسألك بالأسماء الّتي يدعوك بها حملة عرشك، ويسبّحون لها شفقة من خوف عذابك، وبالأسماء الّتي يدعوك بها جبرئيل وميكائيل وإسرافيل إلّا أجبتني، وكشفت كربتي يا إلهي، وسترذنوبي. يا من يأمر بالصيحة فى خلقه فاذا هم بالساهرة.

أسألك بذلك الاسم الّذى تحيي به العظام وهى رميم أن تحى قلبي وتشرح صدرى، وتصلح شأنى، يا من خصّ نفسه بالبقاء، وخلق لبريّته الموت والحياة، يا من فعله قول وقوله أمر و أمره ماض على ما يشاء.

وأسألك باسمك الّذى دعاك بها خليلك حين القى فى النار، فاستجب له وقلت يا نار كونى برداً وسلاماً على إبراهيم، وبالاسم الّذى دعا به موسى من جانب الطور الأيمن فاستجبت له دعاءه، وبالاسم الّذى كشفت به عن أيوب الضرّ وتبت على داود و سخّرت لسليمان الريح تجرى بأمره، والشياطين وعلمته منطق الطير، وبالاسم الّذى وهبت لزكريّا يحى وخلقت به عيسى من روح القدس من غير أب، وبالاسم الّذى خلقت به العرش والكرسى وبالاسم خلقت به الروحانيّين وبالاسم الّذى خلقت به الجنّ والانس وبالاسم الّذى خلقت به جميع الخلق، وجميع ما أردت من شىء، وبالاسم الّذى قدرت به على كل شىء أسألك بهذه الأسماء لما أعطيتنى وقضيت بها حوائجى.

اے فاطمہؑ!
کیا تم چاہتی ہو کہ میں تمہیں دعا تعلیم کروں؟

سید بن طاووسؒ لکھتے ہیں: حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن جناب رسول خداؐ نے میری والدہ جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا: اے فاطمہؑ! کیا تم چاہتی ہو کہ میں تمہیں ایسی دعا تعلیم دوں کہ جو بھی اسے خلوص و یقین سے پڑھے تو وہ دعا ضرور مستجاب ہو۔ اور اگر تم اسے پڑھو گی تو تم پر جادو اثر نہ کرے گا دشمن کا وار خطاء ہوگا، شیطان ہرگز تمہارے قریب نہ آ سکے گا اور اللہ تعالیٰ کبھی تجھ سے ناراض نہ ہوگا۔ اور نہ تیرا دل کبھی حق سے منحرف ہوگا، کوئی دعا رد نہیں ہوگی اور ہر حاجت پوری ہو گی۔

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا: کیوں نہیں، بابا جان!
ایسی دعا میرے لیے دنیا اور نعمات دنیا سے زیادہ افضل ہے۔ (1)

دعا کا متن یہ ہے:

يا الله يا أعزّ مذكور وأقدمه قدماً في العزّ والجبروت، يا الله يا رحيم كلّ مترحّم ومفزع كلّ ملهوف، يا الله يا راحم كلّ حزين يشكوبثه وحزنه إليه، يا الله يا خير من طلب المعروف منه وأسرعه إعطاء، يا الله يا من تخاف الملائكة المتوقدة بالنور منه.

أسألك بالأسماء الّتي يدعوك بها حملة عرشك، ويسبّحون لها شفقة من خوف عذابك، وبالأسماء الّتي يدعوك بها جبرئيل وميكائيل وإسرافيل إلّا أجبتني، وكشفت كربتي يا إلهي،

وسترذنوبي. يا من يأمر بالصيحة في خلقه فاذا هم بالساهرة.

أسألك بذلك الاسم الّذي تحيي به العظام وهي رميم أن تحي قلبي، وتشرح صدري، وتصلح شأني، يا من خصّ نفسه بالبقاء، وخلق لبريّته الموت والحياة، يا من فعله قول وقوله أمر و أمره ماض على ما يشاء.

وأسألك باسمك الّذي دعاك بها خليلك حين القي في النار، فاستجب له وقلت يا نار كوني برداً وسلاماً على إبراهيم، وبالاسم الّذي دعا به موسى من جانب الطور الأيمن فاستجبت له دعاء، وبالاسم الّذي كشفت به عن أيوب الضرّ وتبت على داود و سخّرت لسليمان الريح تجري بأمره، والشياطين وعلمته منطق الطير، وبالاسم الّذي وهبت لزكريّا يحى وخلقت به عيسى من روح القدس من غير أب، وبالاسم الّذي خلقت به العرش والكرسي وبالاسم خلقت به الروحانيّين وبالاسم الّذي خلقت به الجنّ والانس وبالاسم الّذي خلقت به جميع الخلق، وجميع ما أردت من شيء، وبالاسم الّذي قدرت به على كل شيء أسألك بهذه الأسماء لما أعطيتني وقضيت بها حوائجي.

(۱) بحارالانوار: ۸۸/۱۸۱_۱۸۳

فصل سوم

مصائبِ زہراء علیہا السلام کے متعلق

كيف أصبحت عن ليلتك
يا بنت رسول اللهؐ!

ﷺ في المناقب: دخلت أمّ سلمة على فاطمةؑ فقالت لها: كيف أصبحت عن ليلتك يا بنت رسول الله؟

قالت: أصبحت بين كمد وكرب، فقد النبي وظلم الوصي، هتك والله حجابه، من أصبحت إمامته مقبضة [مقتضبة]على غير ما شرع الله في التنزيل، وسنّها النبيؐ في التأويل ولكنّها أحقاد بدريّة، وترات أحديّة، كانت عليها قلوب النفاق مكتمنة لامكان الوشاة.

فلمّا استهدف الأمر أرسلت علينا شآبيب الآثار من مخيلة الشقاق فيقطع وتر الإيمان من قسي صدورها، ولبئس ـ على ما وعد الله من حفظ الرسالة وكفالة المؤمنين ـ أحرزوا عائدتهم غرور الدنيا بعد استنصار انتصار ممّن فتك بآبائهم في مواطن الكرب، ومنازل الشهادات.

قال العلّامة المجلسيؒ:

كان الخبر في المأخوذ منه مصحّفاً محرفاً، ولم أجده في موضع آخراً صحّحه به فأوردته على ماوجدته.(۱)

(١) للناقب ٢٠٣/٣٢، بحارالأنوار: ١٥٦/٣٣ الحديث٥.

اے دخترِ پیغمبرؐ!
آپؑ نے کس حال میں صبح کی؟

روایات میں ملتا ہے کہ رسولِ خداؐ کی رحلت کے بعد حضرت ام سلمہؓ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور پوچھا:

''اے دخترِ رسولِ خدا! آپؑ نے کس حالت میں صبح کی؟''

حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: میں نے بہت کرب و غم میں صبح کی ہے۔ بابا نے وفات پائی، ان کے وصی پر ظلم کیا گیا، رسول اللہ کا حجاب تار تار کر دیا گیا۔

خدا کی قسم! حق امامت کو فرمانِ خدا اور سنتِ رسولؐ کے خلاف ظالمانہ طور پر غصب کر لیا گیا اور دوسروں کے سپرد کر دیا گیا۔

ان کے اس عمل کی وجہ یہ ہے کہ ان کے سینے بدر و احد کے کینوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اب تک انہوں نے اپنی یہ دشمنی اپنے سینوں میں چھپا رکھی تھی اور اب انہیں اس کے اظہار کا موقع مل گیا ہے۔

جی ہاں! جب انہوں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا تو ہم پر ظلم کی بارش کر دی۔ انہوں نے اپنی سنگ دلی سے ایمان کی رسی کو توڑ دیا۔ (۱)

---

(۱) المناقب، جلد: ۲/ ۲۰۳۔ بحار الانوار، جلد: ۴۳/ ۱۵۶۔ حدیث: ۵

أمنفذ أنت وصيّتي وعهدي؟

﴿۲﴾ ثمّ قال: وحدّثنا بهذا الحديث [أبو الحسن] عليّ بن محمّد بن الحسن المعروف بابن مقبرة القزويني قال: أخبرنا أبو عبدالله جعفربن محمّد بن حسن بن جعفر بن حسن بن حسن بن عليّ بن أبي طالبؑ قال: حدّثنا محمّد بن علي الهاشمي، قال: حدّثنا عيسى بن عبدالله بن محمد بن عمر بن عليّ بن أبي طالبؑ قال: حدّثني أبي، عن أبيه، عن جدّه، عن عليّ بن أبي طالبؑ قال:

لمّاحضرت فاطمةؑ الوفاة دعتني فقالت: أمنفذ أنت وصيّتي وعهدي؟

قال: قلت: بلى انفذها.

فأوصت إليه وقالت: إذا أنا متّ فادفني ليلاً ولا تؤذنن رجلين ذكرتهما.

قال: فلمّا اشتدت علتها اجتمع إليها نساء المهاجرين والأنصار فقلن: كيف أصبحت يابنت رسول الله من علّتك؟

فقالت: أصبحت والله عائفة لدنياكم، وذكر الحديث نحوه.

قال الصدوقؒ: سألت أبا أحمد الحسين بن عبدالله بن سعيد

العسكري عن معنى هذا الحديث.

فقال: أمّا قولها صلوات الله عيها: عائفة.... إلى آخر ما ذكره. (1)

(1) بحار الأنوار: ٣٢/١٥٨ الحديث ٨، وراجع أميلي الأخبار ص ٣٥٢.

کیا میری وصیت پوری کریں گے؟

بحذف اسناد!

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: جب حضرت زہراء علیہا السلام کا وقت وفات قریب آیا تو انہوں نے مجھے طلب کیا اور عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! کیا میں آپ کو وصیت کروں، آپؑ اسے انجام دے سکیں گے؟

میں نے کہا: ہاں میں ضرور عمل کروں گا۔

حضرت زہراء علیہا السلام نے وصیت کرتے ہوئے کہا: جب میں اس دنیا سے چلی جاؤں جب میری روح پرواز کر جائے تو مجھے رات میں دفن کرنا اور "ان" دو کو میرے جنازہ اور آخری مراسم میں شرکت کی اجازت مت دینا۔ (۱)

---

(۱) بحار الانوار: ۴۳/۱۵۸ الحدیث: ۸، دوا رابح! معانی الاخبار، ص: ۳۵۶

يا بنت رسول الله!
كيف أصبحت عن علّتك؟

حدّثنا أحمد بن الحسن القطّان، قال: حدّثنا عبدالرحمان بن محمّد الحسينى، قال: حدّثنا أبو الطيب محمّد بن الحسين بن حميد اللخمى، قال: حدثّنا أبو عبدالله محمّد بن زكريّا، قال: حدّثنا محمّد بن عبدالرحمان المهلبي، قال: حدّثنا عبدالله بن محمّد بن سليمان، عن أبيه، عن عبدالله بن الحسن عن أمّه فاطمة بنت الحسينؑ قالت:

لمّا اشتدت علّة فاطمة بنت رسول اللهؐ وغلبها، اجتمع عندها نساء المهاجرين والأنصار، فقلن لها: يا بنت رسول اللهؐ! كيف أصبحت عن علتك؟

فقالتؑ: أصبحت والله عائفة لدنياكم، قالية لرجالكم لفظتهم قبل عجمتهم وشنئتهم بعد أنّ سبرتهم، فقبحاً لفلول الحدّ، وخور القناة، وخطل الرأى، وبئس ما قدمت لهم أنفسهم أنّ سخط الله عليهم وفى العذاب هم خالدون، لا جرم لقد قلدتهم ربقتها، وشننت عليهم غارها فجدعاً، وعقراً وسحقاً للقوم الظالمين.

ويحهم أنّى زحزحوها عن رواسى الرسالة، وقواعد النبوّة، ومهبط الوحي الأمين، والطبين بأمر الدنيا والدين؟

ألا ذلك هو الخسران المبين.

وما نقموا من أبى الحسن، نقموا والله منه نكير سيفه وشدّة وطئه، ونكال وقعته وتنمره فى ذات الله عزّوجلّ.

والله لو تكافوا عن زمام نبذه رسول اللهؐ إليه لا عتلقه، ولسار بهم سيراً سجحاً لا يكلم خشاشه، ولا يتعتع راكبه، ولاوردهم منهلاً نميراً فضفاضاً تطفح ضفتاه ولا صدرهم بطاناً قد تحير بهم الرى غير متحل منه بطائل إلّا بغمر الماء وردعه شررة الساغب، والفتحت عليهم بركات من السماء والأرض، وسيأخذهم الله بما كانوا يكسبون.

ألا هلمّ فاسمع وما عشت أراك الدهر العجب، وإن تعجب فقد أعجبك الحادث إلى أى سناد استندوا؟ وبأىّ عروة تمسكوا؟

استبدلوا الذنابي والله بالقوادم والعجز بالكاهل. فرغماً لمعاطس قوم يحسبون أنهم يحسنون صنعاً ألا إنهم هم المفسدون ولكن لا يشعرون،

أَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ (یونس)

أما لعمر إلهك لقد لقحت فنظره ريث ما تنتج ثمّ احتلبو اطلاع القعب دماً عبيطاً، وذعافاً ممقراً، هنالك يخسر المبطلون ويعرف التانون، غب ما سنّ الأوّلون، ثمّ طيبوا عن أنفسكم أنفساً وطأمنوا للفتنة جاشا.

وأبشروا بسيف صارم، وهرج شامل، واستبداد من الظالمين يدع فيئكم زهيدا، وزرعكم حصيدا فياحسرتى لكم، وأنى بكم، وقد عميت [قلوبكم] عليكم أن لزمكموها وأنتم لها كارهون.

ثمّ قال: حدّثنا بهذا الحديث [أبو الحسن] علىّ بن محمّد بن الحسن المعروف بابن مقبرة القزوينى قال: أخبرنا أبو عبدالله جعفر بن محمّد بن حسن بن جعفر بن حسن بن حسن بن علىّ بن أبى طالبؑ قال: حدّثنا محمّد بن على الهاشمى، قال: حدّثنا عيسى بن عبدالله بن محمّد بن عمر بن علىّ بن أبى طالبؑ قال: حدّثنى أبى، عن أبيه عن جدّه، عن علىّ بن أبى طالبؑ قال: لمّا حضرت فاطمةؑ الوفاة دعتنى فقالت: أمنفذ أنت وصيّتى وعهدى؟

قال: قلت: بلى انفذها.

فأوصت إليه وقالت: إذا أنامت فادفنى ليلاً ولا تؤذنن رجلين ذكرتهما....(١)

قال سويد بن غفلة: لمّا مرضت فاطمةؑ المرضة الّتى توفيت فيها اجتماع إليها نساء المهاجرين والأنصار يعدنها، فقلن لها: كيف أصبحت من علّتك يا ابنة رسول الله؟

فحمدت الله وصلت على أبيها ثمّ قالت. أصبحت والله عائفة لدنيا كن، قالية لرجالكن، لفظتهم بعد أنّ عجمتهم وشنأتهم بعد أنّ سبرتهم، فقبحا لفلول الحد واللعب بعد الجد، وقرع الصفاة وصدع القناة، وخطل الآراء، وزلل الأهواء، وبئس

(١) بحارالأنوار:١٥٨/٤٣ الحديث٨، وراجع إمعانى الأخبار ص٣٥٦.

ما قدمت لهم أنفسهم أنّ سخط الله عليهم وفى العذاب هم خالدون.

لا جرم لقد قلدتهم ربقتها، وحملتهم أوقتها، وشننت عليهم عارها، فجدعاً وعقراً، وبعداً للقوم الظالمين.

ويحهم أنّى زعزعوها عن رواسى الرسالة، وقواعد النبوّة والدلالة، ومهبط الروح الأمين والطبين بأمور الدنيا والدين؟ ألا ذلك هو الخسران المبين.

وما الّذى نقموا من أبى الحسن؟ نقموا منه والله نكير سيفه، وقلّة مبالاته بحتفه، وشدّة وطأته ونكال وقعته، وتنمّره فى ذات الله.

وتالله لو مالوا عن المحجّة اللائحة وزالوا عن قبول الحجّة الواضحة لردّهم إليها وحملهم عليها، ولسار بهم سيراً سجحاً لا يكلم خشاشه، ولا ياكل سائره، ولا يملّ راكبه، ولاوردهم منهلاً نميراً صافياً وريّاً تطفح صفتاه، ولا يترنق جانباه ولا صدرهم بطاناً، ونصح لهم سرّاً وإعلاناً، ولم يكن يحلى من الغنى بطائل، ولا يحظى من الدنيا بنائل، غير زى الناهل، وشبعة الكافل، ولبان لهم الزاهد من الراغب، والصادق من الكاذب،

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۝ [الاعراف] وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ۝ [الزمر:]

ألا هلّم فاستمع وما عشت أراك الدهر عجباً و إن تعجب فعجب قولهم، ليت شعري إلى أىّ سناد استندوا؟ وعلى أىّ عماد اعتمدوا؟ وبأيّة عروة تمسكوا؟

وعلى أيّة ذرّية أقدموا واحتنكوا لبئس المولى ولبئس العشير وبئس للظالمين بدلاً؟

استبدلوا والله الذنابى بالقوادم، والعجز بالكاهل، فرغماً لمعاطس قوم يحسبون أنهم يحسنون صنعاً ألا إنّهم هم المفسدون ولكن لا يشعرون.

أَفَمَنْ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ [یونس]

أما لعمرى لقد لقحت فنظرة ريثما تنتج، ثمّ احتلبوا ملء القعب دماً عبيطاً وذعافاً مبيداً، هنالك يخسر المبطلون، ويعرف التالون، غب ما أسس الأوّلون ثمّ طيبوا عن دنياكم أنفساً، واطمئنوا للفتنة جاشاً، وأبشروا بسيف صارم وسطوة معتد غاشم، وبهرج شامل، واستبداد من الظالمين، يدع فيئكم زهيدا وجمعكم حصيداً.

فيا حسرة لكم، وأنّى بكم، وقد عميت عليكم أنلزمكموها وأنتم لها كارهون.

قال سويد بن غفلة: فأعادت النساء قولها على رجالهن.

فجاء إليها قوم من وجوه المهاجرين والأنصار معتذرين، وقالوا: يا سيّدة النساء! لو كان أبو الحسن ذكرلنا هذا الأمر من قبل أنّ نبرم العهد، ونحكم العقد، لما عدلنا إلى غيره(!!)

فقالتْ: إليكم عنّى فلا عذر بعد تعذيركم ولا أمر بعد تقصيركم. (۱)

الحفّار عن إسماعيل بن على الدعبلى، عن أحمد بن على الخزاز، عن أبى سهل الدقاق، عن عبدالرزاق وقال الدعبلى: وحدّثنا إسحاق بن إبراهيم الديرى، عن عبدالرزّاق، عن معمر، عن الزهرى عن عبيدالله بن عبدالله بن عتبة بن مسعود، عن ابن عبّاس قال:

دخلن نسوة من المهاجرين والأنصار على فاطمة بنت رسول الله يعدنها فى علّتها، فقلن: السلام عليك يا بنت رسول الله! كيف أصبحت؟

فقالت: أصبحت والله عائفة لدنيا كن، قالية لرجالكن، لفظتهم بعد إذ عجمتهم وشنئتهم بعد أنّ سبرتهم فقبحا لافون الرأى، وخطل القول، وخور القناة، ولبئس ما قدمت لهم أنفسهم أنّ سخط الله عليهم وفى العذاب هم خالدون.

لا جرم والله لقد قلدتهم ربقتها، وشننت عليهم غارها، فجدعا ورغما للقوم الظالمين.

ويحهم أنّى زحزحوها عن أبى الحسن؟ مانقموا والله منه إلّا نكير سيفه ونكال وقعه، وتنمرّه فى ذات الله.

وتالله لو تكافوا عليه عن زمام نبذه إليه رسول الله لا عتلقه، ثمّ لساربهم سيرة سجحاً فإنّه قواعد الرسالة، ورواسى النبوة ومهبط الروح الأمين، والطبين بأمر الدين والدنيا والآخرة

(۱) بحار الأنوار: ۱۵۹/۴۳ الحديث۹.

ألا ذلك هو الخسران المبين.

والله لا يكتلم خشاشه، ولا يتعتع راكبه، ولاوردهم منهلاً روياً فضفاضاً تطفح صفته، ولا صدرهم بطانا قد خثربهم الرى غير متحل بطائل إلّا تغمر الناهل ودرع سورة سغب، ولتفحت عليهم بركات من السماء والأرض وسيأخذهم الله بما كانوا يكسبون.

فهلمّ فاسمع عشت أراك الدهر عجباً، وإن تعجب بعد الحادث فما بالهم؟ بأىّ سند استندوا؟ أم بأيّة عروة تمسكوا؟ لبئس المولى ولبئس العشير، وبئس للظالمين بدلاً.

استبدلوا الذنابى بالقوادم والحرون بالقاحم، والعجز بالكاهل، فتعساً لقوم يحسبون أنهم يحسنون صنعاً ألا إنهم هم المفسدون ولكن لا يشعرون، أفمن يهدى إلى الحق أحق أنّ يتبع أن لا ى هدى إلّا أنّ يهدى فما لكم كيف تحكمون.

لقحت فنظرة ريث ما تنتج، ثم احتلبوا طلاع القعب دماً عبيطاً وذعافاً ممضاً هنالك يخسر المبطلون، ويعرف التالون غب ما أسكن الأوّلون، طيبوا بعد ذلك عن أنفسكم لفتنها، ثم اطمئنوا للفتنة جأشاً، وأبشروا بسيف صارم، وهرج دائم شامل، واستبداد من الظالمين، فزرع فيئكم زهيداً وجمعكم حصيداً، فياحسرة لهم، وقد عميت عليهم الأنباء أنلزمكموها وأنتم لها كارهون.

قال العلاّمة المجلسیؒ:

روى صاحب((كشف الغمّة)) الروايتين أوردهما الصدوق عن

كتاب ((السقيفة)) بحذف الإسناد.

ورواه ابن أبي الحديد في ((شرح نهج البلاغة)) عن أحمد بن عبدالعزيز الجوهري، عن محمّد بن زكريّا، عن محمّد بن عبدالرحمان إلى آخر ما أورده الصدوق و إنّما أوردتها مكررة للاختلاف الكثير بين رواياتها وشدّة الاعتناء بشأنها، ولنشرحها لاحتياج جلّ فقراتها إلى الشرح والبيان زيادة على ما أورده الصدوق والله المستعان.

قولهاؑ: ((عائفة)) أي كارهة، يقال: عاف الرجل الطعام يعافيه عيافاً إذا كره.

و ((القالية)): المبغضة قال تعالى:

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿٣﴾(١)

ولفظت الشيء من فمي: أي رميته وطرحته.

و ((العجم)): العض تقول: عجمت العود أعجمه بالضم إذا عضضته.

((وشنأه)) كمنعه وسمعه أبغضه، وسبرتهم أي اختبرتهم.

فعلى ما في أكثر الروايات المعنى طرحتهم وأبغضتهم بعد امتحانهم ومشاهدةسيرتهم وأطوارهم

وعلى رواية الصدوق المعنى: أنّي كنت عالمة بقبح سيرتهم وسوء سيريرتهم فطرحتهم، ثمّ لمّا اختبرتهم شنئتهم وأبغضتهم أي تأكد إنكاري بعد الاختبار.

ويحتمل أن يكون الأوّل إشارة إلى شناعة أطوارهم

(١) الضحى:٣

الظاهرة، والثانى إلى خبث سرائرهم الباطنة.

قولها: ((فقبحا لفلول الحدّ.... إلى قولها: خالدون)) قبحاً بالضمّ مصدر حذف فعله إمّا من قولهم: قبحه الله قبحاً، أو من قبح بالضمّ قباحة. فحرف الجرّ على الأوّل داخل على المفعول، وعلى الثانى على الفاعل.

((والفلول)) بالضم: جمع فل بالفتح، وهو الثلمة والكسر فى حدّ السيف وحكى الخليل فى العين يكون مصدراً ولعلّه أنسب بالمقام، وحدّ الشيء شباته، وحدّ الرجل بأسه.

((والخور)): بالفتح والتحريك: الضعف.

و((القناة)): الرمح.

و((الخطل)): بالتحريك المنطق الفاسد المضطرب، وخطل الرأى فساده واضطربه.

قولها: و((اللعب بعد الجدّ)): أى أخذتم دينكم باللعب والباطل بعد أنّ كنتم مجدّين فيه آخذين باحجّة.

قولها: وقرع الصفاة ((الصفاة)): الحجر الأملس أى جعلتم أنفسكم مقرعاً لخصامكم حتّى قرعوا صفاتكم أيضاً.

قال الجزرى فى حديث معاوية: يضرب صفاتها بمعولة، وهو تمثيل أى اجتهد عليه وبالغ فى امتحانه واختباره، ومنه الحديث: لا يقرع لهم صفاة، أى لا ينالهم أحد بسوء، انتهى.

أقول: لا يبعد أن يكون كناية عن عدم تأثير حليتهم بعد ذلك، وفلول حدّهم كما أنّ من يضرب السيف على الصفاة لا يؤثر فيها ويفل السيف.

وصدع القناة: شقها.

والسأمة: الملال.

وقال الجزري: في حديث عليؑ: إيّاك و مشاورة النساء، فإنّ رأيهن إلى أفن: الأفن النقص، ورجل أفن ومأفون أى ناقص العقل، وقوله تعالى: أَنْ سَخِطَ اللهُ هو المخصوص بالذمّ، أو علّة الذمّ، والمخصوص محذوف أى لبئس شيئاً ذلك كسبهم السخط والخلود.

قولهاؑ: ((لاجرم لقد قلّدتهم ربقتها))، لا جرم كلمة تورد لتحقيق الشيء، والربقة فى الأصل عروة فى حبل تجعل فى عنق البهيمة أويدها تمسكها، ويقال للحبل الّذى تكون فيه الربقة: ربق و تجمع على ربق ورباق و أرباق.

والضمير فى ربقتها راجع إلى الخلافة المدلول عليها بالقمام، أو إلى فدك أو حقوق أهل البيتؑ جعلت إثمها لازمة لرقابهم كالقلائد.

قولهاؑ: ((وشننت عليهم غارها)) الشن: رشن الماء رشاً متفرقاً، والسن بالمهملة الصب المتّصل ومنه قولهم: شبت عليهم الغارة إذا فرقت عليهم من كلّ وجه.

قولهاؑ: ((وحملتهم أوقها)) قال الجوهرى: الأوق: الثقل، يقال: ألقى عليه أوقه، وقد أوقته تأويقاً أى حملته المشقة والمكروه.

قولهاؑ: ((فجدعاً وعقراً)) الجدع قطع الأنف أو الأذن أو الشفة، وهو بالألف أخصّ ويكون بمعنى الحبس و ((العقر)) بالفتح الجرح ويقال فى الدعاء على الإنسان: عقراً له وحلقاً، أى

عقر الله جسده و أصابه بوجع فى خلقه.

وأصل العقر ضرب قوائم البعير أو الشاة بالسيف ثم اتسع فيه فاستعمل فى القتل والهلاك، وهذه المصادر يجب حذف الفعل منها.

و((السحق)) بالضم: البعد.

قولهاؓ: ((ويحهم أنّى زحزحوها عن رواسى الرسالة))؟

ويح كلمة تستعمل فى الترحّم والتوجّع والتعجّب ووالزحزحة: التنحية: والتبعيد، والزعزعة: التحريك.

والرواسى من الجبال: الثوابت الرواسخ، وقواعد البيت: أساسه.

قولهاؓ: ((والطبين))، هو بالطاء المهملة والباء الموحدة الفطن الحاذق.

قولهاؓ: ((وما نقموا من أبى الحسن..... إلى قولها: فى ذات الله)).

وفى ((كشف الغمة)) وما الّذى نقموا من أبى الحسن، يقال: نقمت على الرجل كضربت.

وقال الكسائى: كعلمت لغة أى عتبت عليه وكرهت شيئاً منه، والتنكير: الإنكار والتنكر: التغير عن حال يسرّك إلى حال تكرهها، والاسم النكير، وماهنا يحتمل المعنيين والأوّل أظهر أى إنكار سيفه، فإنّهؑ كان لا يسلّ سيفه إلّا لتغير المنكرات.

و ((الوطأة)) الأخذة الشديدة والضغطة، وأصل الوطئ: الدوس بالقدم ويطلق على الغز والقتل، لأنّ من يطأ الشيء

برجليه فقد استقصى فى هلاكه وإهانته.

و ((النكال)): العقوبة التى تنكل الناس.

و ((الوقعة)) صدمة الحرب، وتنمّر فلان أى تغيّر وتنكّر و أوعد، لأنّ النمر لا تلقاه أبداً إلّا متنكرا غضبان.

قولها: ((فى ذات الله))، قال الطيبى: ذات الشىء نفسه وحقيقته، والمراد ما أضيف إليه.

وقال الطبرسى فى قوله تعالى:

وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ [الانفال:١]

كناية عن المنازعة والخصومة، والذات: هى الخلقة والبنية، يقال: فلان فى ذاته صالح أى فى خلقته وبنيته. يعنى أصلحوا نفس كلّ شىء بينكم، أو أصلحوا حال كلّ نفس بينكم.

وقيل: معناه و أصلحوا حقيقة وصلكم وكذلك معنى ((اللهمّ أصلح ذات البين)) أى أصلح الحال التى بها يجتمع المسلمون، انتهى.

أقول: فالمراد بقولها: ((فى ذات الله))، أى فى الله ولله بناء على المراد بالذات الحقيقة، أو فى الامور والأحوال التى تتعلق بالله من دينه و شرعه وغير ذلك كقوله تعالى: إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ أى المضمرات التى فى الصدور.

قولها: ((وتاقيلوما لوا))، أى بعد أن مكنوه فى الخلافة.

قولها: ((وتالله لو تكافوا..... إلى قولها: بما كانوا يكسبون))

التكاف: تفاعل من الكفّ وهو الدفع والصرف، والزمام ككتاب الخيط الّذى يشدّ فى البرة، أو الخشاش ثمّ يشدّ فى طرفه المقود،

وقد يسمّى المقود زماماً، ونبذه أى طرحه وفى الصحاح اعتقله أى أحبّه، ولعلّه هنا بمعنى تعلّق به وإن لم أجد فيما عندنا من كتب اللغة.

والسجح ـ بضمّتين ـ اللين السهل.

والكلم: الجرح.

والخشاش بكسر الخاء المعجمة: ما يجعل فى أنف البعير من خشب ويشدّ به الزمام ليكون أسرع لا نقياده وتعتعت الرجل أى أقلقته وأزعجته.

والمنهل: المورد وهو عين ماء ترده الإبل فى المراعى وتسمّى المنازل الّتى فى المفاوز على طرق السفار: مناهل. لأنّ فيها ماء قاله الجوهرى، وقال: ماء نمير أى ناجع عذباً كان أو غيره.

وقال الصدوق(رح) نقلاً عن الحسين بن عبدالله بن سعيد العسكرى: النمير الماء النامى فى الجسد. (۱)

وقال الجوهرى: الروى سحابة عظيمة القطر شديدة الوقع ويقال: شربت شرباً روياً.

والضفاض: الواسع، يقال: ثوب فضفاض، وعيش فضفاض، ودرع فضفاضة وضعتا النهر بالسكر.

وقيل: وبالفتح: أيضاً: جانباه، وتطفح، أى تمتلئ حتّى تفيض.

ورنق الماء كفرح ونصر ترنق: كدر، وصار الماء رونقة: غلب الطين على الماء، والترنوق: الطين الّذى فى الأنهار والمسيل.

(۱) وفى معانى الأخبار ص ۳۵۴ و ((النمير)): للماء النّامى فى الجسد، وقال فى ذيله بأنّه الصواب، فإنّ الجسد من الوهين بالأنقطع ماؤها.

فالظاهر أنّ المراد بقولها: ولا يترنق جانباه، أنّه لا ينقص الماء حتّى يظهر الطين والحمأ من جانبي النهر ويتكدر الماء بذلك.

وبطن كعلم: عظم بطنه من الشبع، ومنه الحديث: تغدو خماصاً وتروح بطاناً، والمراد عظم بطنهم من الشرب.

وتحير الماء، أى اجتمع ودار كالمتحيّر يرجع أقصاه إلى أدناه، ويقال: تحيرت الأرض بالماء، إذ امتلات.

ولعل الباء بمعنى فى أى تحيرفيهم الرى، أو للتعدية أى صاروا حيارى لكثرة الرى، والرى بالكسر والفتح ضد العطش.

وفى رواية الشيخ: قد خثر، بالخاء المعجمة والثاء المثلثة أى أثقلهم من قولك: أصبح فلان خاثر النفس، أى ثقيل النفس غير طيب ولا نشيط، وحلى منه بخير كرضى أى أصاب خيراً.

وقال الجوهرى: قولهم: لم يحل منها بطائل أى لم يستفد منها كثير فائدة، والتحلى: التزين.

والطائل: الغناء والمزية، والسعة والفضل، والتغمر، هو الشرب دون الرى، مأخوذ من الغمر بضمّ الغين المعجمة وفتح الميم وهو القدح الصغير.

والناهل: العطشان والريان، والمراد هنا الأوّل.

والردع: الكلف والدفع والردعة: الدفعة منه،

وفى جميع الروايات سوى ((معانى الأخبار)): سورة الساغب وفيه: شررة الساغب، ولعلّه من تصحيف النسّاخ.

والشرر: ما يتطاير من النار، ولا يبعد أن يكون من الشرة بمعنى الحرص.

وسورة الشيء بالفتح: حدّته وشدّته.

والسغب: الجوع.

وقال الفيروز آبادی: الحظوة بالضم والكسر، والحظة كعدة: المكانة والحظ من الرزق وخطی كلّ واحد من الزوجين عند صاحبه كرضي.

والنائل: العطية، ولعلّ فيه شبه القلب.

وقال الفيروز آبادی: الكافل: العائل، والّذی لا يأكل أو يصل الصيام والضامن انتهى.

أقول: يمكن أن يكون هنا بكلّ من المعنيين الأوّلين، ويحتمل أن يكون بمعنى كافل اليتيم، فإنّه لا يحل له الأكل إلّا بقدر البلغة.

وحاصل المعنى أنّه لو منع كلّ منهم الآخرين عن الزمام الّذی نبذه رسول اللهؐ وهو تولّی أمر الأمة، لتعلّق به أمير المؤمنينؑ أو أخذه محبّاً له ولسلك بهم طريق الحقّ من غير أن يترك شيئاً من أوامر الله أو يتعدّی حدّاً من حدوده، ومن غيره أن يشقّ على الأمّة، ويكلّفهم فوق طاقتهم ووسعهم، ولفازوا بالعيش الرغيد فی الدنيا والآخرة ولم يكن ينتفع من دنياهم وما يتولّى من أمرهم إلّا بقدر البلغة وسدّ الخلة..

قولهاؑ: ((الاهلمّ سمع)). فی رواية ابن أبی الحديد: ((الاهلمّ فاسمعن وما عشتن أراكن الدهر عجباً بالى أی لجا لجأوا واسندوا وبأی تمسكوا لبئس المولى ولبئس العشير وبئس للظالمين بدلاً)).

قال الجوهري: هلمّ يا رجل! بفتح الميم بمعنى تعال، يستوى فيه الواحد والجمع والتأنيث، فى لغة أهل الحجاز وأهل نجد يصرفونها فيقولون للاثنين: هلمّا، وللجمع: هلمّوا، وللمرأة: هلمّى، وللنساء: هلممن، ولأوّل أفصح، وإذا أدخلت عليه النون الثقيلة قلت: هلمن يا رجل! وللمرأة: هلمن بكسر الميم وفى التثنية: هلمان للمؤنث والمذكر جميعاً، وهلمن يا رجال! بضم الميم، وهلممنان يا نسوة! انتهى.

وعلى الروايات الآخر الخطاب عام.

قولها: ((وما عشتن)): أى أراكن الدهر شيئاً عجباً لا ينهب عجبه واغرابته مدّة حياتكن، أو يتجدد، لكن كل يوم أمر عجيب متفرّع على هذا الحادث الغريب.

وقال الجوهري: شعرت بالشيء أشعر به شعراً أى فطنت له ومنه قولهم: ليت شعري، أى ليتنى علمت.

واللجأ محركة: الملاذ والمعقل كالملجأ، ولجأت إلى فلان إذا استندت إليه واعتضدت به.

والسناد: ماليستند إليه.

وقال الجوهري: احتنك الجراد الأرض أكل ما عليها وأتى على نبتها، وقوله تعالى حاكياً عن إبليس:

لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ (١)

قال الفراء: يريد لا ستولين عليهم.

والمراد بالذرّية؛ ذرّية الرسول ﷺ.

(١) الاسراء: ٦٢

والمولى: الناصر والمحبّ.

والعشير: الصاحب المخالط المعاشر.

ولبئس للظالمين بدلاً، أى بئس البدل من اختاروه على إمام العدل وهو أمير المومنين .

قولها : ((استبدلوا....إلى قولها: كيف تحكمون)).

الذنابى بالضم: ذنب الطائر ومنبت الذنب والذنابى فى الطائر أكثر استعملاً من الذنب، وفى الفرس والبعير ونحوهما الذنب أكثر، وفى جناح الطائر أربع ذنابى بعد الخوا فى وهى ما دون الريشات العشر من مقدم الجناح الّتى تسمّى قوادم، والذنابى من الناس: السفلة والأتباع.

والحرون: فرس لا ينقاد، و إذا اشتدّت به الجرى وقف، وقحم فى الأمر قحوماً رى بنفسه فيه من غير روية، استعير الأوّل للجبان والجاهل، والثانى للشجاع والعالم بالأمور الّذى يأتى بها من غير احتياج إلى تروو تفكر..

والعجز كالعضد: مؤخر الشىء يؤنث ويذكر، وهو للرجل والمرأة جميعاً.

والكاهل: الحارك وهو ما بين الكتفين، وكاهل القوم عمدتهم فى المهمّات وعدّتهم للشدائد والملمات.

ورغماً مثلثة مصدر رغم أنفه أى لصق بالرغام بالفتح، وهو التراب ورغم الأنف يستعمل فى الذلّ والعجز عن الانتصار والانقياد على كره.

والمعاطس: جمع معطس بالكسر والفتح وهو الأنف.

وقرئ فى الآية ((هِدى)) بفتح الهاء و كسرها و تشديد الدال فأصله يهتدى، وبتخفيف الدال و سكون الهاء.

قولها : ((أما لعمر إلهك))..... إلى آخر الخبر.

وفى بعض نسخ ابن أبى الحديد: ((أما لعمر الله)).

وفى بعضها: ((أما لعمر إلهكن)).

والعمر بالفتح والضم: بمعنى العيش الطويل، ولا يستعمل فى القسم إلّا العمر بالفتح، ورفعه بالابتداء أى عمر الله قسمى ومعنى عمر الله بقاؤه ودوامه.

والقحت كعلمت أى حملت، والفاعل فعلتهم، أو فعالهم، أو الفتنة، أو الأزمة.

والنظرة بفتح النون و كسر الظاء: التأخير، واسم يقوم مقام الأنظار. ونظرة إمّا مرفوع بالخبرية والمبتدأ محذوف، كما فى قوله تعالى فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ،[1] أى فالواجب نظرة ونحو ذلك. وإمّا منصوب بالمصدريّة، أى انتظروا أو أنظروا نظرة قليلة، والأخير أظهركما اختاره الصدوقؒ.

((وريثما تنتج)): أى قدر ما تنتج، يقال:نتجت الناقة على مالم يسمّ فاعله تنتج نتاجاً وقد نتجها أهلها نتجاً و أنتجت الفرس إذاحان نتاجها.

والعقب: قدح من خشب يروى الرجل، أو قدح ضخم، واحتلاب طلاع القعب هو أن يملئ من اللبن حتّى يطلع عنه ويسيل.

(۱) البقرة:۲۸.

والعبيط: الطرى.

والذعاف كغراب: السم.

والمقر بكسر القاف: الصبر، وربّما يسكن، و أمقر أى صار مرّاً.

والمبيد: المهلك.

وأمضه الجرح: أوجعه.

وغب كلّ شىء عاقبته.

وطاب نفس فلان بكذا: أى رضى به من دون أنّ يكرهه عليه أحد، وطاب نفسه عن كذا أى رضى ببذله.

و ((نفساً)) منصوب على التميز.

وفى كتاب ((ناظر عين الغريبين))[1] طأمنته: سكنته فاطمأن.

والجأش مهموزاً: النفس والقلب أى اجعلوا قلوبكم مطمئنة لنزول الفتنة.

والسيف الصارم: القاطع.

والغشم: الظلم.

والهرج: الفتنة والاختلاط.

وفى رواية ابن أبى الحديد: ((وقرح شامل)) فالمراد بشمول القرح، إمّا للافراد أو للأعضاء.

والاستبداد بالشيء: التفرّد به.

والضمير المرفوع فى ((يدع)) راجع إلى الاستبداد.

والفئ: الغنيمة والخراج وما حصل للمسلمين من أموال

(١) كذا فى النسخ للبوعة ولم أتحققه، فراجع وتحرر.

الكفار من غير حرب.

والزهيد: القليل.

والحصيد: المحصود.

وعلى رواية: ((زرعكم)) كناية عن أخذ اموالهم بغير حق.

وعلى رواية: جمعكم يحتمل ذلك، وأن يكون كناية عن قتلهم واستئصالهم.

وأنّى بكم؟ أى: وأنّى تلحق الهداية بكم.

وعميت عليكم بالتخفيف أى خفيت والتبست، وبالتشديد على صيغة المجهول أى لبست، وقرئ فى الآية بهما. والضمائر فيها.

قيل: هى راجعة إلى الرحمة المعبر عن النبوة بها، وقيل: إلى البينة وهى المعجزة، أو اليقين والبصيرة فى أمر الله.

وفى المقام يحتمل رجوعها إلى رحمة الله الشاملة للإمامة والاهتداء إلى الصراط المستقيم بطاعة إمام العدل أو إلى الإمامة الحقة وطاعة من اختاره الله وفرض طاعته، أو إلى البصيرة فى الدين ونحوها.

واليكم عنّى: أى كفوا وأمسكوا.

وقولها: بعد تعذيركم أى تقصيركم.

والمعذر: المظهر للعذر اعتلالاً من غير حقيقة. (۱)

(۱) بحار الأنوار:۱۶۱/۳۳ الحديث ۱۰.

آپؑ کا کیا حال ہے؟

بحذف اسناد۔

سوید بن غفلہ کہتے ہیں: جب حضرت فاطمہ علیہا السلام بیمار ہوئیں تو انصار و مہاجرین کی عورتیں آپ کی مزاج پرسی کے لیے آئیں اور کہا: اے بنت رسولؐ خدا! آپؑ نے اس بیماری کی حالت میں کیسے صبح کی؟

حضرت فاطمہ علیہا السلام نے خداوند تعالیٰ کی حمد و ثناء اور پیغمبر اکرمؐ پر درود و سلام کے بعد انھیں اس طرح جواب دیا: میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ تمہاری دنیا سے کراہت ہوگئی ہے اور تمہارے مردوں سے بے زار ہوں۔

میں نے انہیں آزمانے کے بعد اور ان کی نیت بد اور عمل بد کی وجہ سے ان سے بیزار ہو چکی ہوں۔

برا ہو اس تلوار کی تیزی کا جو کند ہوگئی، محنت و مشقت کے بعد کھیل میں لگ جانا کتنا برا ہے اور کفار کی طرف سے پتھر کھا کر اور نیزوں کے زخم برداشت کرنے کے بعد رائے میں سستی پیدا ہوگئی۔

انہوں نے کس قدر برائی اپنے لیے فراہم کی ہے؟ جس کی وجہ سے خدا ان پر ناراض ہوا اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ (۱)

ناگزیر ہم نے ان کے گناہوں کا بار گراں ان کی گردنوں میں ڈال دیا۔ اور یہ بار گناہ ان پر نہایت سخت گراں ہے۔ اب یہ ظالم قوم خواہ ناک یا کان کٹوائے یہ لوگ اللہ کی رحمت سے دور رہیں۔

وائے ہو ان پر، جنہوں نے رسالت کے ستونوں، نبوت کی مضبوط بنیادوں، مرکز وحی سے دین و دنیا کے محور سے منحرف کر دیا۔

نہایت واضح اور بہت بڑا نقصان ہے۔ (۲)

آخر یہ لوگ ابوالحسنؑ سے کیوں ناراض ہیں؟ اور انھیں تنہا کردیا ہے۔

بخدا یہ لوگ ابوالحسنؑ کی تلوار کے حملوں کی وجہ سے خائف ہیں، جو فرمانِ الٰہی کے اجراء کی خاطر میدانِ کارزار میں نہایت شجاعت سے چلتی تھی۔

خدا کی قسم، اگر یہ لوگ راہِ سعادت و نیک بختی سے منحرف نہ ہوتے اور واضح راستے کو قبول کرلیتے تو ان سب کو بھی وصی رسول صحیح راہ پر لے آتے۔ اور انھیں نہایت آرام سے اور صحیح اور سلامت لے کر چلتے کہ نہ خود ہلکان ہوتے اور نہ وہ لوگ طول خاطر ہوتے۔ اور انھیں لے کر ایک ایسے چشمے پر پہنچتے جو صاف و شفاف اور خوشگوار پانی کا ہے۔ اور انہیں اپنے چشمے سے سیراب کرتے اور انھیں ظاہر و باطن میں نصیحت کرتے اور خود مالِ دنیا اکٹھا نہ کرتے مگر اتنا کہ ایک بھوکا سیر ہو سکے اور ایک پیاسا سیراب ہو سکے۔ اس وقت پتہ چل جاتا کہ زاہد کون ہے اور دنیا پرست کون ہے؟ جھوٹا کون ہے اور سچا کون ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰىٓ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ [الاعراف]

"اگر یہ بستی کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے، لیکن انھوں نے جھٹلایا (رسولوں کو) تو ہم نے ان کے اعمال کے بدلے میں انھیں دھر لیا۔"

وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ [زمر:۵۱]

"ان لوگوں میں سے جنہوں نے ظلم کیا ان کو عنقریب ان کی

برائی کا بدلہ ملے گا اور وہ خدا کو عاجز نہ کر سکیں گے۔"

آؤ میری بات غور سے سنو! جب تک تم زندہ رہو گے، زمانہ تمھیں عجائبات دکھاتا رہے گا، اور سب سے زیادہ تعجب انگیز ان کی باتیں ہیں۔

اے کاش! میں معلوم کر سکتی کہ اُنھوں نے علیؑ کے خلاف کس دلیل کو سند مانا ہے؟ کس پر بھروسہ کیا ہے؟ اولادِ رسولؐ کو چھوڑ کر کس کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں؟

ان کا رہبر اور ساتھی کتنا بُرا ہے؟ جس کی پناہ اُنھوں نے حاصل کی ہے، اور ظالموں کے لیے بُرا بدلہ ہے۔ اُنھوں نے ہم پر ظلم کیا اور ہماری مدد سے ہاتھ کھینچ لیا (اور امیر المؤمنین کو خانہ نشین ہونے پر مجبور کر دیا)۔

خدا کی قسم انہوں نے سواری کے لیے بازوؤں کے پروں کی بجائے دم کے پروں کو پکڑا ہے اور گردن کے قریب کے حصے کو چھوڑ کر پچھلے حصے کو منتخب کیا ہے۔ خدا ان کی ناک خاک آلودہ کرے، جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ نیک کام کر رہے ہیں۔" آگاہ رہو یہی لوگ فساد برپا کرنے والے ہیں، لیکن اُنھیں اس کا احساس نہیں ہے۔ ان پر افسوس ہے۔

أَفَمَن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَن يُتَّبَعَ أَمَّن لَّا يَهِدِّي إِلَّا أَن يُهْدَىٰ ۖ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ [یونس]

"آیا وہ شخص پیروی کے قابل ہے جو حق کی طرف ہدایات کرتا ہو یا وہ شخص جو خود ہی ہدایت کا محتاج ہو۔ تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو؟"

مجھے اپنی جان کی قسم! خلافت کی اونٹنی حاملہ ہو چکی ہے۔ اس کا بچہ جننے تک کا انتظار کر لو پھر دودھ کی جگہ تازہ خون اور مہلک زہر اس تھنوں سے دوہ لینا۔

اس وقت باطل پرست خسارے میں رہیں گے۔ گمراہ خود اپنے کیے کی سزا پائیں گے اور آنے والی نسلوں کو پتہ چلے گا کہ ان کے بزرگوں نے کس چیز کی بنیاد رکھی

تھی۔ تم لوگ اپنی دنیا میں خوش و مطمئن رہو اور اس کے ساتھ مستقبل میں اُٹھنے والے فتنے کی خوش خبری بھی سن لو، اور تیز دھار تلوار کی خوش خبری لے لو۔ مستقبل ظالم، بے انصاف افراد کے تسلط اور مستقبل بے چینی اور مطلق العنان آمروں کی آشوب گری اور جفا شعاری کی نوید لے کر آرہا ہے۔ وہ تمہارے مال کی قیمت کم کریں گے اور تمہاری جماعت کو کاٹ کر رکھ دیں گے۔

تم پر افسوس ہے۔ اب تم راہِ راست پر کیسے آسکتے ہو جبکہ سیدھا راستہ تمہاری آنکھوں سے اوجھل ہے اور تمہاری آنکھیں اسے دیکھنے سے قاصر ہیں۔ ہم زبردستی تمہیں راہِ ہدایت کی طرف کیسے لا سکتے ہیں جبکہ تم اس سے کراہت کرتے ہو؟

سوید کہتے ہیں: ان عورتوں نے گھر جا کر یہ گفتگو اپنے مردوں کو سنائی تو مہاجرین و انصار کا ایک گروہ بی بی کی خدمت میں معذرت طلب کرنے کی غرض سے حاضر ہوا اور کہا: اے سیدة النساء! اگر ابوالحسنؑ ہم سے اُن کی سبقت سے پہلے اس بات کا تذکرہ کرتے تو ہم کبھی بھی ان کی بیعت نہ کرتے۔

حضرت زہراؑ نے ان کے اس عذر پر فرمایا: مجھ سے دور ہو جاؤ۔ تمہاری کوتاہی کے بعد اب اس معذرت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔

علامہ مجلسیؒ اپنی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: یہ روایت شیخ صدوقؒ نے ”کتاب السقیفہ“ سے نقل کی ہے۔ شیخ اربلی نے اپنی کتاب ”کشف الغمۃ“ میں اسے تحریر کیا ہے اور ابن ابی الحدید معتزلی نے ”شرح نہج البلاغۃ“ میں اس روایت کو محمد بن عبدالرحمن سے نقل کیا ہے۔

روایت مکمل کرتے ہوئے اُنھوں نے فرمایا: میں نے یہ روایت تکرار کی صورت میں نقل کی ہے، کیونکہ اس کے تمام نسخوں کے متن میں بہت زیادہ اختلاف تھا۔ تاہم حضرت زہراؑ کے اس خطبے کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

علامہ مجلسیؒ نے روایت کے آخر میں اس کی شرح و توضیح بھی کی ہے۔

(۱) (۲) سورۂ حج، آیت: ۱۱

أوصيني بما أحببت يا بنت رسول الله!

مرضت فاطمة مرضاً شديداً ومكثت أربعين ليلة فى مرضها إلى توفّيت صلوات الله عليها.

فلمّا نعيت إليها نفسها دعت أمّ أيمن وأسماء بنت عميس ووجهت خلف عليّ وأحضرته، فقالت: يا بن عمّ! إنّه قد نعيت إلى نفسي وإنّني لا أرى مابي إلّا أنني لاحق بأبي ساعة بعد ساعة (1) وأنا أوصيك بأشياء فى قلبي.

قال لها عليّ: أوصيني بما أحببت يا بنت رسول الله!

فجلس عند رأسها و أخرج من كان فى البيت ثمّ قالت: يا ابن عم! ما عهدتني كاذبة ولا خائنة ولا خالفتك منذعاشرتني.

فقال: معاذ الله أنت أعلم بالله وأبرّ وأتقى وأكرم وأشدّ خوفاً من الله [من] أن أو بخك بمخالفتي قد عزّ على مفارقتك و ...ك، إلّا أنّه أمر لا بدّ منه، والله جددت على مصيبة رسول الله ... عظمت وفاتك وفقدك، فإنّا لله وإنّا اليه راجعون من مصيبة ما أفجعها و آلمها وأمضها وأحزنها هذه والله مصيبة لا عزاء لها ورزيّة لا خلف لها.

ثمّ بكيا جميعاً ساعة وأخذ على رأسها وضمّها إلى صدره

(1) الظاهر: الساعة أو بعد ساعة.

ثمّ قال: أوصيني بما شئت، فإنّك تجدني فيها أمضى كما أمرتني به وأختار أمرك على أمري.

ثمّ قالت: جزاك الله عنّي خير الجزاء يابن عمّ رسول الله! أوصيك أوّلاً أن تتزوّج بعدي بابنة [أختي] أمامة، فإنّها تكون لولدي مثلي، فإنّ الرجال لا بدّلهم من النساء.

قال: فمن أجل ذلك قال أمير المؤمنينؑ: أربع ليس لي إلى فراقه سبيل، بنت [أبي العاص] أمامة أوصيتني بها فاطمة بنت محمدؐ.

ثمّ قالت: أوصيك يا بن عم! أن تتّخذلي نعشا فقد رأيت الملائكة صوّروا صورته.

فقال: هاصفّيه لي.

فوصفته فاتّخذه لها. فأوّل نعش عمل على وجه الأرض ذاك وما رأى أحد قبله والاعمل أحد.

ثمّ قالت: أوصيك أن لا يشهد أحد جنازتي من هؤلاء الّذين ظلموني وأخذوا حقّي، فإنّهم عدوّي و عدوّ رسول اللهؐ ولا تترك أن يصلّي على احد منهم، ولا من أتباعهم، وادفنّي في الليل إذا هدأت العيون ونامت الأبصار.

ثمّ توفيت صلوات الله عليها وعلى أبيها وبعلها وبنيها. فصاحت أهل المدينة صيحة واحدة واجتمعت نساء بني هاشم في دارها، فصرخوا صرخة واحدة كادت المدينة أن تتزعزع من صراخهن وهن يقلن: يا سيّدتاه! يا بنت رسول الله!

وأقبل الناس مثل عرف الفرس إلى عليّ وهو جالس والحسن

والحسينُ بين يديه يبكيان، فبكى الناس لبكائهما. وخرجت أمّ كلثوم وعليها برقعة وتجرّ ذيلها متجللة برداء عليها تسبجها وهي تقول: يا أبتاه! يا رسول الله! الآن حقّاً فقدناك، فقداً لا لقاء بعد أبداً.

واجتمع الناس فجلسوا وهم يضجّون وينتظرون أن تخرج الجنازة فيصلّون عليها.

وخرج أبو ذر و قال: انصرفوا فإنّ ابنة رسول اللهؐ قد أخّر إخراجها في هذه العشيّة.

فقام الناس وانصرفوا. فلمّا أن هدأت العيون ومضى شطر من الليل أخرجها عليؑ والحسنؑ والحسينؑ وعمّار والمقداد وعقيل والزبير وأبوذر وسلمان وبريدة ونفر من بني هاشم وخواصّه صلّوا عليها ودفنوها في جوف الليل وسوّى عليؑ حواليها قبوراً مزورة مقدار سبعة حتّى لا يعرف قبرها.

وقال بعضهم من الخواص: قبرها سوّى مع الأرض مستوياً فمسح مسحاً سواء مع الأرض حتّى لا يعرف موضعه.(۱)

(۱) بحارالأنوار:۴۳/۱۹۱ الحديث۲۰.

اے بنتِ پیغمبرؐ!
آپؑ جو چاہیں مجھے وصیت کریں

روایات میں ہے کہ حضرت زہراء علیہا السلام چالیس دن تک بیمار رہیں۔ جب ان کی بیماری میں شدت آئی اور انھیں اپنی وفات کا یقین ہو گیا تو اُنھوں نے اُمّ ایمنؓ اور اسماء بنت عمیس کو بلوایا اور ان سے کہا کہ وہ حضرت علیؑ کو بلائیں۔ جب حضرت علیؑ آ گئے تو جناب فاطمہؑ نے ان سے عرض کیا:

"اے پسرِ عمّ! مجھے میری موت کی خبر سنائی جا چکی ہے۔
میں لحہ بہ لحہ خود کو اپنے والد سے قریب محسوس کر رہی ہوں۔
میں آپؑ کو چند چیزوں کی وصیت کرنا چاہتی ہوں۔"

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے دخترِ پیغمبر خداؐ! آپؑ جو چاہیں وصیت کریں میں انجام دوں گا۔

پھر حضرت علی علیہ السلام حضرت فاطمہ علیہا السلام کے سرہانے بیٹھ گئے اور کمرے میں موجود افراد کو چلے جانے اور دروازہ بند کر دینے کا حکم دیا۔

تب حضرت فاطمہ علیہ السلام نے عرض کیا: اے پسرِ عمّ! جب سے میری آپؑ سے شادی ہوئی ہے کیا آپؑ نے مجھ میں جھوٹ، خیانت اور نافرمانی دیکھی ہے؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: معاذ اللہ! یہ کیسے ممکن ہے؟ آپؑ سب سے بڑھ کر نیک، پرہیزگار اور سب سے زیادہ خوفِ خدا اور معرفتِ خدا رکھنے والی ہیں۔ خدا کی قسم! میں نے کبھی آپؑ کو میری نافرمانی کرتے نہیں پایا۔

یہ حقیقت ہے کہ آپؑ کی جدائی اور مفارقت میرے لیے بہت بڑا صدمہ ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ موت سے فرار ممکن نہیں، خدا کی قسم! اس مصیبت نے میرے لیے رسول اللہ کی موت کا صدمہ تازہ کر دیا ہے۔ آپ کی جدائی میرے لیے بہت بڑا سانحہ ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

یہ ایک ایسی مصیبت ہے کہ اس کے بعد آسودگی نصیب نہ ہو سکے گی اور دل کو سکون نصیب نہیں ہوگا۔

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کافی دیر تک روتے رہے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کا سر اقدس اپنے سینۂ مبارک کے ساتھ لگایا اور فرمایا: آپ جو وصیت کرنا چاہتی ہیں ضرور کریں۔ میں آپ کی مرضی کو ہمیشہ مقدم رکھوں گا۔

حضرت زہراء علیہا السلام نے عرض کیا: اے رسولِ خدا کے چچازاد! خدا آپ کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

میری پہلی وصیت یہ ہے کہ میرے بعد میری بھانجی امامہ دختر ابو العاص سے شادی کر لینا، کیونکہ وہ میرے بچوں کے لیے میرے جیسی ثابت ہوں گی اور مرد کو زوجہ کے سوا چارہ نہیں۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: میں نے چار چیزوں سے گریز نہیں کیا اور ان میں سے ایک امامہ دختر ابو العاص سے شادی ہے، کیونکہ زہراءؑ نے مجھے ان سے شادی کی وصیت کی تھی۔

پھر حضرت زہراء علیہا السلام نے عرض کیا: میرے جنازے کے لیے ایسا تابوت بنانا جیسا مجھے فرشتوں نے بنا کر دکھایا تھا۔

پھر حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا: مجھے اس تابوت کی خصوصیات بتائیں کہ وہ کیسا تھا؟

حضرت زہراء علیہا السلام نے اس کی تفصیل حضرت علی علیہ السلام کو بتائی۔ اس

سے پہلے روئے زمین پر ایسا تابوت نہیں بنایا گیا تھا۔

پھر حضرت فاطمہ علیہا السلام نے عرض کیا: میں آپ کو وصیت کرتی ہوں کہ میرے جنازے میں وہ لوگ نہ آئیں جنھوں نے مجھ پر ظلم کیا اور میرا حق غصب کیا، کیونکہ وہ میرے اور رسولِ خداؐ کے دشمن ہیں۔ وہ اور ان کے پیرو میری نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ مجھے رات کے وقت جب سب لوگ سو جائیں دفن کیجئے گا۔

اس وصیت کے بعد مظلومہؑ کونین کی آنکھیں بند ہو گئیں اور وہ اپنے پدر بزرگوار سے جا ملیں۔

جب اہلِ مدینہ کو واقعہ کی خبر ہوئی تو ان کے گریہ و فریاد کی صدائیں بلند ہوئیں۔ بنی ہاشم کی خواتین سیدہ کے گھر جمع ہوئیں اور اتنا گریہ کیا کہ شہر مدینہ لرزتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ خواتین بار بار کہتی تھیں: ہائے سیدہ! ہائے دخترِ رسولِ خداؐ!

بہت زیادہ لوگ حضرت علیؑ کے پاس اکٹھے ہو گئے جہاں وہ بیٹھے تھے۔ حسنینؑ شریفین بھی وہیں بیٹھ کر گریہ کر رہے تھے۔ لوگ انھیں دیکھ کر رونے لگے۔

حضرت اُمّ کلثومؑ اس حالت میں گھر سے نکلیں کہ ان کے چہرے پر نقاب تھا۔ اور ان کی چادر کا پلو زمین پر گھسٹتا جا رہا تھا، وہ رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں:

یَا اَبَتَاہُ! یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! الان حقا فقد ناک فقد الا لقآء بعدہ ابداً

"اے نانا جان! اے رسول اللہؐ! آج ہم نے آپؐ کو پوری طرح کھو دیا ہے۔ جس کے بعد ملاقات کا کوئی امکان نہیں۔"

مدینہ کے لوگ گریہ کرتے ہوئے جمع ہو گئے۔ وہ جنازہ باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے، تاکہ نماز جنازہ پڑھ سکیں۔

اتنے میں حضرت ابوذرؓ باہر آئے اور کہا: آپ لوگ چلے جائیں، کیونکہ جنازہ

باہر آنے میں ابھی دیر ہے۔

یہ اعلان سن کر لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے۔ جب رات کا ایک حصہ گذر گیا اور لوگ سو گئے تو حضرت علیؑ، حسنؑ و حسینؑ، عمارؓ، مقدادؓ، عقیلؓ، زبیرؓ، ابوذرؓ، سلمانؓ، بریدہؓ اور بنی ہاشم کے چند افراد حضرت فاطمہؑ کا جنازہ باہر لائے، حضرت علیؑ نے نماز جنازہ پڑھائی اور انھیں رات کو ہی دفن کر دیا گیا۔

تب حضرت علیؑ نے ان کی قبر کے اطراف میں سات قبریں بنا دیں، تا کہ جناب فاطمہؑ کی قبر کی تشخیص نہ ہو سکے۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت علیؑ نے قبر کو زمین کے برابر کر دیا، تا کہ جائے قبر کا تعین نہ کیا جا سکے۔(۱)

(۱) بحار الانوار: ۴۳/۱۹۱۔ الحدیث: ۲۰

كيف أصبحت يا ابنت المصطفى؟!

قيل لفاطمة عليها السلام: كيف أصبحت يا بنت المصطفى؟

قالت: أصبحت عائفة لدنياكم، قالية لرجالكم، لفظتهم بعد أن عجمتهم، فأنا بين جهد وكرب بينما فقد النبيّ وظلم الوصي.(1)

(1) جامع الأخبار:١٠٦-١٠٧؛ بحار الأنوار:٩٥/٢٢

اے بنتِ مصطفیٰؐ!
آپؑ نے کیسے صبح کی؟

روایات میں منقول ہے کہ انصار مدینہ کی خواتین نے سیدہ سے عرض کیا: اے دخترِ مصطفیٰ! آپؑ نے کس حالت میں صبح کی؟

آپؑ نے جواب دیا کہ میں نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ میں تمہاری دنیا سے بیزار ہوں اور تمہارے مردوں سے مجھے نفرت ہے۔ میں نے انہیں آزمانے کے بعد پھینک دیا ہے۔ میں سخت غم اور تکلیف میں ہوں۔ میں نبی کی وفات کا صدمہ جھیل رہی ہوں اور وصی پر ظلم کا غم برداشت کر رہی ہوں۔

maablib.org

ما الّذى أسرّ إليك رسول اللهؐ؟

الإرشاد: ثمّ كان ممّا آكد النبيؐ لأمير المؤمنينؑ من الفضل، وتخصّصه منه بجليل رتبته ما تلا حجّة الوداع من الأمور المجدّدة لرسول اللهؐ، والأحداث الّتى اتّفقت بقضاء الله وقدره.

وذلك أنّهؐ تحقّق من دنوّ أجله ما كان قدّم الذكر به لأمّته، فجعلؐ يقوم مقاماً بعد مقام فى المسلمين يحذّرهم الفتنة بعده، والخلاف عليه، ويؤكّد وصايتهم بالتمسّك بسنّته والاجماع عليها والوفاق، ويحثّهم على الاقتداء بعترته، والطاعة لهم، والنصرة والحراسة والاعتصام بهم فى الدين، ويزجرهم عن الاختلاف والارتداد.

وكان فيما ذكره من ذلك ما جاءت به الرواية على اتفاق واجتماع قولهؐ:

يا أيّها الناس! إنّى فرطكم، وأنتم واردون علىّ الحوض، ألا وإنّى سائلكم عن الثقلين، فانظروا كيف تخلفونى فيهما؟ فإنّ اللطيف الخبير نبّأنى أنّهما لن يفترقا حتّى يلقيانى، وسألت ربّى، ذلك فأعطانيه.ألا وإنّى قد

تركتهما فيكم: كتاب الله وعترتى أهل بيتى، فلا تسبقوهم فتفرّقوا، ولا تقصروا عنهم فتهلكوا، ولا تعلّموهم، فإنّهم أعلم منكم.أيّها الناس! لا ألفينّكم بعدى ترجعون كفاراً، يضرب بعضكم رقاب بعض، فتلقونى فى كتيبة كمجرّ السيل الجرّار. ألا! وإنّ علىّ بن أبى طالب أخى ووصيّى يقاتل بعدى على تأويل القرآن، كما قاتلت على تنزيله.

فكانَ يقوم مجلساً بعد مجلس بمثل هذا الكلام ونحوه.

ثمّ إنّه عقد لأسامة بن زيد بن حارثة الإمرة، وأمره وندبه أن يخرج بجمهور الأمّة إلى حيث أصيب أبوه من بلاد الروم.

واجتمع رأيه على إخراج جماعة من مقدّمى المهاجرين والأنصار فى معسكره، حتى لا يبقى فى المدينة عند وفاته من يختلف فى الرئاسة، ويطمع فى التقدّم فى حقّه منازع.

فعقد له الإمرة على ما ذكرناه، وجدّ فى إخراجهم وأمر أسامة بالبروز عن المدينة بمعسكره إلى الجرف، وحثّ الناس على الخروج إليه والمسير معه، وحذّرهم من التلوّم والإبطاء عنه، فبينا هو فى ذلك إذ عرضت له الشكاة الّتى توفّى فيها.

فلمّا أحسّ بالمرض الّذى عراه أخذ بيد علىّ بن أبى طالب واتّبعه جماعة من الناس وتوجّه إلى البقيع، فقال للّذى اتّبعه: إنّنى قد أمرت بالاستغفار لأهل البقيع.

فانطلقوا معه حتّیٰ وقف بين أظهرهم، وقال:

السلام عليك أهل القبور، لليهنئكم ما أصبحتم فيه ممّا فيه الناس، أقبلت الفتن كقطع الليل المظلم يتبع آخرها أوّلها.

ثمّ استغفر لأهل البقيع طويلاً، وأقبل على أمير المؤمنينؑ فقال:

إنّ جبرئيلؑ كان يعرض عليّ القرآن كلّ سنة مرّة، وقد عرضه عليّ العام مرتين، ولا أراه إلّا الحضور أجلي.

ثمّ قال: يا عليّ! إنّي خيّرت بين خزائن الدنيا والخلود فيها أو الجنّة، فاخترت لقاء ربّي والجنّة فإذا أنا متّ، فاسترعورتي، فإنّه لاى راها أحد إلّا أكمه.

ثمّ عاد إلى منزله، فمكث ثلاثة أيّام موعوكاً، ثمّ خرج إلى المسجد معصوب الرأس معتمداً على أمير المؤمنينؑ بيمنى يديه، وعلى الفضل بن عبّاس باليد الأخرى، حتّی صعد المنبر، فجلس عليه، ثم قال:

معاشر الناس! وقد حان منّي خفوق من بين أظهركم، فمن كان له عندی عدة فليأتنی أعطه إيّاها، ومن كان له عليّ دين فليخبرنی به. معاشر الناس! ليس بين الله و بين أحد شیء يعطيه به خيراً أو يصرف عنه به شرّاً إلّا العمل.

أيّها الناس! لا يدّعی مدّع ولا يتمنّی متمنّ، والّذی بعثنی

بالحقّ نبيّاً: لا ينجي إلّا عمل مع رحمة، ولو عصيت لهويت، اللهمّ هل بلّغت؟ ثمّ نزل فصلى بالناس صلاة خفيفة، ثم دخل بيته وكان إذ ذاك في بيت أمّ سلمة ؓ فأقام به يوماً أو يومين.

فجاءت عائشة إليها تسألها أن تنقله إلى بيتها لتتولّى تعليله (ا) وسألت أزواج النبي ﷺ في ذلك.

فأذن لها، فانتقل إلى البيت الّذي أسكنه عائشة، واستمّر به المرض فيه أيّاماً وثقل.

فجاء بلال عند صلاة الصبح ورسول الله ﷺ مغمور بالمرض، فنادى: الصلاة يرحمكم الله فأوذن رسول الله ﷺ بندائه، فقال: يصلّي بالناس بعضهم، فإنّي مشغول بنفسي.

فقالت عائشة: مروا أبا بكر.

وقالت حفصة: مروا عمر.

فقال رسول الله ﷺ حين سمع كلامهما ورأى حرص كلّ واحد منهما على التنويه بأبيها وافتتانهما بذلك ورسول الله ﷺ حيّ: اكففن، فإنّكنّ صويحبات يوسف.

ثمّ قام ﷺ مبادراً خوفاً من تقدّم أحد الرجلين، وقد كان ﷺ أمرهما بالخروج مع أسامة، ولم يك عنده أنّهما قد تخلّفا.

فلمّا سمع من عائشة وحفصة ما سمع علم أنّهما متأخّران عن أمره، فبدر لكفّ الفتنة وإزالة الشبهة، فقامَ و إنّه لا يستقلّ على الأرض من الضعف، فأخذ بيده عليّ بن أبي طالبؑ والفضل بن العباس، فاعتمد عليها ورجلاه يخطّان الأرض من الضعف، فلمّا خرج إلى المسجد وجد أبا بكر قد سبق إلى المحراب، فأومأ

إليه بيده أن تأخّر عنه.

فتأخّر أبوبكر، وقام رسول اللهؐ مقامه، فكبّر وابتدأ الصلاة الّتی كان ابتدأها أبوبكر، ولم يبن على ما مضى من فعاله.

فلمّا سلّم انصرف إلى منزله، واستدعى أبا بكر وعمر و جماعة من حضر المسجد من المسلمين، ثم قال: ألم آمر أن تنفذوا جيش أسامة؟

فقالوا: بلى يا رسول الله!

قال: فلم تأخّرتم عن أمری؟

قال أبوبكر: إنّی كنت قد خرجت ثمّ رجعت لأجدّدبك عهداً.

وقال عمر: يا رسول الله! إنّی لم أخرج لأنّنی لم أحبّ أن أسأل عنك الركب.

فقال النبیؐ: نفّذوا جيش أسامة نفّذوا جيش أسامة، يكرّرها ثلاث مرّات.

ثمّ أغمی عليه من التعب الّذی الحقه والأسف، فمكث هنيئة مغمی عليه، وبكى المسلمون، وارتفع النحيب من أزواجه وولده ونساء المسلمين وجميع من حضر من المسلمين، فأفاق رسول اللهؐ فنظر إليهم.

ثم قال: ايتونی بدواة وكتف لأكتب لكم كتاباً لا تضلّوا بعده أبداً.

ثمّ أغمی عليه، فقام بعض من حضر يلتمس دواة وكتفاً.

فقال له عمر: ارجع فإنّه يهجر (!)

فرجع وندم من حضر على ما كان منهم من التضجيع فى إحضار الدواة والكتف وتلاوموا بينهم، وقالوا: إنّا لله وإنّا اليه راجعون، لقد أشفقنا من خلاف رسول اللهؐ.

فلمّا أفاقؐ قال بعضهم: ألا نأتيك بدواة وكتف يا رسول الله؟!

فقال: أبعد الّذى قلتم؟ لا، ولكنّى أوصيكم بأهل بيتى خيراً.

وأعرض بوجهه عن القوم، فنهضوا، وبقى عنده العبّاس والفضل بن العبّاس وعلىّ بن أبى طالبؑ وأهل بيته خاصّة.

فقال له العبّاس: يا رسول الله! إن يكن هذا الأمر فينا مستقرّاً من بعدك فبشّرنا وإن كنت تعلم أنّا نغلب عليه، فأوص بنا.

فقال: أنتم المستضعفون من بعدى.

وأصمت، فنهض القوم وهم يبكون قد يئسوا من النبىؐ

فلمّا خرجوا من عنده قالؐ: ردّوا علىّ أخى وعمّى العباس.

فأنفذوا من دعاهما فحضرا، فلمّا استقرّبهما المجلس قالؐ: يا عمّ رسول الله! تقبل وصيّتى، وتنجز عدتى، تقضى دينى؟

فقال العباس: يا رسول الله! عمّك شيخ كبير، ذوعيال كثير، وأنت تبارى الريح سخاء و كرماً وعليك وعدلا ينهض به عمّك.

.فأقبل على علىّ بن أبى طالبؑ فقال له: يا أخى! تقبل وصيّتى، وتنجز عدتى،وتقضى عنّى دينى، وتقوم بأمر أهلى من بعدى؟

فقال:نعم؛ يا رسول الله!

فقال له: ادن منّى.

فدنا منه، فضمّه إليه، ثمّ نزع خاتمه من يده فقال له: خذ هذه فضعه فى يدك، ودعا بسيفه ودرعه وجميع لامته، فدفع ذلك إليه.

والتمس عصابة كان يشدّها على بطنه إذا لبس سلاحه و خرج إلى الحرب، فجئ بها إليه، فدفعها إلى أمير المؤمنينؑ، وقال له: امض على اسم الله إلى منزلك.

فلمّا كان من الغد حجب الناس عنه، وثقل فى مرضه، وكان أمير المؤمنينؑ لا يفارقه إلّا لضرورة، فقام فى بعض شؤنه، فأفاق رسول اللهؐ إفاقة، فافتقد عليّاًؑ فقال وأزواجه حوله: ادعوا لى أخى وصاحبى.

وعاوده الضعف فأصمت.

فقالت عائشة: ادعوا له أبا بكر(!)

فدعى و دخل عليه وقعد عند رأسه.

فلمّا فتح عينه نظر إليه، فأعرض عنه بوجهه.

فقام أبوبكر، فقال: لو كان له إلىّ حاجة لأفضى بها إلىّ.

فلمّا خرج أعاد رسول اللهؐ القول ثانية، وقال: ادعوا لى أخى وصاحبى.

فقالت: حفصة ادعوا له عمر(!)

فدعى، فلمّا حضر ورآه رسول اللهؐ أعرض عنه، فانصرف.

ثمّ قال: ادعوا لى أخى وصاحبى.

فقالت أمّ سلمة رضى الله عنها: ادعوا له عليّاًؑ، فإنّه لا يريد غيره.

فدعى أمير المؤمنينؑ، فلمّا دنا منه أو مأ إليه، فأكبّ عليه، فناجاه رسول اللهؐ طويلاً.

ثمّ قام فجلس ناحية حتّى أغفى رسول اللهؐ.

فلمّا أغفى خرج، فقال له الناس: ما الّذى أو عز إليك يا أبا الحسن؟

فقال: علّمنى ألف باب من العلم، فتح لى كلّ باب ألف باب، و أوصانى بما أنا قائم به إن شاء الله تعالى. (۱)

ثمّ ثقل و حضره الموت وأمير المؤمنينؑ حاضر عنده.

فلمّا قرب خروج نفسه قال له:

ضع يا علىّ! رأسى فى حجرك، فقد جاء أمر

(۱) أبى، عن سعد، عن ابن عيسى، و محمد بن عبدالجبار، عن محمد البرقى، عن فضالة، عن ابن عميرة، عن الحضرمى، عن مولاه حمزة بن رافع، عن أم سلمة زوج النبىؐ قالت: قال رسول اللهؐ فى مرضه الّذى توفى فيه: ادعوا الى خليلى.
فأرسلت عائشة إلى أبيها.
فلما جاء غطّى رسول اللهؐ وجهه، وقال: ادعوا الى خليلى.
فرجع أبوبكر، وبعثت حفصة إلى أبيها.
فلما جاء غطّى رسول اللهؐ وجهه، وقال: ادعوا الى خليلى.
فرجع عمر.
وأرسلت فاطمة إلى علىّ، فلما جاء قام رسول اللهؐ فدخل، ثم خلّل علياً بثوبه.
قال علىّ: فحدثنى بألف حديث يفتح كل حديث ألف حديث حتى عرقت، وعرق رسول اللهؐ فسال علىّ عرقه وسال عليه عرقى.
بصائر الدرجات: ع ... عبدالجبار (مثله).
الاختصاص: ابن عيسى وابن عبدالجبار (مثله). (بحار الأنوار: ۳۶۱/۲۲ الحديث ۹، عن الخصال)

الله تعالى، فإذا فاضت نفسى فتناولها بيدك
وامسح بها وجهك، ثمّ وجّهنى إلى القبلة وتولّ
أمرى، وصلّ علىّ أوّل الناس، ولا تفارقنى
حتّى تواريني فى رمسى، واستعن بالله تعالى.

فأخذ علىٌّ رأسه، فوضعه فى حجره، فأغمى عليه، فأكبّت فاطمةُ تنظر فى وجهه وتندبه وتبكى، وتقول:

و أبيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للأرامل

ففتح رسول اللهؐ عينه، وقال بصوت ضئيل:

يا بنيّة! هذا قول عمّك أبى طالب لا تقوليه، ولكن قولى:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ، قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ،
أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ، (۱)

فبكت طويلاً، فأومأ إليها بالدنوّ منه، فدنت منه، فأسرّ إليها شيئاً تهلّل وجهها له.

ثمّ قُبضؐ ويد أمير المؤمنينؑ اليمنى تحت حنكه، ففاضت نفسهؐ فيها، فرفعها إلى وجهه فمسه بها، ثمّ وجّهه و غمضه ومدّ عليه إزاره، واشتغل بالنظر فى أمره.

فجاءت الرواية أنّه قيل لفاطمةؑ: ما الّذى أسرّ إليك رسول اللهؐ فسرى عنك به ما كنت عليه من الحزن والقلق بوفاته؟

قالت: إنّه أخبرنى أنّنى أوّل أهل بيته لحوقاً به، وأنّه لن تطول المدّة لى بعده حتّى أدركه، فسرى ذلك عنّى. (۲)

(۱) آل عمران: ۱۴۴

(۲) بحار الأنوار: ۲۲/ ۴۶۵۔ ۴۷۰، الحديث ۱۹.

رسولِ اکرمؐ نے آپؑ سے کیا رازدارانہ باتیں کیں؟

شیخ مفید ''الارشاد'' میں رقم طراز ہیں:

حجۃ الوداع کے بعد آنحضرتؐ کو یقین ہو گیا تھا کہ ان کی وفات کا وقت قریب آ چکا ہے۔ آپؐ چاہتے تھے کہ دین کی قیادت امین اور مضبوط ہاتھ میں دے کر دنیا سے رخصت ہوں۔ چنانچہ آپؐ نے حکم خداوندی سے غدیر خم میں حضرت علیؑ کی اولویت اور سرداری کا اعلان کیا۔ پھر مدینہ تشریف لائے۔ آپؐ نے یہاں پہنچ کر لوگوں کو اپنی عترت سے وابستگی کی ترغیب دی اور لوگوں کو عترت اہلِ بیتؑ سے اختلاف کے نقصان سے خبردار کیا۔ اس سلسلہ میں آپؐ نے فرمایا:

يا أيها الناس! إنّي فرطكم، وأنتم واردون عليّ الحوض، ألا وإنّي سائلكم عن الثقلين، فانظروا كيف تخلفوني فيهما؟ فإنّ اللطيف الخبير نبأني أنهما لن يفترقا حتّى يلقياني، وسألت ربّي، ذلك فأعطانيه.ألا وإنّي قد تركتهما فيكم: كتاب الله وعترتي أهل بيتي، فلا تسبقوهم فتفرّقوا، ولا تقصروا عنهم فتهلكوا، ولا تعلّموهم، فإنّهم أعلم منكم.أيها الناس! لا ألفينّكم بعدي ترجعون كفاراً، يضرب بعضكم رقاب

بعض، فتلقوني فی كتيبة كمجرّ السيل الجرّار.
ألا! وإنّ علیّ بن أبی طالب ؑ أخی ووصيّی يقاتل
بعدی علی تأويل القرآن، كما قاتلت علی
تنزيله.

"لوگو! میں تم سے پہلے جا رہا ہوں، تم میرے پاس حوض کوثر کے کنارے آؤ گے۔ وہاں میں تم سے دو گرانقدر چیزوں کے متعلق سوال کروں گا۔ دیکھنا کہ میرے بعد تم ان سے کیا سلوک روا رکھتے ہو۔ مجھے لطیف وخبیر خدا نے یہ خبر دی ہے کہ قرآن و اہل بیتؑ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر پہنچ جائیں۔ میں کتاب خدا اور عترت اہل بیتؑ کو تمہارے درمیان چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ان سے آگے قدم نہ رکھنا ورنہ تفرقہ میں پڑ جاؤ گے اور ان سے پیچھے نہ ہٹنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ انھیں پڑھانے کی کوشش نہ کرنا وہ تم سے بڑے عالم ہیں۔

لوگو! میں پسند نہیں کرتا کہ تم میرے بعد کافر بن جاؤ اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو! اور تم مجھے تیز سیلاب کی طرح کے لشکر میں پاؤ۔

آگاہ رہو! علی ابن ابی طالبؑ میرے بھائی اور وصی ہیں۔ وہ میرے بعد تاویل قرآن پر جنگ کریں گے جیسا کہ میں نے تنزیل قرآن پر جنگ کی ہے۔"

الغرض آپؐ نے یہ باتیں ایک مقام پر نہیں کیں۔ آپؐ ان باتوں کو مختلف محافل میں کہتے رہے۔ پھر آپؐ نے زید بن حارثہ کے بیٹے اسامہ بن زید کے لیے لشکر ترتیب

دیا اور اُسے حکم دیا کہ تم یہ لشکر لے کر وہاں جاؤ، جہاں تمہارے والد شہید ہوئے تھے۔ اس لشکر کشی سے آپ کا مقصود یہ تھا کہ مہاجرین وانصار کے تمام بااثر شخصیات کو اس کے ساتھ روانہ کر دیا، تا کہ میری وفات کے بعد علیؑ کا کوئی مقابلہ کرنے والا مدینہ میں موجود نہ ہو۔

آنحضرتؐ نے لوگوں کو لشکرِ اُسامہ کے ساتھ جانے کی بڑی ترغیب دی اور اسامہ کو حکم دیا کہ وہ شہر سے باہر مقام جُرف پر ڈیرہ ڈالے۔ ابھی لشکر روانہ نہیں ہوا تھا کہ آنحضرتؐ کو مرض الموت لاحق ہو گیا۔

جب آپؐ نے بیماری محسوس کی تو آپؐ نے حضرت علیؑ کے ہاتھ کو پکڑا اور کچھ لوگ آپؐ کے پیچھے چلے۔ آپؐ سیدھے قبرستان بقیع تشریف لائے۔ آپؐ نے اہلِ گورستان پر سلام کیا اور فرمایا: تمہیں تمہاری یہ حالت گوارا ہو، اب لوگوں پر تاریک رات کی مانند سخت تاریک فتنے چھا رہے ہیں اور یہ فتنے لوگوں پر یکے بعد دیگرے نازل ہوں گے۔

پھر آپؐ نے کافی دیر تک اہلِ بقیع کے لیے مغفرت طلب کی اور آپؐ نے امیر المؤمنین سے فرمایا: جبرئیلؑ امین ہر سال مجھے ایک مرتبہ قرآن سناتے تھے، جبکہ اس سال اُنھوں نے مجھے دو مرتبہ قرآن سنایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری وفات قریب آ چکی ہے۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ چاہوں تو دنیا کے خزانے اور ہمیشہ کی زندگی پاؤں یا جنت حاصل کروں۔ میں نے اپنے رب کی ملاقات اور جنت کو ترجیح دی ہے۔ جب میری وفات ہو جائے تو مجھے غسل دینا اور میری شرم گاہ کو چھپائے رکھنا جو بھی میری شرم گاہ کو دیکھے گا، وہ اندھا ہو جائے گا۔

بعد ازاں آپؐ اپنے گھر تشریف لائے۔ آپؐ تین دن بخار میں مبتلا رہے۔ بعد ازاں سر پر پٹی باندھے ہوئے حضرت علیؑ اور فضل بن عباسؓ کا سہارا لے کر مسجد

تشریف لے گئے اور زیب منبر ہوئے اور فرمایا:

اے لوگو! میرے فراق کے لمحات قریب آ چکے ہیں، جس سے میں نے کوئی وعدہ کیا ہو تو وہ آئے مجھ سے وعدہ کی اشیاء لے جائے اور جس نے مجھ سے قرض لینا ہو وہ مجھ سے قرض کا مطالبہ کرے۔

لوگو! خیر و شر کا دار و مدار عمل پر ہے۔ تم میں سے کوئی بھی نجات کی آرزو اور دعویٰ نہ کرے جب تک عمل کے ساتھ خدا کا فضل شاملِ حال نہ ہو، اس وقت تک کسی کو نجات نہیں مل سکتی۔ اگر میں بھی خدا کی نافرمانی کروں تو خدا مجھے بھی عذاب میں ڈال دے گا۔

پھر آپؐ نے لوگوں سے فرمایا: کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟

اس کے بعد آپ منبر سے اُترے اور لوگوں کو ہلکی پھلکی نماز پڑھائی اور اس کے بعد آپؐ اپنے گھر تشریف لے گئے، جہاں ایک یا دو دن حضرت ام سلمہؓ کے گھر مقیم رہے۔

اس کے بعد بی بی عائشہ آئیں اور اُنھوں نے آپؐ سے ان کے گھر آنے کی درخواست کی اور باقی ازواج رسولؐ سے بھی انہوں نے رسولِ خداؐ کو اپنے گھر لے جانے کی درخواست کی۔

رسولِ خداؐ نے اجازت دے دی۔ پھر آپؐ کو حجرہ عائشہ میں منتقل کر دیا گیا۔ جہاں آپؐ کی بیماری جاری رہی اور طبیعت زیادہ بوجھل ہو گئی۔

نمازِ صبح کے وقت بلالؓ آپؐ کو نماز کی اطلاع دینے کے لیے آئے۔ اس وقت آپ سخت بخار میں مبتلا تھے۔ رسولِ خداؐ نے بلالؓ کی صدا سن کر فرمایا: کوئی بھی مسلمان نماز پڑھا دے میری طبیعت ناساز ہے۔

بی بی عائشہؓ نے کہا: ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔

بی بی حفصہ نے کہا: عمر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔

جب رسول خداؐ نے دونوں بیویوں کے تاثرات سنے اور دیکھا کہ دونوں اپنے اپنے والد کو مصلی پر لانے کی خواہش مند ہیں تو آپؐ نے ان سے فرمایا: اپنی یہ گفتگو بند کردو۔ تم ان عورتوں کی مانند ہو جو یوسفؑ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی تھیں۔

پھر آپؐ نے اس خوف سے کہ ان دو میں سے کوئی امامت کرائے جلدی کی تاکہ لوگ کسی شبہ میں مبتلا نہ ہونے پائیں۔ کمزوری کا یہ عالم تھا کہ آپؐ اپنے پاؤں سے چل نہیں سکتے تھے۔ آپؐ نے علی بن ابی طالبؑ اور فضل بن عباس کے بازوؤں کا سہارا لیا۔ آپؐ کے قدم زمین پر خط کھینچ رہے تھے۔ جب آپ مسجد میں آئے تو آپؐ کے آنے سے پہلے حضرت ابوبکر محراب میں کھڑے ہو چکے تھے۔ آپؐ نے ہاتھوں کا اشارہ کیا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔

حضرت ابوبکر پیچھے ہٹ گئے۔ رسول خدا ان کی جگہ کھڑے ہوئے اور تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی۔ حضرت ابوبکر کی پڑھائی ہوئی نماز پر بنا نہ رکھی بلکہ از سر نو نماز پڑھی۔

آپ نماز ختم کر کے اپنے گھر تشریف لائے اور آپؐ نے ابوبکر، عمر اور حاضرین مسجد مسلمانوں کو طلب کیا۔ جب وہ آئے تو آپؐ نے ان سے فرمایا: کیا میں نے تمہیں لشکر اسامہ میں شامل ہونے کا حکم نہیں دیا تھا؟

انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔

پھر آپؐ نے فرمایا: پھر تم نے میرے حکم سے سرتابی کیوں کی؟

حضرت ابوبکر نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں گیا تھا، پھر آپؐ کی زیارت کے لیے واپس آیا ہوں۔

حضرت عمر نے کہا: یا رسول اللہؐ! آپؐ کی طبیعت خراب تھی، اس لیے میں لشکر اسامہ میں نہیں گیا، کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ میں آپؐ کی طبیعت کے متعلق آنے والوں سے پوچھتا پھروں۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا: لشکر اُسامہ کو روانہ کرو۔ آپؐ نے ان جملوں کو تین مرتبہ دہرایا۔

پھر تھکان اور دُکھ کی وجہ سے آپؐ پر غشی طاری ہو گئی۔ کچھ دیر تک آپؐ بے ہوش رہے، مسلمان رونے لگے، عورتوں، بچوں اور جملہ حاضرین کی چیخیں نکل گئیں۔

پھر آپؐ کو افاقہ ہوا اور حاضرین کی طرف دیکھ کر فرمایا: میرے پاس دوات اور بکری کا شانہ لے آؤ، میں تمہارے لیے ایسی دستاویز لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہی سے بچ جاؤ گے۔

یہ کہا اور آپؐ پر غشی طاری ہو گئی۔ اتنے میں ایک شخص دوات اور بکری کا شانہ لانے کے لیے اُٹھا۔ عمر نے اس سے کہا کہ لوٹ آؤ۔ یہ شخص ''ہذیان'' کہہ رہا ہے۔

وہ شخص واپس آ گیا۔ حاضرین قلم دوات لانے میں تاخیر کرنے پر شرمندگی محسوس کرنے لگے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور ''انا للہ و انا الیہ راجعون'' پڑھ کر کہنے لگے کہ ہم سے رسول کے حکم کی خلاف ورزی صادر ہوئی ہے۔

جب آپؐ کو افاقہ ہوا تو کسی نے کہا: یارسول اللہؐ! کیا قلم دوات لاؤں؟

آپؐ نے فرمایا: جو کچھ تم نے کہا ہے کیا اس کے بعد بھی قلم دوات کی ضرورت رہ گئی ہے؟

نہیں، (مجھے قلم دوات کی ضرورت نہیں ہے) میں تمہیں اپنی اہلِ بیتؑ سے بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے حاضرین سے منہ پھیر لیا اور وہ لوگ اُٹھ کر چلے گئے۔ عباس اور ان کا فرزند فضل اور علی بن ابی طالبؑ اور آپؐ کے مخصوص اہلِ خانہ آپؐ کے پاس ٹھہرے رہے۔

عباس نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! اگر آپؐ کے بعد حکومت و اقتدار ہمیں ملنا ہے تو ہمیں اس کی بشارت دیں اور اگر آپؐ جانتے ہیں کہ ہم مغلوب ہو جائیں گے تو پھر

ہمارے متعلق لوگوں کو وصیت کریں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: میرے بعد تمہیں کمزور بنادیا جائے گا۔

آپؐ نے یہ جملہ فرمایا اور خاموشی اختیار کر لی۔ یہ لوگ آنحضرتؐ کی زندگی سے مایوس ہو کر روتے ہوئے حجرہ سے باہر آئے۔

پھر کچھ دیر بعد آنحضرتؐ نے فرمایا: میرے بھائی اور میرے چچا کو واپس بلاؤ۔ جب دونوں آنحضرتؐ کی خدمت میں آکر بیٹھے تو آنحضرتؐ نے اپنے چچا کو مخاطب کر کے فرمایا:

اے عم رسول خدا! کیا تم میری وصیت قبول کرو گے؟ (یعنی کیا میں تمہیں اپنا وصی مقرر کروں) اور کیا تم میرے وعدے پورے کرو گے اور کیا تم میرا قرض ادا کرو گے؟

عباس نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! آپ کا چچا ایک بوڑھا اور کثیر العیال شخص ہے جبکہ آپؐ جود و کرم میں ہوا کو بھی پیچھے چھوڑنے والے فرد ہیں۔ میں آپؐ کے وعدے پورے نہیں کر سکوں گا۔

پھر آنحضرتؐ علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے بھائی! میری وصیت قبول کرتے ہو؟ میرے وعدے پورے کرو گے؟ میرا قرض اُتارو گے؟ میرے خاندان کی نگہبانی کرو گے؟ حضرت علیؑ نے عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہؐ!

یہ جواب سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا: میرے قریب آجاؤ۔ حضرت علیؑ قریب ہوئے۔ آپؐ نے انہیں اپنے سینہ سے لگایا اور اپنے ہاتھ کی انگشتری اُتار کر علی علیہ السلام کے سپرد کر دی اور فرمایا: یہ لو اور اُسے اپنے ہاتھ میں پہن لو۔ پھر آنحضرتؐ نے اپنی تلوار، زرہ اور تمام جنگی سامان طلب کیا اور تمام اشیاء حضرت علیؑ کے سپرد کیں۔

آنحضرتؐ جب کبھی جنگ پر جاتے تو ہتھیاروں کے نیچے ایک کمر بند باندھا کرتے تھے۔ آپؐ نے وہ کمر بند طلب کیا اور امیر المومنین کو عطا کیا اور فرمایا: خدا کا نام لے کر اپنے گھر چلے جاؤ۔

دوسرا دن ہوا تو آنحضرتؐ کی ملاقات پر پابندی لگا دی گئی۔ آپؐ کی طبیعت زیادہ بوجھل ہو گئی۔ ان تمام لمحات میں حضرت علیؑ آپؐ کی خدمت میں رہے۔ آپؑ کسی ضرورت کے بغیر باہر نہیں جاتے تھے۔

ایک مرتبہ آپؑ کسی ضرورت کی وجہ سے حجرے سے باہر گئے ہوئے تھے کہ رسولِ خداؐ کو افاقہ ہوا۔ انھیں حضرت علیؑ دکھائی نہ دیے تو آپؐ نے اپنی ازواج سے فرمایا: میرے بھائی اور ساتھی کو بلاؤ۔

یہ کہا اور ناتوانی آپؐ پر غالب آ گئی۔ جس کی وجہ سے خاموش ہو گئے۔

بی بی عائشہ نے کہا: ابوبکر کو بلاؤ۔

حضرت ابوبکر آئے اور آنحضرتؐ کے سرہانے بیٹھ گئے۔ جب آپؐ نے آنکھیں کھولیں اور اپنے پاس موجود پایا تو منہ پھیر لیا۔

حضرت ابوبکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر آنحضرتؐ کو مجھ سے کوئی حاجت ہوتی تو ضرور مجھ سے بیان کرتے۔ ان کے جانے کے بعد آپؐ نے پھر وہی الفاظ دہرائے اور فرمایا کہ میرے بھائی اور میرے ساتھی کو بلاؤ۔

بی بی حفصہ نے کہا: عمر کو بلاؤ۔ چنانچہ حضرت عمر آئے۔ جب رسولِ خداؐ نے انھیں دیکھا تو منہ موڑ لیا۔ وہ بھی اُٹھ کر چلے گئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: میرے بھائی اور ساتھی کو بلاؤ۔

حضرت ام سلمہؓ نے کہا: علی بن ابی طالبؑ کو بلاؤ۔ رسولِ خداؐ انھیں ہی بلانے کے خواہش مند ہیں۔

حضرت علیؑ آئے تو آنحضرتؐ نے انہیں اشارے سے قریب بلایا اور ان پر جھک گئے اور کافی دیر تک ان سے سرگوشیاں کرتے رہے۔

پھر حضرت علیؑ کھڑے ہوئے۔ کچھ دیر کھڑے رہے یہاں تک کہ آنحضرتؐ کو نیند آ گئی۔ جب آنحضرت سو گئے تو حضرت علیؑ سے پوچھا گیا کہ آنحضرتؐ نے آپؑ

سے کیا کہا تھا؟

آپؑ نے جواب دیا کہ رسولِ خداؐ نے مجھے ایک ہزار علم کے دروازے تعلیم فرمائے اور ہر دروازے سے ہزار ہزار دروازہ کھلا۔ آنحضرتؐ نے مجھے وصیت کی ہے، جس پر ان شاء اللہ میں عمل کروں گا۔

پھر جب آنحضرتؐ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو حضرت علیؑ آنحضرت کی خدمت میں موجود تھے، آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: میرا سر اپنی آغوش میں لے لو خدا کا فرمان جاری ہونے کو ہے۔ جب میری سانس نکلے تو اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنے چہرے پر مَل لینا اور مجھے قبلہ رُخ لٹا دینا اور میرے غسل وکفن کا اہتمام کرنا۔ سب لوگوں سے پہلے میری نماز جنازہ پڑھنا اور تدفین سے پہلے مجھ سے جدا نہ ہونا۔ اور خدا سے مدد طلب کرتے رہنا۔

حضرت علیؑ نے آنحضرتؐ کے سرِ اطہر کو آغوش میں لیا۔ پھر آنحضرتؐ پر غشی طاری ہو گئی۔ حضرت فاطمہؑ آپؐ پر جھکیں اور رو رو کر حضرت ابو طالبؑ کا یہ شعر پڑھنے لگیں:

وابیض یستقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامی عصمة للأرامل

"وہ ایسے سفید چہرے والا ہے کہ اس کے چہرے کو دیکھ کر
بادل برسنے لگ جاتے ہیں، وہ یتیموں کا مددگار اور بیواؤں کا
سہارا ہے۔"

اس وقت آنحضرتؐ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا: پیاری دختر! یہ تیرے چچا ابو طالبؑ کا کلام ہے۔ اس وقت اسے مت پڑھو اس کی جگہ

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ
أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ

يَّنۡقَلِبۡ عَلٰى عَقِبَيۡهِ فَلَنۡ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيۡـًٔا ؕ وَسَيَجۡزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيۡنَ۝ [آل عمران]

یہ آیت پڑھو۔

حضرت سیدہ نے اپنے والد علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ فرمان سنا تو کافی دیر تک روتی رہیں۔ پھر آنحضرتؐ نے قریب ہونے کا اشارہ کیا۔ بی بی جھکیں تو آنحضرتؐ نے ان کے کان میں کچھ کہا۔ جس سے بی بی کا چہرہ چمکنے لگ گیا۔

اس کے بعد آنحضرتؐ کی وفات ہوگئی۔ اس وقت حضرت علیؑ کا ہاتھ آپؐ کی تھوڑی کے نیچے تھا کہ آپؐ کی روح پرواز کرگئی آپؑ نے اپنے ہاتھ سے اسے لس کیا اور ہاتھ چہرے پر پھیر دیا اور آنحضرتؐ پر کپڑا پھیلا دیا اور غسل و کفن کا اہتمام کرنے لگ گئے۔

وفات رسولؐ کے بعد حضرت سیدہؑ سے پوچھا گیا کہ رسول خداؐ نے آپ سے کیا کہا تھا کہ آپ کا غم و حزن ختم ہوگیا تھا؟

حضرت سیدہؑ سلام اللہ علیہا نے جواب دیا کہ میرے والدؐ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میرے پورے خاندان میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے آکر ملوگی اور تم میرے بعد زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہ پاؤ گی اور بہت جلد مجھ سے ملاقات کروگی۔ والدؐ کے اس فرمان سے مجھے خوشی محسوس ہوئی تھی۔ (۱)

تمت

(۱) بحار الانوار: ۲۲/ ۳۶۵۔ ۴۷۰، الحدیث: ۱۹

ادارہ منہاج الصالحین لاہور